حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن شجرہ رہاوی رضی اللہ عنہ شام کے گورنروں میں سے ایک گورنر تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں لشکروں کا امیر بنایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا، جس میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمہیں عطا فرمائی ہیں انہیں یاد رکھو۔ اگر تم غور سے دیکھو تو تمہیں بھی وہ سیاہ، سرخ، سبز اور سفید رنگ برنگی نعمتیں نظر آجائیں گی جو مجھے نظر آرہی ہیں اور گھروں میں بھی کتنی نعمتیں ہیں اور جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو آسمان کے، جنت کے اور جہنم کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور حوروں کو سجایا جاتا ہے اور وہ زمین کی طرف جھانکتی ہیں (اور جب میدانِ جنگ میں مسلمان صفیں بناتے ہیں تو اس وقت بھی یہ سب کچھ ہوتا ہے) اور جب مسلمان جنگ کی طرف متوجہ ہو کر آگے بڑھتا ہے تو وہ حوریں کہتی ہیں: "اے اللہ اس کو جما دے۔ اے اللہ! اس کی مدد فرما"۔ اور جب کوئی پشت پھیر کر میدان سے بھاگتا ہے تو وہ حوریں اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں: "اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما"۔ لہٰذا تم دشمن کے چہروں پر پورے زور سے حملہ کرو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں! جب کوئی آگے بڑھتے ہوئے زخمی ہو کر گرتا ہے تو خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے خزاں میں درختوں کے پتے گرتے ہیں اور موٹی آنکھوں والی دو حوریں اتر کر اس کے پاس آتی ہیں اور اس کے چہرے سے گرد و غبار صاف کرتی ہیں۔ وہ ان دونوں سے کہتا ہے، میں تم دونوں کے لیے ہوں۔ وہ کہتی ہیں نہیں ہم دونوں آپ کے لیے ہیں اور اسے ایسے سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں کہ اگر انہیں اکٹھا کر کے میری ان دو انگلیوں (درمیانی اور شہادت کی انگلیوں) کے درمیان رکھا جائے تو وہ باریکی اور لطافت کی وجہ سے سارے ان کے درمیان آجائیں اور وہ بنی آدم کے بنے ہوئے نہیں ہیں بلکہ جنت کے کپڑوں میں سے ہیں۔

تم لوگوں کے نام، نشانیاں، حلیے، تنہائی کی باتیں اور مجلسیں سب چیزیں اللہ کے پاس لکھی ہوئی ہیں۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو کسی سے کہا جائے گا: اے فلانے! یہ تیرا نور ہے اور کسی سے کہا جائے گا: اے فلانے! تیرے لیے کوئی نور نہیں ہے۔ اور جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے ایسے ہی جہنم کا بھی ساحل ہے، وہاں کیڑے مکوڑے، حشرات الارض اور کھجور کے درخت جتنے سانپ اور خچر کے برابر بچھو ہیں۔ جب جہنم والے اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ ہمارا جہنم کا عذاب ہلکا کر دیا جائے تو ان سے کہا جائے گا کہ جہنم سے نکل کر ساحل پر چلے جاؤ۔ وہ نکل کر وہاں آئیں گے تو کیڑے مکوڑے حشرات الارض ان کے ہونٹوں، چہروں اور دوسرے اعضا کو پکڑ لیں گے اور انہیں نوچ کھائیں گے۔ تو اب یہ فریاد کرنے لگیں گے کہ ہمیں ان سے چھڑایا جائے اور جہنم میں واپس جانے دیا جائے اور جہنم والوں پر خارش کا عذاب بھی مسلط کیا جائے گا اور جہنمی اتنا کھجائے گا کہ اس کی ہڈی ننگی ہو جائے گی۔ فرشتہ کہے گا: اے فلانے! کیا تجھے اس خارش سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا ہاں۔ فرشتہ کہے گا: تو جو مسلمانوں کو تکلیف دیا کرتا تھا یہ اس کا بدلہ ہے"۔

[حاکم و بیہقی]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمادی الاول ۱۴۳۸ھ فروری ۲۰۱۷ء

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے"

(بخاری و مسلم)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@yandex.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawai-afghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع' نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

لاکھ سر پٹخیں عدو، ہو گا نہ اب اسلام قید!

ایمان اور کفر کی جنگ عسکری میدانوں میں بھی پوری شدت سے جاری ہے اور فکری و نظریاتی محاذوں پر بھی کفر کی زور آوریاں شدید سے شدید تر ہوتی جارہی ہے۔ یہ ہمہ جہتی صلیبی جنگ ہے، کفر نے صرف عسکری طور پر ہی امتِ مسلمہ پر یلغار نہیں کی بلکہ اعتقادی و فکری، معاشرتی و سماجی، تمدنی و تہذیبی، معاشی و اقتصادی اور سیاسی و انتظامی محاذوں سمیت ہر جانب سے کفار اور اُن کے پروردہ حملہ آور ہیں...اس جنگ میں کسی ایک جہت یا سمت کو نظر انداز کرنا یا کفار کے لیے خالی چھوڑ دینا سراسر نقصان اور گھاٹے کا سبب ہو گا...اگرچہ یہ حقیقت اپنی جگہ بالکل ثابت ہے کہ عسکری میدان میں کفر کے لشکروں کی شکست ؛کفار کو دیگر تمام محاذوں پر بچھاڑنے کا باعث بنے گی اور یہ بھی واضح ہے کہ عسکری میدان میں کفار کی شکست کا پورا دارو مدار اُن کی معاشی قوت کو اضمحلال کا شکار کرنے اور بے جان بنانے کی صورت میں ہی ممکن ہے...لیکن کفارِ عالم ؛امت مسلمہ کے خلاف اس ہمہ جہت صلیبی جنگ کو بالکل اُسی طرح اپنی بقا کی جنگ سمجھ رہے ہیں، جس طرح امت کے دفاع میں مورچوں کو گرمانے والے مجاہدین ؛اس جنگ کو امت اور دین کے بقا کی جنگ سمجھتے ہیں! اسی لیے کفار جب عسکری میدان میں اپنی تمام تر قوت و ٹیکنالوجی جھونک دینے کے باوجود بھی اپنے اہداف کو حاصل کرنے میں ناکام رہے تو اُنہوں نے اُن نظاموں اور فوجوں کو بلاواسطہ مجاہدین کے مقابلے میں اُتارا ؛جنہیں وہ سقوطِ خلافت کے بعد سے تراشتے، تخلیق کرتے اور پالتے پوستے آئے ہیں...

ان ''صفِ اول کے اتحادیوں'' نے جنگ عظیم اول و دوم میں گورے آقاؤں کی خاطر دنیا بھر میں جس طرح جانیں واریں تھیں، بالکل اُسی طرح موجودہ صلیبی جنگ میں بھی انہوں نے دل و جان سے صلیبی چاکری کو نا صرف قبول کیا بلکہ اُسے باعث فخر و مباہات جانا! نتیجتاً مجاہدینِ اسلام کو متحدہ کفر کی افواج کے ساتھ ساتھ ان ''فرنٹ لائن اتحادیوں'' سے بھی دو دو ہاتھ کرنے پڑ رہے ہیں...یہ ''فرنٹ لائن اتحادی'' کہیں نظامِ پاکستان کی صورت میں امارت اسلامیہ کے لشکروں اور اعوان و انصار کو اپنا مقابل بنائے ہوئے ہیں...کہیں ترکی کی شکل میں روس و اسرائیل کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر مجاہدینِ شام کے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہیں اور کہیں عرب کے عیاش حکمران اپنی بدبختی سے مجبور ہو کر یمن و عراق کے مسلمانوں کا قتلِ عام برپا کیے ہوئے ہیں...

قتل و غارت گری اور تباہی و بربادی سے مسلمانوں کی جیتی جاگتی بستیوں کو خاموش قبرستانوں میں بدلنے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ کفار نے بدترین مظالم ڈھانے کے باوجود اپنا ''سافٹ امیج'' برقرار رکھنے ،اہلِ اسلام کو اُن کے دین و شریعت کی تعلیمات سے برگشتہ کرنے اور امت مسلمہ کو فکری اور اعتقادی طور پر کمزور کرنے کے لیے پوری حکمت عملی اور منصوبہ بندی سے ''مفکروں اور دانش وروں'' کے غول کے غول تیار کیے۔ یہ ''مفکرین'' امت میں بیداری کی لہر کو دبانے ،شریعت کی حاکمیت کے لیے میدان میں نکلنے والوں کو مسلم معاشروں میں ''خوارج وشدت پسند'' باور کروانے اور کفر کی غلامی کو ابدی طور پر بسر و چشم قبول کرنے کی فکر کو پروان چڑھارہے ہیں... تعلیماتِ اسلامی سے دشمنی، قوانینِ شریعت سے بیر ،اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا مذاق، شعائرِ اسلام کا استہزا،دین کی مقرر کردہ حدود و قیود سے کراہیت، ہوائے نفس کی پرستش،اختلاطِ مرد و زن کی آزادی،الحاد ولادینیت کا فروغ، اباحیت اور فسق و فجور کا رواجِ عام، مادہ پرستانہ زندگی، مغرب سے مرعوبیت، ٹیکنالوجی کے آگے سجدہ ریزی اور کفر کی چاکری ؛ان ''دانش وروں'' کی کُل دانش و بینش کا حاصل ہے!

ایسا نہیں ہے کہ اس قبیل سے متعلق گروہوں کو تیس مار خان قسم کے اور عالی افکار و اذہان کے حامل افراد میسر ہیں جو اپنی ذہانت و فطانت اور فراست و ذکاوت کے بل بوتے پر اپنے مقاصد کو تکمیل کی راہوں پر ڈالے ہوئے ہیں یا اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنی راہیں بناتے چلے جارہے ہیں...ہر گز نہیں! یہ تو پرلے درجے کے گھامڑ، سفیہ، کودن اور احمق ہیں[اور کیوں نہ ہوں کہ جو اپنے خالق و مالک اور کریم رب کو نہ پہچان سکیں اور اُس کی بے پناہ عظمتوں سے نابلد ہوں تو اُس سے بڑا بے وقوف اور نادان بھلا کون ہو گا؟!]...شیطان اپنے راستے پر چلنے والوں کے لیے اُن کے اعمال کو مزین اور خوش نما بنادیتا ہے، یہی کچھ ان کے ساتھ ہوا کہ اِن کی فطرت ہی مسخ ہو گئی کہ روشنیوں اور کرنوں کے مقابلے میں یہ گمراہی اور ضلالت کے گھُپ اندھیروں کے وکیل بن بیٹھے!

ظاہر بین نگاہیں اگر انہیں کامیاب گردان رہی ہیں تو اُس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ پوری ریاستی قوت ان کی پشت پناہی کو موجود ہے...یہ ہوائی بات نہیں بلکہ پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی حقیقت ہے جسے محض ''میں نامانوں'' کہہ کر کسی صورت جھٹلایا نہیں جاسکتا! اب تو اس ثبوت کے حق میں جابجا گواہیاں اور صداقتیں بھی موجود ہیں! ''آزادئ رائے، مساوات، حقوقِ انسانی، اقلیتوں کا درد'' جیسے بظاہر بھلے عنوانات کے تحت ان کی ساری مہمات اور سرگرمیاں ہوتی ہیں لیکن ان بے ضرر اور بھلے عنوانات کی آڑ میں شعائرِ اسلام کی تضحیک واستہزا، دینی مسلمات کے خلاف ہذیان بکنے اور احکاماتِ شریعت کے خلاف پنجے جھاڑ کر پڑنے کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے...یہ

سب کچھ ریاستی اداروں کی ناک کے نیچے ہوتا ہے مگر ''اسلامی قلعہ'' کے تمام ادارے اِن صریح گستاخیوں اور کھلے کفر پر آنکھیں میچے اور دھتورا پی کر مدہوش نظر آتے ہیں...لیکن جیسے ہی لبرل دانش ور ''فوجی وقار'' کے خلاف لب کھولتے ہیں 'فوری طور پر قانون ''حرکت'' میں آتا ہے اور دماغ کی درستی واسطے اُنہیں ''لاپتہ'' کر دیا جاتا ہے...تاآنکہ چند ہی دنوں میں ''نیک وبد'' پوری طرح سمجھا کر رہائیاں ہوتی ہیں، اُنہیں اُن کی ''حدود وقیود'' اچھی طرح سمجھا کر اور ''فوجی وقار'' بارے میں زبانیں گنگ رکھنے کی گارنٹیاں لے کر تاریخ کے بدترین گستاخانِ اسلام کو دین وشریعت پر تبرا کرنے کے لیے پھر سے آزاد کر دیا جاتا ہے!

اس کے برعکس حالت 'اللہ کے اُن دوستوں اور اولیا کی ہے جو صرف اور صرف دین سے مضبوط تعلق، شریعت کے احکامات کو حرزِ جان بنانے، شعائرِ اسلام کو قلبی عزت و توقیر سے نوازنے اور اسلام کی بہاروں کو عام کرنے کے خواب دیکھنے کے ''مجرم'' ہیں...اُن پر اس طاغوتی نظام اور اس کے کارندوں نے کیا ستم ڈھائے ہیں! نواز شریف کے مشیر ڈاکٹر مصدق ملک کے مطابق اس وقت دو لاکھ سے زائد ''اسلام پسند'' خفیہ عقوبت خانوں میں مقید ہیں...ان کال کوٹھڑیوں کے مظلومین پر کیا کچھ بیتتی ہے، اس کو پوری طرح بیان کرنے کا نہ قلم میں یارا ہے نہ ہی الفاظ میں دَم ہے! ان زندانوں کے احوال معلوم کرنے ہوں تو روحیفہ بی بی کی داستان پڑھ لیں یا جناح بیراج اور ملک بھر کے جنگلوں، ویرانوں سے ملنے والی اسلام پسندوں کی تشدد زدہ لاشیں ملاحظہ کر لیں!

یہ کوئی نئی بات نہیں کہ شریعت سے دلی بغض وعداوت رکھنے والوں کو یوں شترِ بے مہار کی طرح چھوڑ دیا گیا ہو، بلکہ ''مملکت خداداد'' میں تو روزِ اول ہی سے دین سے کدورت کی بنیاد پر معاملات چلائے جا رہے ہیں اور اعدائے اسلام پر نوازشوں کا سلسلہ جاری وساری ہے جب کہ دوسری جانب شریعت کے متوالوں کے لیے ''اسلام کے قلعہ'' میں دار ورسن، قید وبند، تشدد وتعذیب، ہتھ کڑی لگے پولیس مقابلے، بم باریاں اور ہجرتیں ہی ہیں! یہی وجہ ہے کہ اس سرزمین میں دشمنانِ دین اس قدر جری اور بے دھڑک ہیں کہ انفرادی ہو یا اجتماعی 'ہر وہ فکر اور فرد اُن کے نشانے پر ہے جو دین اور شریعت سے کچھ بھی تعلق رکھتا ہے!

اب تو نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ اہلِ اسلام کو کھلے بندوں ڈکٹیٹ کیا جا رہا ہے کہ اسلام کو ''الدین'' اور ''الحق'' کہنے سے گریز کیا جائے...''بین المذاہب ہم آہنگی، مذہبی رواداری اور مکالمہ بین المذاہب'' کے عنوانات سے مسلمانوں کے لیے ''جدید دینِ اکبری'' تیار کیا جا رہا ہے...جس میں ''انتہا پسندی، شدت پسندی اور مذہبی منافرت'' کا کوئی گزر نہ ہوگا (یاد رہے کہ ''شدت پسندی'' اور اس جیسی تمام اصطلاحات کو اگرچہ ایک خاص عنوان سے پیش کیا جاتا ہے لیکن فی الاصل ان اصطلاحات کے ذریعے مغربی آلہ کاروں کا اصل ہدف یہی ہے کہ دین اور شریعت سے کُلّی اور دائمی تعلق کے دعوے داروں کو ہی ہدف پر رکھا جائے)...

یہ اسی ''جدید دینِ اکبری'' کے نتائج وعواقب ہیں کہ معاشرے سے اسلام کی اعلیٰ وارفع اقدار رفتہ رفتہ ناپید ہو رہی ہیں، خاندان کی اکائی (مغرب ہی کے مانند) آہستہ آہستہ انحطاط کا شکار نظر آتی ہے، لادین سرمایہ دارانہ نظام کی گرفت اس قدر مضبوط ہو چلی ہے کہ ''انکارِ دجال'' کرنے والوں کی طرح اس دجل وفریب کے منکرین کے لیے بھی معاشرے میں بقا کی راہیں مسدود ہوتی جا رہی ہیں، ریاستی ''رٹ'' کے تحت چلنے اور پھلنے پھولنے والی سودی معیشت کی نحوست نے فردِ واحد کی زندگی سے لے کر پورے معاشرے کو لپیٹ میں لے رکھا ہے، 'رویبضہ' کی صورت میں موجود ذرائع ابلاغ اور اُن کا پروپیگنڈہ اعصاب وحواس پر سوار ہے، فساق وفجار اور ارتداد کی راہوں پر نکل جانے والوں کے ہاتھوں میں مسلمانوں کے معاملات کی ڈوریں ہیں اور دو چار عالمی کانفرنسوں اور چند ایک مخلوط محافل کے ''سیر سپاٹوں'' کی بدولت 'سرکاری ودرباری علما کی طرف سے اُن کے ہر فعل پر مہرِ تصدیق ثبت نظر آ رہی ہے!

جیسا کہ سطورِ بالا میں عرض کیا کہ یہ نظام بد 'ان دریدہ دہنوں اور گستاخوں کا اصل محافظ اور رکھوالا ہے! اگر یہ گستاخ کسی وقت ''آپے سے باہر'' ہو کر اس نظام اور فوج کے خلاف کچھ کہہ سن ڈالیں تو اِن کی باگیں کھینچنے اور ''ٹریک'' پر لانے کا فوری انتظام کیا جاتا ہے...اور یہ 'انتظام' مکمل ہونے کے بعد اُنہیں کھلی چھوٹ ملی رہتی ہے کہ دینِ اسلام کی تعلیمات اور شعائرِ دینیہ کے خلاف جس پیرائے اور جس انداز واطوار میں چاہیں اپنی بد باطنی اور خباثت کا اظہار کرتے رہیں' کوئی اُن کی طرف میلی آنکھ سے بھی نہیں دیکھے گا...اور اس فوج کے ہوتے ہوئے کوئی ایسے رزیلوں کو میلی آنکھ سے دیکھ بھی کیسے سکتا ہے کہ دونوں کے آقا ومولا مشترکہ ہیں، جو کہ ان دونوں کے مابین ذرا سی اَن بَن پر ملحدین کے حق میں کھلے عام بھی سامنے آتے ہیں اور پس پردہ بھی فوج کو حکم دیتے ہیں کہ ان پر ''ہاتھ ہولا'' ہی رکھا جائے...اپنے آقاؤں کے حکم سے سرتابی کی مجال 'اس فوج اور اس کے خفیہ اداروں کے بس میں ہی کہاں ہے!

یہ تو دین سے متعلقہ امور ہیں، اس لیے ان پر اپنی آنکھیں اور کان بند رکھنا ''خاکیوں'' کی فطری مجبوری ہے...لیکن یہ فوج اور اس کے جرنیل تو خالصتاً 'ملکی مفاد' کو بھی صلیبی احکامات کی بھینٹ چڑھانے سے ذرا بھر نہیں چوکتے! اس کی واضح مثال مسئلہ کشمیر ہے! کشمیر کے مسلمان ۷۰ سال سے ایک طرف ہندوؤں کے جبر وستم کو سہہ رہے ہیں

اور دوسری طرف پاکستانی فوج کی غدر و خیانت کے سبب زخم زخم ہیں... نائن الیون کے بعد پاکستانی فوج نے تحریک جہادِ کشمیر کو بے دست و پا کیا اور "یکجہتی کشمیر" کے عنوان کشمیری مسلمانوں کی "اخلاقی و سیاسی حمایت" پر اکتفا کر لیا، اب اخلاقی و سیاسی حمایت کے غبارے سے بھی ہوا نکل رہی ہے اور "یکجہتی کشمیر" کے لیے پاکستانی فوج نے "گانا مہم" شروع کر دی ہے اور ڈھول ڈھمکے کے بل بوتے پر "آزادیٔ کشمیر" کی داغ بیل ڈال دی ہے!

کشمیر کہنے کو تو پاکستان کی 'شہ رگ' ہے لیکن عجیب تماشا ہے کہ شہ رگ پر دشمن قابض ہے، نرخرے کو ہندو بنئے نے ۷۰ سال سے دبوچ رکھا ہے اور جرنیلوں کی اوقات گھٹتے گھٹتے گانوں اور سارنگی و ساز پر آگئی ہے! کسی کا گھر نذرِ آتش ہو رہا ہو تو وہ کیا کرے گا؟؟؟ ظاہر ہے دہائی مچائے گا، اپنی ساری قوت اور توانائیوں کو بروئے کار لا کر آگ کو بجھانے کی کوشش کرے گا، کھانے پینے اور سکون و آرام سے ہاتھ کھینچ کر بس یہی پکارتا پھرے گا کہ "لوگو! میرا گھر جل رہا ہے، اس آگ کو بجھاؤ"...آپ خود سوچیں کہ یہ کیسا "ایمان تقویٰ اور جہاد" ہے کہ ایک طرف "کشمیر ہماری شہ رگ ہے" کی دہائی دی جائے اور دوسری طرف سات دہائیوں سے کشمیری مسلمانوں کی تین نسلیں ہندو سربریت کی نذر ہو گئیں، ہزاروں عفت مآب کشمیری بہنوں بیٹیوں کی عصمتِ ردا تار تار ہے، کشمیری مائیں اپنے شہید بیٹوں کے غموں کو جھیلتے جھیلتے قبروں میں چلتی چلی جا رہی ہیں...اور یہاں پاکستانی فوج 'راگ و رنگ میں ڈوب کر اور لہک لہک کر بھارت کو یوں للکارے کہ "انڈیا! جا جا، کشمیر سے نکل جا، میری جنت میرے گھر سے نکل جا"...ہندوؤں کو کیا پیغام دیا جا رہا ہے کہ تم ہمارے بھائیوں بہنوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دو، ہم بدلے میں تمہیں گانے گا کر سنائیں گے!؟؟؟ پھر جب ہم کہتے ہیں کہ یہ محض ہیجڑوں اور زنخوں کی فوج ہے تو اس میں کیا کچھ غلط ہوتا ہے؟؟؟

حقیقت یہ ہے کہ اس فوج کے سارے ہتھیار اور تمام تر حربی قوت صرف اور صرف اہلِ ایمان پر آزمانے ہی کے لیے ہے! یہی اس کی تاریخ ہے! اسی تاریخ کو دہرانے اور مسلمان بستیوں، مساجد و مدارس، بازاروں اور درس گاہوں کو آتش و آہن اور بارود سے تباہ و برباد کر دینے ہی کے عوض اربوں روپے کے پلاٹ اور جاگیریں عنایت ہوتی ہیں! ہر فوجی افسر اور آرمی چیف کو اربوں کی جائیدادوں اور رقبوں سے یونہی نہیں نوازا جاتا بلکہ خونِ مسلم کی ارزانی کے عوض یہ "انعامات" کے حق دار قرار پاتے ہیں! استاد احمد فاروق رحمہ اللہ نے کیا ہی سچی بات ارشاد فرمائی کہ:

> "حیرت تو اس سادہ لوحی پر ہے جس کے سبب اب بھی کوئی صاحبِ ایمان شخص اس فوج کو 'اپنی فوج' سمجھتا ہو اور اب بھی اس سے خیر کی امیدیں لگائے بیٹھا ہو، ایک ایسی فوج جسے برطانوی راج اپنا دایاں بازو قرار دیتا ہو، جس نے کبھی دہلی میں علما و مجاہدین کا خون بہایا ہو تو کبھی سوات و قبائلی علاقہ جات میں، کبھی بنگال میں عزتیں پامال کی ہوں تو کبھی بلوچستان میں، کبھی انگریز کو بغداد فتح کر کے دیا ہو تو کبھی یہود کو فلسطین، کبھی خلافتِ عثمانیہ گرائی ہو تو کبھی افغانی امارت....
>
> ایسے بدبختوں کو اپنا سمجھنا یا ان سے کسی بھلائی کی امید لگانا چہ معنی دارد؟
>
> یہ فوج تو میری اور آپ کی نہیں، انگریز کے مفادات کی محافظ ہے! انگریزی نظام کی محافظ ہے، انگریزی تہذیب کی محافظ ہے! میرے اور آپ کے دفاع میں لڑنے والے تو وہ گم نام مجاہدین ہیں جو کل تک سید احمد شہید رحمہ اللہ کی قیادت میں لڑتے دکھائی دیتے تھے اور آج ملا عمرؒ اور شیخ اسامہؒ کی قیادت میں! شاہی ہندی فوج اور سید احمد شہیدؒ کے جاں نشینوں کا معرکہ آج بھی جاری ہے...
>
> افغانستان و قبائل کے کوہ و دمن میں، پنجاب کے میدانوں میں، سندھ کے ساحلوں اور بلوچستان کے ریگستانوں و پہاڑوں میں۔ دہلی و بنگال کے مسلمانوں کا مستقبل بھی اسی معرکے سے وابستہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندوستان تا خراسان 'ہر بندۂ مومن دوست اور دشمن کو بخوبی پہچان لے، اپنے اور پرائے میں تمیز کر لے...اور اس جنگ کو اپنی جنگ سمجھتے ہوئے اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی نبھانے کا حق ادا کرے۔
>
> اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو پہچاننے اور اس کی اتباع کی توفیق دے؛ اور باطل کو پہچاننے اور اس سے بچنے کی توفیق دے، آمین"

☆☆☆☆☆

نفس پرستی یا خدا پرستی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ

ہر قسم کی پیش کش کو ٹھکرانا:

اس لیے انہوں نے سمجھا کہ اس دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ ہو نہ ہو اس بلند بانگ دعوے کے پیچھے کچھ اور مقصد اور کوئی اور خواہش کام کر رہی ہے، اس لیے انہوں نے ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ جس نے اپنے خیال کے مطابق تین بڑی چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سامنے پیش کیں، اس نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس قسم کی باتوں سے یہ ہو کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سردار تسلیم کرلیں تو چھوڑیے ان باتوں کو ہمیں یہ منظور ہے، یا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے مال ودولت کے طالب ہوں تو ہمیں یہ بھی منظور ہے، اور یا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حسین عورت کے خواہش مند ہوں تو ہمیں یہ بھی منظور ہے ہم ملک کی سب سے حسین عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں گے۔ جو یہ نئی بات اٹھانی شروع کی ہے اس سے دست بردار ہو جایئے۔

مگر اللہ کے اس سچے رسول اور خدا پرستی کے سب سے بڑے علم بردار نے نہایت بے نیازی سے جواب دیا کہ میں تم سے کچھ لینا نہیں چاہتا، تمہیں کچھ دینا چاہتا ہوں کہ تمہیں موت کے بعد والی زندگی میں راحت ملے، اور وہ میری ان تین باتوں کو قبول کرنے پر موقوف ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی نے ان لوگوں کے اس خیال کی تردید کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی کسی چیز کے خواہش مند ہیں۔ مخالفت نے اتنی شدت اختیار کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا، مگر خدا پرستی کی دعوت کو نہیں چھوڑا۔ مخالفین کو اندازہ نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفس پرستی سے کتنی دور تھے، اور اس دھارے کے مخالف سمت میں تیرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنی طاقت تھی اور کتنا عزم تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفس پرستی سے اتنی دور تھے کہ جب مکہ چھوڑنے کے کچھ سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مکہ میں آئے اور فاتحانہ حیثیت سے آئے، اپنے مخالفوں کو مغلوب کر کے آئے، تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا پرستانہ شان میں ذرا تغیر نہ ہوا۔ فتح کا نشہ آپ پر ذرا بھی نہیں چڑھا، مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحانہ داخلہ اس شان سے ہوا کہ اونٹ پر سوار تھے، بدن پر غریبانہ لباس تھا اور زبان پر خدا کا شکر اور اپنی عاجزی کا اظہار تھا۔

اس موقع پر ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور رعب سے کانپنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''گھبراؤ نہیں! میں قریش کی اس غریب عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی''۔

سوچئے! کیا کوئی فاتح ایسے وقت میں ایسی بات کہہ سکتا ہے، جس سے اس کا رعب لوگوں پر سے اٹھ جائے؟ ایسے وقت میں تو کوشش کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ رعب ڈالا جائے۔ آپ آج بھی دیکھتے ہیں اور آج سے پہلے کا حال بھی تاریخ میں پڑھ سکتے ہیں کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت اور اقتدار آجاتا ہے' ان کی آل اولاد تک اس سے کتنا نفع اٹھاتے ہیں اور اس کے بل پر کیسے کیسے عیش و آرام کے مزے لوٹتے ہیں۔

مگر خدا پرستی کے سب سے بڑے علم بردار کا حال اس معاملے میں بھی دنیا سے مختلف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی اپنے گھر کا سارا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں، جس کی وجہ سے اُن کے ہاتھوں میں گٹھے پڑ گئے تھے اور جسم پر مشکیزہ اٹھانے کے نشانات ہو گئے تھے۔ ایک دن انہوں نے سنا کہ میدان جنگ سے کچھ غلام اور کنیزیں' اباجان کی خدمت میں لائی گئی ہیں۔ خیال کیا کہ میں بھی اپنے لیے ایک آدھ غلام یا کنیز مانگ لاؤں۔ تشریف لے گئیں، اپنی پریشانی کا حال بیان کیا، ہاتھوں میں گھٹے دکھائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''بیٹی! میں تمہیں غلام اور کنیز سے اچھی چیز دیتا ہوں، غلام اور باندی' دیگر مسلمانوں کے حصے میں جانے دو، تم سوتے وقت تینتیس(۳۳) مرتبہ، سبحان اللہ، تینتیس(۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو''۔

بے نفسی اور خدا پرستی کی کیسی عجیب مثال ہے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا پرستوں کے سردار تھے۔ کیا کوئی پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نفسی پر حرف لا سکتا ہے؟ دوسروں کے حق میں یہ فیاضی اور اپنے اور اپنی اولاد کے لیے فقر و غربت کو ترجیح دینا پیغمبر ہی کی شان ہے

عدیل ہمت ساقیست فطرت عرفی
کہ حاتم دگراں و گدائے خویشتن است

خدا پرستی کے سب سے بڑے علم بردار کا کردار:

آج ایسے لوگ آپ کے سامنے ہیں جنھوں نے پچھلے کچھ دنوں میں چند روز یا چند سال جیلیں کاٹ لی ہیں تو آج اقتدار حاصل ہونے پر ان تکلیفوں کا سارا حساب مع سود کے چکا لینے کے درپے ہیں، جب کسی شخص کو اقتدار اور قانون کی طاقت مل جاتی ہے تو عموماً وہ اپنی اولاد اور اپنے اعزا کو قانون کی گرفت سے بچانے کی سعی کرتا ہے۔ مگر خدا پرستوں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان اس معاملہ میں بھی بالکل نرالی تھی، ایک عورت پر چوری کا

جرم ثابت ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دے دیا، لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت محبوب اور مقرب صحابی سے سفارش کروائی کہ معاف فرما دیا جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا:

> ''خدا کی قسم ! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لاڈلی بیٹی فاطمہ سے بھی یہ جرم سرزد ہو جائے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بھی ہاتھ کاٹے گا''۔

اپنے آخری حج کے موقع پر مسلمانوں کے عظیم ترین اجتماع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قوانین اور احکام کا اعلان عام فرمایا تو ان سب کو پہلے اپنے رشتہ داروں اور اپنے خاندان پر جاری کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ :

> ''جاہلیت کے تمام دستور ختم کیے جاتے ہیں، منجملہ ان کے سودی لین دین آج سے ختم، اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباسؓ کے سودی قرضے کو باطل قرار دیتا ہوں، اب ان کا سود کسی پر واجب نہیں، اب وہ سود کا روپیہ کسی سے وسول نہیں کر سکتے''۔

یہ تھی خدا پرستی ! ورنہ آج کل کے قانون ساز اگر اس قسم کا قانون بنانے والے ہوں تو اپنے رشتہ داروں اور ملنے والوں سے پہلے کہہ دیں کہ فلاں قانون آنے والا ہے، ذرا جلدی جلدی اپنی فکر کر لو، زمین داری کے خاتمے کا بل پاس ہونے والا ہے، جتنی زمین نکال سکتے ہو نکال لو، یا بیچنا چاہو تو بیچ دو۔ ایسے ہی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ زمانہ جاہلیت (یعنی قبل اسلام) کے تمام خون باطل کیے جاتے ہیں، ان کا انتقام نہیں لیا جا سکتا، اس کے ماتحت میں سب سے پہلے (اپنے خاندان کا خون) ربیعہ بن الحارث کا خون باطل قرار دیتا ہوں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بے مثال خدا پرستی کے ساتھ (جس کی صرف چند مثالیں میں نے بیان کی ہیں) نفس پرستی کے اس سیلاب سے لڑتے رہے جو دنیا کی ساری قوموں کو بہائے لیے چلا جا رہا تھا اور آخر کار اس کو روکنے میں کامیاب ہوئے۔

لوگ مجبور ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر کان دھریں، اور مانیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تین بنیادی باتوں کو کما حقہ قبول کر لیا، جو خدا پرستی کی زندگی کی بنیاد ہیں، تو پھر ان لاکھوں کروڑوں انسانوں کی زندگیوں کا رُخ ایک دم ایسا بدلا کہ آج کی دنیا میں یقین آنا مشکل ہے کہ کیا ایسے بھی انسان ہو سکتے ہیں ! میں مثال کے طور پر ان میں سے چند کا ذکر کرتا ہوں۔

صدیقی کردار کی جھلکیاں :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرنے والوں میں سے ایک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین اور اسلامی حکومت کے ذمہ دار بھی ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بے نفسی کا حال یہ تھا کہ گو اسلامی سلطنت کے سب سے بڑے عہدے دار تھے، مگر زندگی اس طرح گزارتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والے منہ میٹھا تک کرنے کے لیے ترستے تھے۔ ایک دن اہلیہ نے عرض کیا کہ بچوں کا جی کچھ میٹھا کھانے کو چاہتا ہے تو فرمایا کہ سرکاری خزانہ تو ہمارا منہ میٹھا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ہاں جو کچھ وہاں سے ہمیں روزانہ ملتا ہے اسی میں سے اگر تم بچا سکو تو بچا لو ! اور کچھ میٹھی چیز بنا لو۔ چنانچہ انہوں نے روزانہ خرچے میں سے تھوڑا تھوڑا بچا کر تھوڑے پیسے جمع کر لیے اور ایک دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیے کہ اس کا کچھ سامان لا دیجیے تاکہ آج کچھ میٹھی چیز پکا لوں۔ آپ وہ پیسے لیے ہوئے خزانچی کے پاس چلے گئے اور پیسے بیت المال کو واپس کر دیے اور فرمایا کہ یہ اسی خرچ میں سے ہے جو بیت المال سے ملتا ہے۔ اتنے دنوں میں بچایا ہے، معلوم ہوا کہ ہمارا کام اس سے کم میں چل سکتا ہے، لہٰذا اب ہمیں اتنا کم کر کے دیا جایا کرے۔

فاروقی مساوات :

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مسلمانون نے بیت المقدس فتح کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے، ساتھ میں ایک غلام تھا لیکن اسلامی حکومت کے اس سب سے بڑے شخص کے پاس سواری صرف ایک تھی، تھوڑی دور خود سوار ہوتے تھے، تھوڑی دور غلام کو سوار کر کے خود پیدل چلتے تھے۔ جس وقت بیت المقدس میں داخل ہو رہے تھے' غلام سواری پر تھا اور خود پیدل، اور کپڑوں میں کئی ایک پیوند۔

آپ رضی اللہ عنہ ہی کے زمانے میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا، تو آپ رضی اللہ عنہ وہ کھانا کھانا اپنے لیے جائز نہیں سمجھتے تھے جو قحط کی وجہ سے عام رعایا کو میسر نہ تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا اخلاص اور بے نفسی :

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جو مسلمان فوجوں کے کمانڈر انچیف تھے، اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا اعزازی خطاب عنایت فرمایا تھا، اور نفس پرستی سے اس قدر آزاد تھے کہ ایک مرتبہ ان کی کسی غلطی کی بنا پر عین میدان جنگ میں ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے معزولی کا پروانہ پہنچا تو ماتھے پر شکن تک نہ آئی اور کہا:

> ''اگر میں اب تک عمرؓ کی خوش نودی کے لیے یا اپنی ناموری کے لیے لڑتا تھا تو اب نہ لڑوں گا، لیکن اگر میں اللہ تعالیٰ کے لیے لڑتا تھا تو سپہ سالار کے بجائے ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھی بدستور لڑتا رہوں گا''۔

اس کے برعکس اس زمانے میں ایک تازہ مثال آپ کے سامنے میک آرتھر کی ہے جسے ٹرومین نے کوریا میں لڑنے والی افواج کی سپہ سالاری سے معزول کر دیا تو وہ سخت ناراض ہو گیا اور ٹرومین کی صدارت کے درپے ہو گیا۔

اور صرف یہی چند افراد نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری قوم اور سوسائٹی کو اسی اصول پر تربیت کی تھی کہ وہ ایک خدا پرست سوسائٹی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اصول یہ تھا کہ جو کسی عہدے کا طالب ہو اور خواہش مند ہو اس کو عہدہ نہیں دیتے تھے۔ ایسی سوسائٹی میں عہدے کے امیدوار بننے اور اپنی تعریف و توصیف کرنے، اور حکومت کے لیے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی گنجائش تھی۔ جس جماعت کے سامنے ہر وقت قرآن مجید کی یہ آیت رہتی ہو:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (القصص: ۸۳)

"یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص رکھیں گے جو زمین میں اپنی بلندی نہیں چاہتے، اور نہ فساد پھیلانا چاہتے ہیں اور آخر کار انجام خدا سے ڈرنے والوں کا ہے"۔

جس جماعت کا اس حقیقت پر ایمان ہو، کیا وہ اپنی سربلندی اور فتنہ وفساد کے جرم کا ارتکاب کر سکتی ہے؟

دوستو اور بزرگو! یہ خدا پرستی کی دعوت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پیش کی تھی، اور نتائج کے لحاظ سے یہ دنیا کی سب سے زیادہ نفع بخش کوشش ہے۔ کوئی شخص دنیا کی کسی اور دعوت کا نام لے کر نہیں بتلا سکتا کہ اس نے دنیا کو اتنا فائدہ پہنچایا، حالانکہ اس دعوت کے حصہ میں انسانوں کی اتنی کوششیں اور اتنے وسائل نہیں آئے جو عصرِ حاضر کی معاشی، اقتصادی اور سیاسی تحریکوں کے حصے میں آئے ہیں، مگر پھر بھی ان تمام تحریکوں کے فائدے مل کر بھی اس ایک دعوت کے فائدوں کا دسواں حصہ بھی نہ ہو سکے۔ آج بھی دنیا سے معاشی اور سیاسی ظلم اور اخلاقی برائیاں جبھی دور ہو سکتی ہیں جب دنیا اس دعوت کو قبول کرلے، لیکن اور کسی کے متعلق کیا کہا جائے جب کہ خود اس دعوت کے علم بردار ہی نفس پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ نفس پرستی تو چوٹ کھائے ہوئے بیٹھی تھی اس نے موقع پا کر خدا پرستی کے علم برداروں سے خوب انتقام لیا، جس نے اسے شکست دی تھی اور وہ مسلمان جس کا امتیاز تھا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: ۱۱۰)

افسوس! آج اس نفس پرستی کا خود شکار ہے۔

مسلمانو! تم نے بڑا ظلم کیا ہے، تمہارا کام تو خدا پرستی کا نمونہ بننا تھا، اور ساری دنیا کو اس کی دعوت دینا تھی۔ تم نے نفس پرستی کو اختیار کر کے اپنا بھی نقصان کیا اور ساری دنیا کو بھی مشکلات میں پھنسا دیا۔ اگر تم اپنا فرض ادا کرتے رہتے تو نہ یہ نفس پرستی دنیا میں دوبارہ غالب ہوتی اور نہ دنیا کا یہ حشر بنتا۔ آج دنیا کی سب سے بڑی مصیبت نفس پرستی ہے، دنیا کے بڑے بڑے لیڈر اور امن کے علم بردار (ٹرومین، چرچل اور اسٹالن) سب سے بڑے نفس پرست ہیں۔

یہ اپنی نفس پرستی میں اور قومی غرور میں (جو نفس پرستی کی ایک ترقی یافتہ اور وسیع شکل ہے) دنیا کو خاک سیاہ کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ ایٹم بم سے زیادہ خطرناک نفس پرستی ہے جس نے دنیا کو تباہ کر دیا۔ لوگوں کو ایٹم بم پر غصہ آتا ہے کہ قیامت برپا کر دے گا، میں کہتا ہوں ایٹم بم کا کیا قصور؟ اصل مجرم تو اس کا بنانے والا ہے اور اس سے بھی پہلے وہ درسگاہیں اور وہ تہذیب ہے جو اس ایٹم بم کو وجود میں لائی ہے، اور اس سب کی جڑ وہ نفس پرستی ہے جس نے اس تہذیب کو جنم دیا ہے۔

ہمارا کام ایک کھلی کتاب ہے:

دوستو! ہماری دعوت اور ہماری تحریک بس یہی ہے اور اسی مقصد کے لیے ہے کہ نفس پرستی کے خلاف محاذ قائم کیا جائے۔ خدا پرستی کی زندگی کا طریقہ دنیا میں عام کیا جائے۔ ہم نے اسی مقصد کے لیے یہ خاص اجتماعات کیے ہیں اور محض اسی مقصد کے لیے ہفتہ وار اجتماع کرتے ہیں۔ جہاں ہم قوم کے ہر طبقے کو جمع ہونے کی دعوت دیتے ہیں، اور ان کے سامنے خدا پرستی کی دعوت کے سب سے بڑے علم بردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، ان کے حالات زندگی، اور ان کے ساتھیوں کے واقعات پیش کرتے ہیں جو سچی خدا پرستی کا راستہ دکھانے والے ہیں۔ اور ہمارے یقین کے مطابق انہی میں انسانیت کی نجات اور دنیا کی مشکلات کا حل ہے۔ ہمارا کام اور ہماری دعوت ایک کھلی کتاب ہے، جس کا جی چاہے پڑھ لے!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

طریقِ قربِ الٰہی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ذکر اللہ سیکھنے کی اہمیت و فوائد:

کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اللہ کا نام سیکھ لو۔ اللہ کا نام لینے والا اور اللہ کا ذکر کرنے والا گویا اللہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ کی عبارت ہے الذاکر کالواقف علی الباب جس جس کو اللہ اللہ کرنا نصیب ہو گیا، چاہے وہ لا الہ الا اللہ کا ذکر ہی ہو، غرض اللہ کا کوئی بھی ذکر کرے تو اللہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ عرب میں بھی آپ جہاں جائیں گے تو جگہ جگہ وقوف لکھا ہو گا یعنی یہاں موٹر کھڑی کر دو۔ ''وقوف'' کے معنی عربی میں کھڑے ہونے کے ہیں۔

واقف علی الباب یعنی اللہ کے دروازے پر کھڑا ہو گا۔ ایک بندہ اپنے مالک کے دروازے پر کھڑا ہو جائے تو کیا یہ معمولی انعام ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ ذکر سے کیا ہوتا ہے؟ ذکر سے یہ ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، آپ نے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا، اللہ اللہ کی ضربیں لگا کر دل کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں کہ اے اللہ! اپنے دربار کا دروازہ کھول دیجیے، ہم آپ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ اب اللہ کی حکمت ہے کہ وہ دروازہ کب کھولتے ہیں، ہمارا کام تو بس دروازہ کھٹکھٹانا ہے:

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پر ہو کیوں تیری نظر
تُو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

دیکھا آپ نے ذکر اللہ کتنا بڑا انعام ہے! دروازہ کھولنا نہ کھولنا ان کا کام ہے۔ جو کام خدا کا ہے وہ آپ اپنے ہاتھ میں کیوں رکھتے ہیں؟ آپ تو بس بندے بن کر رہیں اور اللہ اللہ اور لا الہ الا اللہ کا ذکر شروع کر دیں۔

کلمہ طیبہ کی ایک عظیم الشان فضیلت:

روزانہ پانچ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھیں گے تو پانچ مہینے میں پچھتر ہزار ہو جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کو ستر ہزار مرتبہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں جس کو پڑھ کر بخشا گیا ہے۔ تو ہر پانچ مہینے میں آپ کسی کی مغفرت کا سامان بطور ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ کبھی نانا کو بخش دیا، کبھی ابا کو، کبھی دادی کو، کبھی ایک کوٹہ اپنے لیے رکھ چھوڑا۔ اللہ اکبر! اور اس میں صرف دس منٹ روزانہ لگتے ہیں۔ جب موت آئے گی پھر قدر معلوم ہو گی کہ فرشتہ ایک مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کا موقع بھی نہیں دے گا۔ چاہے اسے سلطنت دے دو، ساری زندگی کی کمائی دے دو، وہ ایک سیکنڈ کی مہلت بھی نہیں دے گا، ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا بھی نصیب نہ ہو گا، خوب یاد رکھو!

دنیا سے کیا چیز ساتھ جائے گی؟

یہ جو میں آپ کو اللہ کی محبت کی دعوت دے رہا ہوں، اس کا مزہ پہلے خود لینے کے بعد آپ کو اس کی دعوت دے رہا ہوں۔ اگر مجھے مزہ نہ آتا تو آپ کو اس مزے کے بارے میں کیسے بتاتا؟ جو خود بے مزہ ہو گا وہ دوسروں کو بامزہ کیسے کرے گا؟ جو خود بے اثر ہو گا وہ دوسروں پر اثر کیسے ڈالے گا؟ اس لیے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمہ اللہ کا شعر ہے

پریت کی لذت جب سے ملی ہے دل کا عالم ہے کچھ اور
نگر نگر ڈھنڈورا پیٹ رہا ہوں پریت کرو سب کو

نگر نگر یعنی شہر شہر، بستی بستی یہی ڈھنڈورا پیٹ رہا ہوں کہ جب اللہ کی محبت مل جاتی ہے تو دل کا عالم کچھ اور ہی ہو جاتا ہے۔ اے دنیا والو! اللہ کی محبت سیکھ لو، دنیا میں چاہے کتنے بڑے آدمی بن جاؤ، قبر میں خالی ہاتھ صرف کفن ہی لے کر جاؤ گے۔ اس لیے اللہ کی محبت کا خزانہ اپنی روح میں جمع کرو، اللہ کا نام اگر ایک دفعہ بھی لو گے تو یہ سب نامۂ اعمال میں چھپ جائے گا جسے دنیا میں کوئی نہیں مٹا سکتا۔ آپ نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا، سبحان اللہ پڑھ لیا یہ سب گویا روح میں پرنٹ ہو گیا، آپ کا جسم تو قبر میں اتر جائے گا لیکن روح میں آپ نے جو اللہ کا نام لے کر اس کی محبت جمع کی ہے یہ سب انوار و برکات روح لے کر جائے گی۔

رنگِ تقویٰ رنگِ طاعت رنگِ دیں
تا ابد باقی بود بر عابدیں

تقویٰ اور عبادت کا رنگ قیامت تک عابدوں پر باقی رہے گا اور دنیا کا کیا رنگ ہے؟ وٹامن کھا کھا کر دو ڈھائی من کے موٹے ہو گئے اور کل ٹائی فائیڈ ہو گیا تو ساری طاقت ختم ہو گئی۔ لیکن روح کے اندر آپ نے جو اللہ کا نام لیا ہے، اس کو ساری دنیا نہیں مٹا سکتی۔

ذکر اللہ قربِ الٰہی حاصل کرنے کا راستہ ہے:

تو جو شخص اللہ کا ذکر کرنے لگے گویا وہ اللہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا ہے۔ دستک دے رہا ہے کہ اللہ میاں ہم آپ کا قرب چاہتے ہیں، بس کسی نہ کسی دن رحم آ جائے گا اور کیسے رحم آئے گا؟ اس کو مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے
عاقبت بینی ازاں در ہم سرے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی کا دروازہ ہمیشہ کھٹکھٹاتے رہو گے تو ایک دن کوئی نہ کوئی سر ضرور نمودار ہو گا، ایک دن اس کو رحم آ جائے گا۔ مولانا کا کمال دیکھو، کیا عجیب شخص تھے، مولانا رومی بہت بڑے عاشق تھے، اللہ کے عاشقوں میں ان کے عشق کا جھنڈا بہت اونچا ہے، ان چھ سو برسوں میں اتنا بڑا عاشق کوئی نہیں پیدا ہوا، ساری دنیا کے عاشقین مولانا کی مثنوی سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ تو اللہ کا ذکر کرتے رہو، ان شاء اللہ ایک دن اس دروازے سے سر ضرور ظاہر ہو گا، ایسا محسوس ہو گا کہ اللہ میاں کہہ رہے ہیں کہ آ جاؤ!

محسوس ہو جائے گا کہ دل میں اللہ آ گیا ہے ،اور جب دل میں اللہ آتا ہے تو کیا محسوس ہوتا ہے ؟اس کو خواجہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جب اللہ دل میں آئیں گے تو ساری کائنات پھیکی نظر آئے گی، سورج اور چاند آپ کو پھیکے نظر آئیں گے۔ جب خالقِ سورج دل میں آئے گا تو سورج کی کیا حقیقت؟ خواجہ صاحب رحمہ اللہ بھی کیا کمال کے شاعر تھے،اللہ کی محبت کو شعر میں کیا عمدہ طریقے سے بیان کر گئے۔ بہر حال اللہ کے ذکر کو بہت بڑی نعمت سمجھو۔

خدا کے دروازے تک پہنچنے کا راز:

محدث عظیم ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جس کو اللہ نے ذکر کی توفیق دے دی، وہ اللہ کے دروازے پر پہنچ گیا، بندہ زمین پر رہتے ہوئے عرش پر پہنچ گیا۔ اب دروازہ کب کھلے گا، اس پر نظر نہ ہو، بس اپنا کام کیے جاؤ، ایک دن دروازہ ضرور کھلے گا۔ اگر کسی دروازے کو مسلسل کھٹکھٹاتے رہو گے تو ایک دن ضرور کوئی سر نمودار ہو گا، ان شاء اللہ ایک دن اللہ تعالیٰ کا تعلق ضرور عطا ہو گا۔ نسبت مع اللہ نصیب ہو جائے گی، آپ کے قلب میں اللہ ضرور آئیں گے، ایک دن دروازے کھٹکھٹاتے رہو، ذکر کرتے رہو، ان شاء اللہ ایک دن دروازہ ضرور کھل جائے گا۔ آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے قلب میں کوئی چیز آ گئی، پھر خود ہی کہنے لگیں گے کہ

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

خواجہ صاحبؒ نے یہ شعر ایسے ہی نہیں کہا تھا۔ یہ قصہ افسانے نہیں ہیں، حقائق ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقت ہے اور ان کا ذکر بھی حقیقت ہے۔ باقی سب افسانے ہیں، جن کو تم سمجھ رہے ہو کہ یہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں یہ سب خواب ہو جائیں گے، یہ سب افسانے بن جائیں گے۔ دیکھو اپنی زندگی کو کہ کیسے کیسے موڑ سے گزرے ہو، اپنا ماضی سوچو کہ کیا کھایا تھا، کیا پیا تھا، کیا بویا تھا تو سب خواب معلوم ہو گا۔

دل صرف خدا کو دینے کے لیے بنا ہے:

اس لیے قالب یعنی جسم بے شک ساری کائنات کو دے دو لیکن مومن کو اپنا قلب کسی کو دینا جائز نہیں۔ دوستوں میں قالب کے ساتھ بیٹھیں لیکن قلب 'اللہ کے ساتھ مشغول رہنا چاہیے۔ قلب جسم کا بادشاہ ہے، سب سے بڑا ہے، بڑا ہے تو اپنے سے بڑے ہی کو پیش کرنا ہو گا، جو بڑا افسر ہوتا ہے وہ اپنے سے بڑے افسر کا اسسٹنٹ بنتا ہے۔ دل چونکہ بادشاہ ہے، جسم میں سب سے بڑا ہے لہٰذا آپ کے لیے جائز نہیں کہ قلب کسی گھٹیا چیز کو دے دیں۔ قلب حسینوں کے قوالب پر عاشق نہیں ہونا چاہیے، قلب کو خالقِ قالب پر عاشق ہونا چاہیے۔ لہٰذا دل اللہ کے ساتھ رکھو، چاہے باہر کار بھی ہو، خوب کاروبار بھی ہو لیکن دل میں یاد ہو۔ اگر اللہ کا تعلق نہیں ہے تو سب مردہ ہے، وہ شخص نہایت محروم ہے۔ الذی لا یذکر اللہ جو شخص اللہ کو یاد نہیں کرتا وہ کالمیت ہے، اور جو ذاکر ہے وہ کالحیی ہے، اصل زندگی اسی کی ہے۔

حیات روحانی عطا ہونے کی ایک مثال:

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمہ اللہ اتنے بڑے عالم تھے کہ شمس بازغہ، صدرا، ملّا سارے فلسفے، اور منطق کے حاشیے تک یاد تھے۔ جس وقت عربی کے حوالے اور دلائل پیش کرتے تو مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کہتے تھے کہ اللہ اکبر! اسّی سال کی عمر میں ان کو حمد اللہ کا حاشیہ، قاضی، بیضاوی اور شمس بازغہ سارا فلسفہ زبانی یاد ہے۔ حضرت نے مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پڑھا تھا۔ مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ بھائی! تمہارے شیخ میرے پیر بھائی تو ہیں مگر میرے استاد کے درجے میں ہیں، کیونکہ انہوں نے اور میرے استاد اصغر میاں صاحب رحمہ اللہ نے ایک ساتھ پڑھا ہے۔

تو حضرت شاہ عبد الغنی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: حکیم اختر! میں یہاں پیدا ہوا ہوں، اور یہ کون سے جگہ تھی؟ عید گاہ کی محراب، سرائے میر۔ حضرت نے ایک دن مغرب کی نماز پڑھائی، پھر اوابین پڑھی، وہ چاندنی رات تھی، چاند کی چاندنی درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر آ رہی تھی، اس وقت وہاں سوائے حضرت کے اور اس فقیر کے کوئی اور نہیں تھا۔ ان کا سجدے میں رونا اور اللہ کی محبت کا مزی، عجیب سماں تھا۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو عید گاہ کی محراب میں مجھ سے فرمایا کہ حکیم اختر! میں یہیں پیدا ہوا تھا، پھر خود ہی فرمایا کہ تم کو تعجب ہو گا کہ میں یہاں کیسے پیدا ہوا؟ فرمایا کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ یہاں تشریف لائے تھے، اس گاؤں میں ان کا بیان ہوا تھا، اس کے بعد حکیم الامت رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھوں پر مجھے بیعت فرمایا، جب انسان کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہوتا ہے تو اسے روحانی حیات عطا ہوتی ہے :

مجھے سہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
تیرا ہاتھ ہاتھ میں آ گیا تو چراغِ راہ بھی جل گئے

اللہ کی محبت کا رنگ کیسے چڑھتا ہے؟

دوستو! دور ہی دور سے آدمی صحیح رنگ نہیں پکڑتا، اگر آپ کپڑا رنگوانا چاہیں تو رنگ ریز کہتا ہے کہ صاحب تین دن تین رات لگیں گے، لیکن آپ کہتے ہیں کہ صاحب مجھے تو لاہور جانا ہے، کشمیر جانا ہے، جلدی دے دو۔ تو وہ کہتا ہے کہ لے جائیے مگر میں رنگ پختہ ہونے کی ضمانت نہیں دیتا، میں جتنی تعداد بتا رہا ہوں اتنے دن اس کو میرے پاس رکھو تو ان شاء اللہ اسے جہاں چاہے لے جاؤ یہ رنگ نہیں بدلے گا۔

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال

مصعب ابراہیم

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۵ جنوری ۲۰۱۶ء کو رئیس المحدثین، استاذ العلما، شیخ المشائخ، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، بانی و مہتمم جامعہ فاروقیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ ۹۱ سال کی عمر میں انتقال فرماگئے...انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے پون صدی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ کے علم کو پھیلایا۔ آپ رحمہ اللہ ، شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خاص الخاص تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ ساتھ ہی آپ رحمہ اللہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے فیض یافتہ اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے صحبت یافتہ تھے۔ گویا آپ رحمہ اللہ کی شخصیت ''مجمع البحرین'' تھی کہ جس نے ان دونوں کبار اور اجل بزرگوں سے تربیت حاصل کی اور کسبِ فیض کیا۔ برصغیر پاک و ہند میں بخاری شریف کی تدریس طویل ترین دورانیے تک جاری رکھنے کا سہرا بھی آپ رحمہ اللہ کے سر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں اور قابلیتوں عطا فرمائی تھیں۔ پھر صلاحیت و قابلیت ہی نہیں بلکہ اس خطے میں قال اللہ و قال الرسول کی فضاؤں کو تمام تر آزمائشوں، مخالفتوں اور مشقتوں کے باوجود پوری ہمت اور قوت سے قائم رکھنے کی توفیقِ الٰہی سے بھی آپ خوب خوب نوازے گئے۔ دنیا بھر میں لاکھوں علمائے کرام کو آپ رحمہ اللہ سے تلمذ کا شرف حاصل رہا۔

حضرت رحمہ اللہ اسلاف جیسی تواضع وانکساری کا پیکر تھے، نماز پڑھنے مسجد جاتے تو طلبہ پر پابندی عائد کر رکھی تھی کہ کوئی میرا جوتا نہیں اٹھائے گا۔ کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ''میں اللہ کے دربار میں ایک فقیر کی طرح حاضر ہوتا ہوں اور فقیر کے لیے مناسب نہیں کہ خدمت گزاریوں میں مصروف رہے''۔ یہ تو محض ایک مثال ہے و گرنہ شیخ رحمہ اللہ کی پوری زندگی ہی تواضع، عجز و انکساری اور فنائیتِ نفس سے ہی عبارت تھی۔

آپ رحمہ اللہ آخری وقت تک بخاری شریف کی تدریس کو باقاعدگی سے جاری رکھے رہے۔ آپ رحمہ اللہ واقعتاً تاریخ ساز شخصیت کے حامل تھے، ایک ایسی عبقری شخصیت جو اس پُر فتن دور میں قرآن و سنت سے جوڑ کر رکھنے اور اسلاف و اکابر کے طریقے کو مضبوطی سے تھامنے کی دعوت پوری جرأت واستقامت سے دیتے تھے...آپ پیرانہ سالی، بیماری اور تمام تر ضعف جسمانی کے باوجود مضبوط ، مستحکم اور قوی ایمان کے بل بوتے پر' جدیدیت کے منہ زور سیلاب اور اندھیری رات جیسے شر ور و فتن کے مقابل سدِ سکندری کی مانند تھے۔

صلیبی مغرب سے درآمد شدہ ''نئے اسلام''، جدت پسندی، روشن خیالی، غامدیت اور ذہنی آوارگی کے گمراہ کن طریقوں اور راستوں کے مقابلے میں آج کے دور میں آپ رحمہ اللہ کی شخصیت' تمسک بالقرآن والسنۃ کی جیتی جاگتی مثال اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے ٹھیٹھ اور خالص ''پرانے اسلام'' کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔

جہاد اور اہلِ جہاد سے ہمارے حضرتِ والا رحمہ اللہ کی محبت و تعلق بھی محتاجِ بیان نہیں۔ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد آپ کو زار زار روتے دیکھا اور بار بار یہی دریافت فرماتے کہ ''جہاد کی قیادت کے منصب پر اب ایسی کون ہستی آئے گی جو شیخ رحمہ اللہ کی کمی کو پورا کر سکے''۔ دین کے دیگر شعبوں اور میدانوں (مدارس مساجد و خانقاہوں، دعوت و تبلیغ، تحریر و تصنیف) کے ساتھ ساتھ میادینِ جہاد میں بھی کثیر تعداد میں وہ علما اور افراد موجود ہیں جنہوں نے آپ سے فیض حاصل کیا، آپ کے تلمذ کا شرف پایا اور آپ کی شاگردی میں وقت گزارا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمہ اللہ سے دینِ مبین کی ہمہ جہت خدمات کا کام لیا۔ آج تعلیم و تعلم ، دعوت و تبلیغ ،تذکیر و تلقین، تصنیف و تالیف اور جہاد و قتال کے میدان آپ کے ہزارہا طلبہ ، مریدین، متوسلین اور متعلقین سے آباد ہیں۔

آپ رحمہ اللہ 'دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے علمائے کرام کو تقاریبِ فراغت کے موقع پر جہاں دیگر بہت سی قیمتی نصائح و مواعظ سے نوازتے 'وہیں اُنہیں امارتِ اسلامیہ افغانستان سے جڑنے کی خصوصی نصیحت فرماتے اور ترغیب دیتے۔ مجاہدین کے احوال' معلوم کرنے کے لیے ہر وقت بے چین رہتے۔ مجلہ نوائے افغان جہاد جب تک شائع ہوتا رہا تب تک باقاعدگی سے اس کا مطالعہ فرماتے، خرابیٔ حالات اور پے در پے آزمائشوں کے بعد نوائے افغان جہاد کی باقاعدہ اشاعت ممکن نہ رہی تو ہر ماہ پرنٹ نکلوا کر اس کا بنظرِ غائر مطالعہ فرماتے۔ اگر کبھی کسی مہینے میں پرنٹ ملنے میں تاخیر ہو جاتی تو بصدِ اصرار' مجلہ کو طلب فرماتے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ رحیم و کریم مالک' ہمارے لیے ایک شجر سایہ دار کی حیثیت کے حامل شیخ ، مربی اور محسن کی کامل مغفرت فرمائے۔ اپنی شانِ کریمی کے شایانِ شان دین کے اس خادم کی مشقتوں اور کلفتوں بھری زندگی اور جُہد کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث کے اس بے بدل خدمت گار کو جنت الفردوس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه ووسع مدخله وأكرم نزله وادخله الجنة مع الأبرار يا عزيز يا غفار يا رب العالمين۔ اللهم اغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الذنوب والخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس۔ اللهم إنا نسألك له الفردوس الأعلى اللهم ادخله الجنة بغير حساب يا رب العالمين

☆☆☆☆☆

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ایک عرصے سے دل میں خیال پختہ ہو رہا تھا کہ آپ حضرات کی خدمت میں اپنے دلی جذبات کا اور عمومی طور پر ہمارے دینی احوال پر اپنی فکر مندی کا اظہار کیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم نبوت کا وارث و امین بنایا ہے اور منبر و محراب کے ذریعے دین حق کے بیان اور تبلیغ و اشاعت کے لیے منتخب فرمایا ہے، یہ ایک بہت بڑا اعزاز بھی ہے اور ذمے داری بھی۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے پاس منبر و محراب اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے طاقت ور ذریعہ ہے اور اس ذریعے سے امت مسلمہ کے لیے دینی خدمات کا فریضہ کافی حد تک انجام دیا جارہا ہے لیکن اگر معاشرے میں پھیلے فساد و بگاڑ کے ساتھ اپنی سعی و کاوش کا موازنہ کیا جائے تو غالباً ہمیں خود پر شرمندگی ہوگی۔

آج کے دور میں معاشرتی بگاڑ جس قدر بڑھ گیا ہے، اس کا احاطہ کرنا شاید ممکن نہ ہو، پہلے یہ بگاڑ اپنے اثرات کے اعتبار سے محدود ہوتا تھا، بعض مخصوص اذہان و افراد یا مخصوص طبقات ہی اس کا شکار ہوتے تھے۔مگر اب ایسا نہیں ہے، اس بگاڑ نے ہمارے ان طبقوں کو، افراد و اشخاص کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، جو امت کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔اخلاقیات کے باب میں وہ تمام برائیاں جن کا تصور کیا جاسکتا ہے ہمارے معاشرے میں پائی جارہی ہیں۔منکرات و محرمات کا شیوع بڑھ گیا ہے۔مسلمانوں کو بے دینی، اخلاقی بے راہ روی اور بدعقیدگی میں مبتلا کرنے کے لیے باطل ہر رنگ و روپ میں اپنی تمام سائنسی ایجادات اور آلات و وسائل کے ساتھ مصروف ہے۔باطل کے پاس ٹیکنالوجی بھی ہے اور حکومت و قانون کی لاٹھی بھی۔وہ اپنے نصاب تعلیم و تربیت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے دماغوں کو بدل رہا ہے اور ہمارے معاشرتی نظام میں پوری قوت کے ساتھ شگاف ڈال رہا ہے۔اگر آپ اس سلسلے میں کچھ جاننا چاہیں تو صرف ایک دن کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجیے۔آپ کو اپنی قوم کے اخلاقی دیوالیہ پن اور باطل کی کامیاب محنتوں کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ماہنامہ "وفاق المدارس"، ربیع الاول ۱۴۳۸ھ کے شمارے میں ہم نے متحدہ امریکہ کے کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے تعاون سے شائع ہونے والی رپورٹ "پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس" کا جائزہ پیش کیا تھا۔یہ رپورٹ ہم سب کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔باطل نے نہایت مسرت کے ساتھ بتایا ہے کہ اس کا پیغام اپنے اثرات سے اس قدر پُر امید ہے کہ اب وہ دیدہ دلیری اور دریدہ دہنی کے ساتھ ہمیں کہہ رہا ہے کہ خاکم بدہن، العیاذ باللہ ہم اسلام کو سچا دین سمجھنا چھوڑ دیں۔

اس کے بعد ذرا ہم اپنی ذمہ داریوں اور اپنی مساعی کا جائزہ لیں گے تو معاف فرمائیے گا بہت حوصلہ شکن صورت حال سامنے آئے گی۔مجھے کہنے دیجیے کہ ہم میں سے اکثریت، جس کا علومِ نبوت پر دسترس کا دعویٰ ہے وہ محض جمعہ کے بے روح بیان پر قانع ہیں یا پانچ وقت کی نماز پڑھا کر خود کو اپنے فرائض سے سبکدوش خیال فرماتے ہیں، حالانکہ وارثِ علومِ نبوت ہونے کے ناطے علما کی ذمہ داری ہے کہ وہ امت میں خیر و بھلائی کا حکم کریں اور منکرات کی نکیر کریں۔موجودہ دور میں پھیلے بے پناہ شر و فساد اور بگاڑ کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لیے کسی اور کو نہیں آپ علما کو ہی آگے بڑھنا ہے۔مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کے لیے جس تڑپ، دل سوزی، لگن اور محنت کی ضرورت ہے، وہ مفقود ہے۔آج کا ماحول ہر ہر عالم سے حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہم اللہ جیسے کردار کا تقاضا کرتا ہے۔

آپ ماشاءاللہ عالم دین ہیں، آٹھ دس سال لگا کر آپ نے جس مدرسہ یا دارالعلوم میں دینی تعلیم کی تکمیل کی، اس کے بعد تو آپ پر خود بخود بلغوا عنی ولو آیۃ کے مصداق معاشرے کی صلاح و اصلاح کی ذمے داری عائد ہو جاتی ہے۔آپ پر لازم ہو جاتا ہے کہ جس دین کو آپ نے آٹھ دس سال لگا کر پڑھا اور سیکھا، وہ نہ صرف آپ کے کردار و عمل اور افکار و خیالات سے جھلکے بلکہ اہلیت و استعداد کے مطابق اپنے گھر، محلے اور مسجد و مدرسہ کے ماحول میں اس کے بیان و تبیان کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

اسلام ٹیکنالوجی کے سہاروں کے بجائے براہ راست مخاطب کی باطنی و قلبی اور اخلاقی و روحانی تبدیلیوں کا داعی ہے۔یوں بھی بسا اوقات ٹیکنالوجی کے ذریعے دین کی تبلیغ و اشاعت کے اثرات نہ صرف محدود ہوتے ہیں بلکہ منفی نتائج بھی دیتے ہیں۔ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور دعوت کے باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے متوارث چلے آرہے ہیں۔یقین فرمایئے ان طریقوں کو ان کی روح کے مطابق عمل میں لایا جائے تو دیرپا اثرات کے حامل نظر آئیں گے اور وہ حسب ذیل ہیں:

☆ منبر و محراب کے ذریعے خطبہ و خطابات

☆ انفرادی اور شخصی ملاقاتوں کے ذریعے دینی دعوت، دینی تعلیم اور تزکیہ نفس کی کوششیں

☆ مکاتیب (خطوط) کے ذریعے تبلیغ دین کا اہتمام

☆ صُفّہ (یعنی مدرسہ) کے ذریعے اجتماعی تعلیم دین

الحمد للہ یہ تمام مسنون طریقے ہماری دسترس میں ہیں، مگر فرق یہ پڑ گیا ہے کہ بوجوہ ہم ان طریقوں کو اپنانے سے گریزاں ہیں۔ہماری آپ سے درخواست ہے کہ موجودہ معاشرتی بگاڑ کو ہلکا خیال نہ فرمائیں، چاروں جانب باطل نے اپنے فتنہ و فساد کی آگ دہکا رکھی ہے۔اس آگ کو فرو کرنے میں آپ سے جو بن پڑتا ہے کر گزریں۔یہ موجودہ و آئندہ نسلوں پر آپ کا احسان ہو گا۔آپ مسجد کے امام ہیں یا خطیب تو خود کو صرف نماز پڑھانے اور جمعہ کا بیان کرنے تک محدود نہ رکھیں، ممکن ہو سکے تو مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کرنے کی سعی فرمائیں۔

درس قرآن مجید: روزانہ، ورنہ ہفتے میں ایک دن ضرور مقرر کر کے اہل محلہ کے لیے عمومی درس قرآن مجید کا اہتمام فرمائیں، اس سلسلے میں خاص طور پر تیاری بھی کریں۔ کتب و تفسیر و حدیث سے رجوع کریں۔ البتہ ایک بات کا خیال رکھیں کہ عمومی درس قرآن میں صرف نحوی ترکیبوں اور خالص علمی اسلوب اختیار نہ کریں بلکہ علیٰ قدرِ عقولھم پیرایہ گفتگو اختیار کریں۔

درس حدیث: پانچ وقت نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد کم از کم پانچ منٹ کا درس حدیث ضرور دیں۔ اس سلسلے میں کتاب الاخلاق، کتاب البر والصلہ، کتاب الرقاق، کتاب المعاشرۃ والمعاملات، کتاب اشراط الساعۃ کو خاص طور پر مد نظر رکھیں، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''معارف الحدیث'' آپ کی بہترین رفیق ہو سکتی ہے۔

فقہی مسائل کا بیان: کسی ایک نماز کے بعد دعا سے قبل نمازیوں کو روزانہ صرف ایک مسئلہ بتانے کا اہتمام فرمائیں، ایسے روز مرہ پیش آمدہ مسائل جن میں عوام مبتلا ہوتے ہیں مختصر اور عمومی انداز میں شرعی راہ نمائی کا فریضہ انجام دیں۔ ''بشروا ولا تنفروا'' کی ہدایت کے ساتھ حکمت و دانائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے الفاظ اور جملوں کے انتخابات میں احتیاط برتی جائے۔ فرقوں یا افراد کے ناموں کے ساتھ تنقید کی بجائے صحیح مسائل کو سامنے رکھا جائے۔

اس بات کا ضرور خیال رکھیے کہ آپ کی مسجد میں پہلے سے جو تعلیمی، تبلیغی اور خانقاہی سلسلے جاری ہیں وہ بالکل متاثر نہ ہوں، دیگر دینی کاموں میں رفیق و حلیف تو بنیں فریق ہرگز نہ بنیں۔ اگر کوئی شخص یا جماعت آپ کے کام میں مزاحم ہو تو دل گرفتہ نہ ہوں محبت اور شفقت سے سمجھائیں۔ دعوت دین کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ آپ کے پیش نظر رہے گا، ہمدردی، دل سوزی، دینِ حق کے بیان کا جذبہ کارفرما رہے گا تو ان شاءاللہ کامیابی ملے گی۔

جمعہ کا بیان بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ جمعہ کے دن لوگوں کی حاضری کو اللہ پاک کی عنایت سمجھئے۔ اس موقع کو سرسری بیان میں ضائع مت کیجیے۔ جمعہ کے بیان کے لیے کوئی موضوع سوچ کر ہفتہ بھر اس کے لیے محنت کیجیے۔ محض فضائل کے بیان پر اکتفانہ کیجیے بلکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حق ادا کیجیے۔ اسلامی اعتقادات، اسوہ حسنہ رسول، اسلامی اخلاق و معاشرت، صحابہ کرام کے مقام و مرتبہ، صحابہ کے طرز معاشرت کا بیان عصر حاضر میں پھیلے گمراہ کن جدید فتنوں سے آگاہی، خصوصاً جدیدیت کے طوفان سے امت کو بچانے کی فکر کریں۔ آخری بات یہ کہ آپ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے توفیق بھی چاہیں کہ وہ پروردگار آپ کو اس مبارک عمل کے لیے منتخب فرمالیں، تضرع، زاری، تبتل اور دعا اس راہ کا بہترین توشہ ہے... اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، اپنی رضا کے مطابق کام لے لیں''۔

بقیہ: طریقِ قربِ الٰہی

اس پر جگر مراد آبادی کا شعر ہے

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

اگر کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اللہ کے رنگ میں پختگی سے رنگ گئے پھر جہاں جاؤ گے ان شاءاللہ تعالیٰ اللہ ہی کے ہو کر رہو گے، غیروں کا رنگ نہیں پکڑو گے

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا افسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی رنگ ہو ترا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

لیکن اس کے لیے کچھ دن تو صحبت اٹھالیں، کم سے کم چالیس دن، چھ مہینے کسی اللہ والے کے پاس رہ کر دیکھ لیں۔ بس پھر زندگی میں زندگی آجائے گی۔ اصلی زندگی' دولت اور ایئر کنڈیشن میں نہیں ہے، بہت سے لوگ ایئر کنڈیشن میں ہیں لیکن ان کا دل جل رہا ہے، عذاب میں مبتلا ہیں، پریشان ہیں، کھال کے ٹھنڈا ہونے سے دل کا ٹھنڈا ہونا لازم نہیں آتا، ایئر کنڈیشن آپ کی کھال تو ٹھنڈا کر سکتا ہے مگر دل کی ٹھنڈک تو صرف اللہ ہی کی یاد میں ہے: أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد: ۲۸)

تعلق مع اللہ کے ثمرات:

ارے ظالمو! کہاں جا رہے ہو؟ تمہارے قلب کو ہم نے پیدا کیا ہے، ماں کے پیٹ میں ہم نے بنایا ہے، ورنہ ماں کے پیٹ میں امریکہ روس کی کون سی مشین تھی جو تم کو تخلیق کرتی! لہٰذا جس نے تمہیں بنایا ہے وہی تمہارے بارے میں سب سے بہتر جانتا ہے، صرف اسی کو معلوم ہے کہ تم چین اور اطمینان سے کیسے رہ سکتے ہو۔ مگر تم یہ سمجھتے ہو کہ چین و اطمینان تمہارے قبضے میں ہے۔ ہرگز نہیں! مجھے یاد کرو گے تو میں کانٹوں میں تمہیں اطمینان دوں گا، چاروں طرف کانٹے ہوں، کانٹوں کے بیچ گدڑی بچھائے ہوئے اللہ کا ولی اطمینان سے لیتا ہوا ہے، اور اگر میں نہیں چاہوں گا تو پھولوں میں تمہارے دل میں غم کے کانٹے گھسیڑ دوں گا اور تم بے چین رہو گے۔ تمہارے دل میں میرے تعلق کا جو پھول ہو گا وہ تمہیں گلستان میں رکھے گا۔

وہ گرمی ہجراں وہ تیری یاد کی خنکی
جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آیا

ساری دنیا میں دھوپ ہے مگر آپ سائے میں چل رہے ہیں۔ اللہ والا مومن' اللہ کی رحمت کے سائے میں رہتا ہے، اس کو ایسی کوئی پریشانی نہیں رہتی جو اسے بدحواس کر دے، وہ تسلیم و رضا کی دولت سے مالامال رہتا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ہم اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکتے نہیں

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

دنیا بھر میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیو! آپ سب کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وعافیت سے نوازے، امابعد!

یہ القاعدۃ سمیت تمام دیگر مجاہدین پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ وہ اپنی قربانیوں کے ذریعے زمین پر موجود اکابر مجرمین کے لیے اصل خطرہ اور درد سر بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کی بدولت یہ مجاہدین آج امت مسلمہ سمیت دیگر مظلوم اقوام کو بھی بیدار کرنے کا سبب بن گئے ہیں۔ یہ مجاہدین ہی ہیں جو اپنے حق کے حصول کے لیے شرک، ظلم، ناانصافی، استحصال اور جارحیت کے ساتھ برسرِ جنگ ہیں۔

اسی وجہ (کفرنے) القاعدہ اور دیگر مجاہدین کو خوف زدہ کرنے، ان کے جہادی ثمرات کو ضائع کرنے اور انہیں تنہا کرنے کی مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے اس مہم میں ایک بڑا حصہ ابراہیم البدری (ابو بکر البغدادی) کے کذب نے ڈالا۔ انہوں (داعش) نے سب سے پہلے ہم پر الزام لگایا کہ ہم طاغوت سے برأت نہیں کرتے اور اکثریت کی رضامندی کے متمنی ہیں، مُرسی کی تعریف کرتے ہیں اور یہ کہ ہم اُسے امت کے لیے امید کی کرن اور ایک ہیرو کی مانند گردانتے ہیں۔ اس سے آگے بڑھ کر انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے نصرانیوں کو حکومت میں شراکت دار قرار دیا جب کہ میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ علاقائی حیثیت سے شراکت دار ہو سکتے ہیں جیسا کہ زراعت، تجارت اور پیسوں کے معاملے میں۔ اور ہم اسلامی قانون کے تحت ان کے جان ومال کا ایسا ہی تحفظ چاہتے ہیں جیسا کہ ہماری شریعت نے ان کے متعلق حکم بیان کیا ہے۔

لیکن داعش مستقلاً اپنے جھوٹ پر مُصررہی۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ ہم شیعوں کی تکفیر نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم نے انہیں "جہادی عمل سے متعلق عمومی ہدایات" کا مسودہ اس کی اشاعت سے ایک سال قبل اُنہیں بھیجا تھا جس کے جواب میں اُنہوں نے آج تک ایک لفظ بھی نہیں کہا! اس کے علاوہ بھی کئی مرتبہ میں نے انہیں پیغامات بھیجے اور انہیں شیعوں کو بازاروں، امام باڑوں اور دیگر عوامی مقامات پر نشانہ بنانے سے منع کیا۔ ان کے کرنے کا کام یہ تھا کہ وہ شیعوں کے عسکری اداروں، سیاسی قیادت اور ان کے ملیشیات کی جانب اپنی توجہ مبذول کرتے۔ میرے ان پیغامات کے جواب میں بھی انہوں نے ایک لفظ بولنا تک گوارا نہ کیا... لیکن جب ہم ان کے خونخوار کردار اور قتل وغارت گری میں غلوزدہ کردار کے خلاف استقامت سے کھڑے ہوئے تو انہوں نے الزام تراشی شروع کر دی کہ ہم شیعوں کی تکفیر نہیں کرتے اور یہ کہ ہم نے انہیں شیعوں سے لڑنے سے منع کیا ہے۔ جب کہ میں نے شیعہ عوام کے بارے میں علمائے اہل سنت کے اقوال ان کو نقل کر کے بھیجے اور ان کو صراحتاً کہا کہ عراقی فوج، پولیس اور دیگر عسکری اداروں کو نشانہ بنائیں جو کہ حقیقت میں شیعہ اکثریتی ادارے ہی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ شیعہ مسلح ملیشیاؤں کو بھی نشانے پر رکھنے کا کہا۔ میں نے اس موضوع کو پوری صراحت سے پیش کیا اور جلی حروف میں لکھا تاکہ کوئی نظر کی کمزوری کا بہانہ نہ کر سکے لیکن اگر دل ودماغ کی نظر ہی کمزور پڑ جائے تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟!

اسی طرح ہمیں تنہا کرنے کے لیے ایک دوسری مہم بھی شروع کی گئی جس میں کہا گیا کہ تم القاعدہ سے دور رہو گے تو امریکہ تمہیں دہشت گرد تصور نہ کرے گا، تم پر فضائی حملے نہیں کرے گا اور القاعدۃ کے خلاف امریکی جنگ کے نتائج بھگتنے سے تم بچ جاؤ گے۔ گویا مقاصد کے حصول یا جہاد میں کامیابی کے لیے امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنا ضروری ہے! اگر القاعدہ کوئی مجرم گروہ ہے جو امریکہ اور اسلامی سرزمینوں میں انکے گماشتوں کے خلاف ہونے کے لیے خطرہ بنا ہوا ہے تو کیا امریکہ نے القاعدہ کے بننے سے پہلے یا بعد میں مسلمانوں پر کوئی تباہی مسلط نہیں کی تھی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ امریکہ نے ویت نام میں پچاس لاکھ سے زائد لوگوں کو قتل کیا، عراق میں اس کے کیمیاوی حملوں اور پابندیوں کی وجہ سے پانچ لاکھ سے زائد بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جب کہ اس سے پہلے جنگ عظیم دوئم میں انہوں نے ایٹم بم کے بغیر ہی ۴ لاکھ کے قریب جاپانیوں کا قتل کیا تھا۔ اسی طرح ہیروشیما اور ناگاساکی میں جنگ کو جلدی ختم کرنے کے لیے امریکہ کے ایٹم بموں نے مزید ڈیڑھ لاکھ لوگوں کا قتل عام کیا جبکہ انہیں اچھی طرح معلوم بھی تھا کہ جاپان شکست کھا چکا۔

اسی طرح ہیمبرگ میں ان کی سفاکانہ بم باری نے ایک ہی رات میں ساٹھ ہزار لوگوں کو قتل کیا۔ اسی طرح جرمنی کے شہر ڈریسڈن میں ایک ہی شب میں امریکی جہازوں نے ایک لاکھ پینتیس ہزار (۱۳۵۰۰۰) لوگوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ اور پھر جب امریکہ کی سیکرٹری آف سٹیٹ میڈلین البرائٹ کی طرف سے عراق پر لگائی گئی معاشی واقتصادی پابندیوں کی وجہ سے ۵ لاکھ سے زائد بچوں کی ہلاکت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ "یہ سودا مہنگا نہیں، ایسا تو ہونا ہی تھا"۔ پھر خلیج کی پہلی جنگ میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے عراق پر ۳۲۰ ٹن یورینیم بموں کا بے دریغ استعمال کیا۔ جہاں تک خلیج کی دوسری جنگ اور افغانستان کی بات ہے تو کسی کو نہیں معلوم کہ کتنے بم انہوں نے استعمال کیے۔ یہ سب کچھ امریکہ کی جانب سے بدھ ویت نامیوں، کمیونسٹ اور عیسائی جرمنوں اور صدام حسین کی قوم پرست فوج کے خلاف استعمال کیا گیا۔ ان سب کا القاعدہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اور جب کوئی بھی امریکہ کے استعماری عزائم کے خلاف کھڑا ہو گا امریکیان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرے گا۔ پس بم باریوں کا تعلق القاعدہ سے نہیں ہے۔ لیکن ہر اس گروہ کے خلاف بم باری ہو گی جو امریکی عزائم کی راہ میں حائل ہو گا۔

محمد مرسی کی جانب سے ہر چیز پر رضامندی کے باجود اگر امریکہ اُس سے راضی نہ ہوا تو اس مجاہد سے کیسے راضی ہوگا جو شریعت کے نفاذ کا نعرہ بلند کرے، القدس کی بازیابی اور اسلامی سرزمینوں کی آزادی کی بات کرے، چاہے اس مجاہد کا تعلق القاعدہ سے ہو یا نہ ہو۔ پس معاملہ شفاف آئینے کی طرح بالکل صاف اور واضح ہے۔ ہمیں دہشت گردی کے مغربی پروپیگنڈے، اُن کی سیاست اور اُن کے خائن ایجنٹوں کا اسیر بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کذابوں کے اپنے خفیہ اور ناپاک مقاصد ہیں جو القاعدہ کو تمام قسم کی برائیوں کی جڑ قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم امریکہ کے وہ ایجنٹ ہیں جنہیں امریکہ نے افغانستان پر روسی حملے کے دوران تخلیق کیا تھا یا پھر یہ کہ ہم آل سعود کے ایجنٹ ہیں جنہیں انہوں نے اپنے پیسے سے تیار کیا ہے۔

دوسری طرف دور حاضر کے صفوی یعنی کہ روافض نے ہمیں امریکہ اور اسرائیل کا ایجنٹ قرار دیا ہے۔ ان کے پروپیگنڈہ ذرائع یہ زہر اگلتے ہیں کہ نائن الیون ایک یہودی سازش تھی جس کا مقصد ایران پر حملہ کرنے واسطے راہ ہموار کرنا تھا، جی ہاں! ایران پر حملہ! جو ان حملوں کے ۱۵ سال گزرنے کے باوجود اب تک عمل میں نہ آیا۔ بلکہ ان دونوں (ایران اور امریکہ) کے تعلقات میں اور بھی مضبوطی آئی ہے اور افغانستان، جزیرۃ العرب اور شام میں وہ مسلمانوں کے خلاف ایک مضبوط اتحاد بھی بنا چکے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں موجود امریکی حواریوں کے پروپیگنڈے کے مطابق ہم ایران کے ایجنٹ ہیں جنہیں ایران نے ان کے خلاف اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے تیار کیا ہے۔ پھر آخر میں وہ ہمیں دھمکی بھی دیتے ہیں کیونکہ ہم امریکہ کے خلاف ہیں اور جو کوئی بھی ہمارے ساتھ چلے گا وہ ہمارے " جرائم " میں بھی ہمارے ساتھ ہوگا۔

جب شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے مجاہدین کو متحد کرنے کی کوششیں تیز کردیں تو (طواغیت) نے شیخ رحمہ اللہ کو ایک شدت پسند قرار دیا جو اپنی حکومتوں اور ان کی افواج کی تکفیر کرنے والوں کے زیر اثر آگیا ہے۔ جب کہ موجودہ خوارج کے مطابق ہم مرتد ہو چکے ہیں جو شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے منہج سے دور جا چکے ہیں۔ کیونکہ ان کے الزامات کے مطابق ہم نے مرتد حکمرانوں کے متعلق اپنے بیانات میں نرمی پیدا کرلی ہے، اور ہم شیعوں کی تکفیر نہیں کرتے اور ہم محمد مرسی کی حمایت کرتے ہیں اور یہ کہ ہم انقلاب سے پہلے کے اور بعد کی طاغوتی افواج میں فرق کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح تواتر سے جھوٹ بول کر موجودہ خوارج نے اپنے آباؤاجداد (قدیم) خوارج کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے جو اس حرکت (جھوٹ بولنے) کو بھی کفر سمجھتے تھے۔

پس ہمیں جھوٹ اور دروغ گوئی کے ایک ایسے طوفان سے واسطہ پڑا ہے، جس کے بولنے والے خود بدترین تضاد بیانی کا شکار ہیں۔ اگر افضل البشر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ساحر اور شاعر ہونے کا الزام لگ سکتا ہے (نعوذ باللہ)، اگر منافقین اور روافض ان کے بعد ان کی پاک دامن ازواج (رضی اللہ عنھن) پر زبان درازی کر سکتے ہیں، اگر روافض، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اکثریت کی تکفیر کر سکتے ہیں، اگر خوارج، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تکفیر کر کے ان کو قتل کر سکتے ہیں، اگر حجاج بن یوسف، صدام حسین کے ریٹائرڈ یا حاضر سروس سپاہیوں اور خفیہ ادارے کے افسروں (جنہوں نے بعد میں ابراہیم البدری کو خلیفہ منتخب کیا) کا رول ماڈل بن سکتا ہے تو ہم کیونکر ان الزامات سے بچ سکتے ہیں جن سے انبیائے کرام علیہ السلام اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تک محفوظ نہ رہ سکے!

اگر میرے متعلق خیانت اور فریب سے بھری کوئی بہتان تم تک پہنچے
تو بہتان لگانے والے اس بہتان سے کہیں زیادہ خائن اور فریبی ہیں

اس لیے میں یہاں مختصر الفاظ میں بتاتا ہوں کہ القاعدہ کا امت مسلمہ اور دنیا کے لیے کیا پیغام ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں تین چیزوں کا تذکرہ کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم غلطیوں سے پاک نہیں ہیں کیونکہ ہم بھی انسان ہیں اور کبھی کوئی کام ٹھیک کرتے ہیں تو کبھی غلطی اور خطا بھی کر بیٹھتے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی امت کی طرف سے ہونے والی نصیحت کو سنیں اور اس پر عمل کریں بشرطیکہ وہ نصیحت اخلاص پر مبنی اور شریعت کے مطابق ہو۔ ہم راضی ہوں یا نہ ہوں لیکن نصیحت سے فائدہ ضرور ہوگا ان شاءاللہ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کی خدمت کرنے والوں خصوصاً جہاد کرنے والوں کے ساتھ اس بات کا مکالمہ کریں کہ دین کی نصرت کا سب سے بہترین اور صحیح طریقہ کیا ہے۔

دوسرا یہ کہ ہم ایسے کیا اقدامات کریں کہ جن کی بنیاد پر دینِ اسلام فتح یاب ہوسکے۔ جیسا کہ ہم نے اپنی امت کو دعوت دی کہ ہبل عصر امریکہ کے خلاف جہاد کو سرفہرست رکھا جائے۔ یہ ہماری دعوت ہے لیکن یہ کوئی وحی یا الہامی چیز ہرگز نہیں ہے۔ اور ہم ہر مجاہد اور مسلمان سے مشورہ، نصیحت اور تجاویز کو قبول کرتے ہیں۔ اور ہم ہر جگہ کی عملی صورتحال کو مدنظر رکھتے (ہوئے اقدامات کرنے کے قائل ہیں) ہیں بشرطیکہ (مجوزہ اقدامات) شریعت کی مقرر کردہ حدود سے متجاوز نہ ہوں۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہم نے اپنا منہج اور طریقہ کار بار بار بیان کیا ہے۔ مغرب اسلامی سے لے کر برصغیر تک ہمارے دیگر بھائیوں نے اسے پھیلایا ہے اور واضح کیا ہے۔ انہوں نے شکوک وشبہات کا رد کر کے مدلل دعوت دی ہے اور ایک مبارک دعوت کا کام کیا ہے۔ اسی طرح ہم نے اپنا پیغام اختصار کے ساتھ دو دستاویز "وثیقہ نصرتِ اسلام" اور "جہادی عمل سے متعلق عمومی ہدایات" کے نام سے نشر کیا ہے۔ لیکن اگر اپنی امت اور دنیا کے لیے اس میں اگر کچھ ترامیم کرنی پڑیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ

وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ

"اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے"۔

اللہ کی مدد سے میں اپنے بیان کے کچھ حصے اپنی محبوب امت اور دنیا کے نام پیغام کے لیے مخصوص کرتا ہوں: سب سے پہلے توحید کی طرف دعوت ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک کی توحید کی طرف دعوت، اس کی شریعت کے نفاذ کی طرف دعوت۔ دوسرا اسلامی شریعت کا مکمل نفاذ اور اس کے علاوہ دیگر تمام قوانین کارد کرنا ہے۔ چاہے یہ ''عوام کی حاکمیت'' والا نظام کا ہو یا وہ عالمی نظام جو دوسری جنگ عظیم کے بعد غالب آنے والی طاقتوں نے تشکیل دیا ہے اور اس کا نام ''اقوام متحدہ'' رکھا ہے۔

تیسرا نکتہ امت مسلمہ کو توحید کے گرد جمع کرنا ہے جیسا کہ قرآن وسنت سے، خلفائے راشدین کی زندگیوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور دیگر تین مبارک نسلوں س ثابت ہے۔ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (صحیح بخاری)

''سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں کا جو اس کے بعد ہوں گے پھر جو اُن کے بعد ہوں گے''۔

چوتھا امت مسلمہ کی سرزمینوں کو کفار اور ان کے مرتد آلہ کاروں سے آزاد کرانے کے لیے جہاد کی سنت دوبارہ زندہ کرنا ہے اور ان تمام معاہدات، صلح، تقریبات اور عالمی قراردادوں کو مسترد کرنا ہے جو ان خائن مرتد آلہ کاروں کو مسلم سرزمینوں پر قبضہ برقرار رکھنے کے لیے قانونی جواز فراہم کرتی ہیں۔ جیسے فلسطین پر اسرائیل کا قبضہ، وسط ایشیا اور قوقاز پر روس کا قبضہ، کشمیر پر بھارتی قبضہ، اندلس اور مالٹا پر نصرانیوں کا قبضہ اور مشرقی ترکستان پر چین کا قبضہ۔ اور ہم اپنی مجاہد امت کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی استعداد کے مطابق دورِ حاضر کے صنم اکبر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جہاد کو محاذوں کی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اولین ترجیح بنائے۔

پانچواں نکتہ اسی سے ملحق ہے اور وہ مسلمان قیدیوں کو رہائی دلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا ہے۔

چھٹا نکتہ مسلمانوں کی دولت کو لوٹنے والی منظم نظام کو روکنا اور اس کے سد باب کی کوشش کرنا۔

ساتواں نکتہ ظالم اور طاغوتی حکمرانوں کے خلاف برسرپیکار مسلمانوں سے ہر ممکن تعاون کرنا ہے۔ لوگوں کو شریعت کی حاکمیت سے متعلق آگہی فراہم کرنا اور قوانینِ اسلامی کا نفاذ کرنا۔ دیگر مسلمانوں قومیں جو ابھی تک کھڑی نہیں ہوئی ہیں ان کو تحریض دلانا ہے تاکہ وہ بھی اپنے سے سبقت حاصل کرنے والوں کی طرح اسلامی دنیا کو کفار اور ان کے گماشتوں سے پاک کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوں۔

آٹھواں نکتہ مجاہدین کو متحد کرنا ہے اور ان کو آپس میں تعاون کو بڑھانا ہے تاکہ وہ مل کر سیکولر، صلیبی، صفوی، چینی، ہندو (متحدہ کفری) اتحاد کا مقابلہ کر سکیں۔

نواں نکتہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا ہے جو انصاف کو قائم کرے اور ظلم کو ختم کرے۔ اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرے، مسلمان کی عزت وسلامتی کی ضامن ہو، اہل اسلام کے حقوق کی بازیابی کا باعث ہو اور مظلومین کے لیے مددگار ہو۔ جو قومی ریاستوں کو ماننے سے انکار کرے اور ان سرحدات کو مسترد کردے جو جارحین نے ہمارے درمیان کھینچ کر ہم پر مسلط کی ہیں، ایسی خلافت جو مسلمانوں کی اتحاد اور اسلامی اخوت پر پریقین رکھے۔

دسواں نکتہ مسلمانوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے اور ہر اس چیز سے دور رہنے سے متعلق ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہو جیسے کہ بم دھماکہ، قتل، اغوا، تاوان، املاک کا نقصان اور بھتہ وغیرہ۔

گیارواں نکتہ کمزور اور بے بس مسلمانوں یا پھر مظلوم کفار کی ظالم کے خلاف مدد کرنا ہے اور ہر ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد اور اس کی حمایت کرنا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔

اگر یہ سب کچھ کرنا جرم ہے تو یہ ہمارے لیے فخر اور اعزاز کی بات ہے اور یہی وہ سب کچھ ہے جو ہم آخرت کے لیے جمع کر رہے ہیں۔

ے امریکہ سے کہہ دو! اللہ کے سوا ہم کسی کے سامنے جھکنے والے نہیں
ہم اللہ کی راہ میں جدوجہد جاری رکھیں گے... ہم نہ مایوس ہوں گے اور نہ خوف کھائیں گے
ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے... چاہے خوف زدہ لوگ پیچھے ہی ہٹ جائیں
کون دنیا سے بھیک مانگتا ہے... اور کون لڑتا ہے اور امر ہوتا ہے
ہم یہ سب پر ظاہر کردیں گے... جو سنتے اور دیکھتے ہیں
یہ ایک مجرمانہ جنگ ہے... جس کے لیے وسائل اکٹھے کیے گئے ہیں
جو لوگوں سے ان کا رزق چھینتا ہے... اور ان کی تذلیل اور استحصال کرتا ہے
یہ کفر کی مذہب کی طرف دعوت دیتا ہے... اور اس کے لیے جھکنے کا کہتا ہے
جب تک شریعت کا نفاذ نہیں ہوتا... اس کی طرف ہم دعوت دیں اور اسی کے سامنے جھکیں گے
ہم اقصیٰ کو آزاد کروائیں گے... اسی طرح سرزمین الحرمین کو بھی
اور اپنی امت کے ہر ملک کو... اور اپنے قیدیوں کو آزاد کروائیں گے اور ہم نہیں رکیں گے
جب تک کہ خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام نہ ہو... جو ہمیں متحد کرے
اور ہم امریکہ کی ناک کو زمین پر رگڑیں گے... اور اس ب کو جو اس کے ساتھ ہیں
اور وہ یہ سننا یقیناً پسند نہیں کرے گا... کہ ہم اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکنے والے نہیں!

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

☆☆☆☆☆

اسلامی موسم بہار!

شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

امیر جماعت القاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ ماہ قبل "الربیع الاسلامی" (اسلامی موسم بہار) کے عنوان سے دنیا بھر میں مجاہدین کو ملنے والی فتوحات، عالمی کفر کی ذلت اور اُس کے ایجنٹوں کی خواری اور "فتنہ بغدادی" کے رد پر ایک طویل سلسلہ گفتگو ریکارڈ کروایا۔ یاد رہے، شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے جس وقت اس سلسلہ گفتگو کا آغاز فرمایا، اُس وقت حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتقال سے متعلق خبر کو عام نہیں کیا گیا تھا۔[ادارہ]

دنیا بھر میں موجود میرے مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس سے قبل میں نے اِن موضوعات پر بات کی تھی:

اول: خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کیا ہے؟

دوم: خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی اہم خصوصیات کیا ہونی چاہییں؟

سوم: خلیفہ کے چناؤ کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

چہارم: خلیفہ کی اہم صفات کیا ہوں؟

آج میں چند شبہات اور کچھ سوالات سے متعلق بات کروں گا۔ اللہ تعالی کی مدد سے درج ذیل شبہات کا مختصر ازالہ کرنے اور سوالات کے جوابات دینے کی مکمل کوشش کروں گا۔

۱۔ بزور قوت اقتدار پر قابض ہونا

۲۔ چند لوگوں کے بیعت کرنے کے جواز کے شبہ کا ازالہ

۳۔ جس نے اپنے نااہل خلیفہ کی خلافت ماننے سے انکار کیا، وہ گناہ گار ہوگا؟

۴۔ کیا کوئی شخص اِس نظریے کو بنیاد بنا کر خود کو خلافت کے لیے پیش کر سکتا ہے کہ "کسی 'معیاری خلیفہ' کے نہ ہونے سے 'کسی بھی معیار کے خلیفہ' کا ہونا بہتر ہے؟ اور کیا ایسے خلیفہ کی بیعت کرنا ضروری ہے؟ باوجود یہ کہ مسلمانوں کے امرا اُن کے جہادی امور، نظام انصاف، امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے معاملات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی کوششوں میں مصروف ہوں۔

۵۔ ایسے میں اگر کوئی شخص خود بطورِ خلیفہ کے لیے پیش کرنے والے فرد کی بیعت نہ کرے تو کیا وہ اس حدیث کی وعید میں داخل ہوگا کہ "جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس کی گردن میں کسی خلیفہ کی بیعت نہ تھی تو وہ جاہلیت پر فوت ہوا؟"

۶۔ جس شخص نے مسلمانوں کی مشاورت کے بغیر اپنے لیے خلافت کا دعویٰ کیا، کیا اُسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اِس دعوے کی بنیاد پر اپنے پیروکاروں کے ذریعے اپنی خلافت نہ ماننے والوں کی گردنیں اُڑائے کہ 'خلافت کے انکاری انتشار پھیلانے والے ہیں'؟ اور اپنے دعوے کے لیے اس حدیثِ مبارکہ سے استدلال کرے: 'جس نے امام کی بیعت کی اور اسے اپنا ہاتھ پیش کیا، دل کی رضامندی ظاہر کی اور طاقت کے مطابق اطاعت کا اقرار کیا، پس اسے چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اس کی اطاعت کرے۔ اگر کوئی اس (خلیفہ) سے جھگڑا کرنے آئے تو اُس کی گردن مار دے'؟ (صحيح مسلم، كتاب: الإمارة، باب: الْوَفَاءِ بِبَيْعَةِ الْخُلَفَاءِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ- رقم الحديث: ۴۸۸۲ ج: ۶ ص: ۱۸)

۷۔ کیا خلافت کے اعلان کو مخصوص حالات کے سبب مؤخر کرنا جرم ہے؟

پہلا شبہ:

اقتدار پر بزور قوت قابض ہونا؛

بزورِ طاقت اقتدار حاصل کرنے سے متعلق اشکالات چند امور کی وضاحت کا تقاضا کرتے ہیں۔ کہا جارہا ہے 'علمائے کرام' حاکم کو بذریعہ تلوار قبضہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ ایسے حالات میں اس (حاکم) کی اطاعت کو اس کے خلاف خروج سے بہتر قرار دیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زبردستی کئی علاقوں یا کسی ملک پر قابض ہو کر اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دے تو ہم پر اُس کی اطاعت واجب ہے۔ چاہے "خلافت" کا منصب بارودی دھماکوں اور قابل تکریم مسلمانوں کے قتل کے بعد ہی کیوں نہ حاصل کیا گیا ہو؟!

جواب:

شرعی معیار پر پورا اُترنے والے خلیفہ کا چناؤ دو طرح سے ممکن ہے۔

اول؛ انتخاب۔ دوم؛ جانشین بنانا۔

اِن دونوں طریقوں میں مسلمانوں کی اسلام سے میل کھاتی رضامندی ضروری ہے، جیسا کہ امام مالک اور ابن تیمیہ رحمہما اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے۔ البتہ تلوار اور قتل و قتال کے ذریعے منصبِ خلافت پر قابض ہونا شریعت میں جرم ہے۔ کیوں کہ اس سے انسانی خون کا ضیاع لازم آتا ہے، اور امت ایک شخص کی ہوسِ اقتدار کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

> "اگر غلبہ پانے والا شخص فاسق ہو تو اس کا محاسبہ کیا جائے۔ وہ اِس بات کا مستحق نہیں کہ اسے بشارتیں دی جائیں اور نہ اُسے یہ حکم دیا جائے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، بلکہ ایسے نام نہاد خلیفہ کے فساد انگیز بُرے افعال کا پردہ چاک کرنا ضروری ہے"۔ (الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة ج: ۲ ص: ۶۲۷)

بعض علمانے بزورِ طاقت قابض ہونے والے کی اطاعت کو ضروری مانا ہے، اس متعلق تفصیل کتبِ فقہ میں موجود ہے۔ اس امر سے متعلق بحث ہماری ضرورت نہیں ہے۔ کیوں

کہ ہم پر بزور قوت کوئی غالب نہیں آیا ہے۔اللہ کے فضل سے ہم اِس ظلم سے محفوظ ہیں، بلکہ شریعت کے پابند مجاہدین ہی وسیع و عریض علاقوں پر غالب ہیں۔ اور ہم اللہ کے فضل سے بغیر بیعت کے زندگی نہیں گزار رہے، بلکہ ہم نے امیر المؤمنین ملا محمد عمر کی بیعت کی ہوئی ہے، جو کہ ہمارے ساتھ بغدادی کے بھی امیر ہیں۔ وہ (بغدادی) ملا عمر کی امارت کے معترف ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ ان کی بیعت کیے ہوئے ہیں۔اس لیے بغدادی اور اُن کے ماننے والوں کی 'خلافت' بے بنیاد ہے۔ہم بغدادی کی خلافت کی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر یا گنتی کے چند علاقے ہتھیا کر ملا محمد عمر سے کی گئی بیعت نہیں توڑ سکتے۔ ہم اللہ کے فضل سے خلافت علی منہاج النبوہ کی اقامت چاہتے ہیں، جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

جو علما بزورِ قوت قابض شخص کی اطاعت ضروری سمجھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ''دو مصیبتوں میں سے چھوٹی مصیبت کو اختیار کیا جائے'' تو وہ اس قاعدے کا کلیتاً اطلاق نہیں کر دیتے، بلکہ اس کے لیے سیاسی شرط عائد کرتے ہیں کہ ''کیا یہ خلافت 'شریعت کے اصول و احکام پر قائم ہے؟'' جو لوگ اس دلیل (بعض علما کی اجازت) کا سہارا لیتے ہیں، وہ خروج کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ جس کے ذریعے کوئی بھی سرکش گروہ ان کے خلاف خروج کر کے کسی بھی علاقے پر قبضہ جما سکتا ہے۔ جیسا کہ اندلس کے اموی 'عباسیوں سے الگ ہوئے۔ اسی وجہ سے سرکش گروہ کو یہ جواز ملتا ہے کہ وہ پہلے سے موجود والی کو معزول کر کے کسی نئے خلیفہ کی تقرری کا اعلان کر دے۔اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بزور طاقت قابض شخص ایسے لوگوں کے خون کی ندیاں بہا دے گا، جو اُسے ماننے سے انکاری ہیں۔ چاہے وہ علما، صلحا اور مجاہدین ہی کیوں نہ ہوں! یہ فتنہ ہے، جس سے دشمنانِ اسلام ہی خوش ہوں گے۔امام ابن عربی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

> ''ابن قاسم نے مالک سے روایت کی ہے کہ جب کوئی امام عادل کے خلاف خروج کرے تو ایسے خارجی کو روکنا واجب ہے۔ جیسا کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی مثال ہے۔ البتہ اس کے علاوہ افراد کو چھوڑ دیا جائے، اللہ ان سے ایسا انتقام لے گا، جیسے ایک ظالم سے لیا جاتا ہے۔ پھر اللہ ان دونوں سے انتقام لے لے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جب پہلے وعدے کے پورا ہونے کا وقت آیا تو ہم نے تم پر اپنے ایسے بندے مسلط کیے، جو سخت لڑاکا تھے۔ وہ تمہارے گھروں میں گھس گئے اور وعدہ تو پورا ہونے والا ہے۔''

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''اگر کسی بیعت کیے گئے ''امامِ عادل'' کے ساتھی و ہمنوا اُس کے خلاف نکل آئیں تو ان سے قتال کرو۔ جب کہ خوف کی بنیاد پر کی گئی بیعت بے حیثیت ہے۔'' (أحکام القرآن لابن العربي، ج:۷، ص: ۱۷۵)

میں یہاں اپنے اُن بھائیوں کو متنبہ کرنا چاہوں گا، جنہوں نے بزورِ قوت اقتدار پر قبضے اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے متعلق علما کے کلام کو خلط ملط کر دیا ہے۔ وہ اس کلام سے یوں استدلال کرتے ہیں، گویا بزور قوت اقتدار بھی خلافت علی منہاج النبوۃ جیسا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ کے اس کلام سے یہ مطلب لیا کہ؛ ''جو شخص بذریعہ تلوار غالب ہو کر خلیفہ بن جائے اور اس کا نام 'امیر المؤمنین' کے نام سے معروف ہو جائے تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایک رات بھی اس کی بیعت کے بغیر گزارے۔ چاہے اقتدار پر قابض شخص نیک ہو یا بُرا۔ بہر حال! اب وہ مسلمانوں کا امیر ہے۔''

حضرتِ امام رحمہ اللہ کی اس بات کے سیاق و سباق اور گہرائی کو سمجھے بغیر استدلال کرنا بوجوہ غلط ہے۔

پہلی وجہ:

بزورِ قوت اقتدار پر قبضہ کرنے والے کی ولایت کو قبول کرنے کے بارے میں علمائے اہل سنت نے بہت تفصیل بیان کی ہے، جس کا یہ موقع نہیں ہے۔

دوسری وجہ:

امام احمد رحمہ اللہ نے اس معنیٰ کی مخالفت میں بھی روایات ذکر کی ہیں، جن کا یہ موقع نہیں ہے۔ جب کہ امام احمد نے 'احمد بن خزاعی' کی تعریف کی ہے، جنہوں نے عباسی خلیفہ 'واثق باللہ' کے خلاف خروج کیا تھا۔ امام احمد نے احمد بن نصر کے بارے میں کہا تھا: ''اللہ اس پر رحم کرے، اس نے اپنا آپ اللہ کے لیے وقف کر دیا''۔

تیسری وجہ:

جو حضرات یہ استدلال کرتے ہیں، ہمارا ان سے یہ سوال ہے کہ آپ کون سی خلافت چاہتے ہیں؟ خلافت علی منہاج النبوۃ، جس کی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی؟ خلفائے راشدین کی خلافت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جس کے اتباع کا حکم دیا؟ یا قہر و جبر والی خلافت، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو تبدیل کر دے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسی خلافت کی بیعت سے منع فرمایا ہے، جو قہر و جبر کے ذریعے حاصل کی گئی ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ کا بیان ہے:

> ''اللہ تعالیٰ (قہر و جبر سے خلیفہ بن بیٹھنے والے) ظالم سے انتقام لیتا ہے۔ جب کہ ایسے شخص کی کوئی خلافت نہیں ہے''۔

پہلا نکتہ:

کچھ لوگ قہر و جبر اور زبردستی حاصل کی گئی خلافت کو 'بربادی کی خلافت' کا نام دیتے ہیں۔ کیوں کہ ایسی نام نہاد خلافتوں کی وجہ سے امت کو بدترین دن دیکھنا پڑے ہیں۔ اور آج ہمیں بھی اُنہی حالات کا سامنا ہے۔ ایسی ہی نام نہاد خلافتوں کی وجہ سے امت کو درپیش مشکل ترین حالات میں نااہل لوگ منصبِ خلافت پر فائز کیے گئے۔ جیسا کہ مصر میں منصورِ بن عزالدین ایبک تب باشادہ بن بیٹھا، جب وہ گدھے کی سواری کرتا اور لہو و لعب کی محفلوں

میں مشغول رہتا تھا۔ یہ وہ وقت تھا، جب تاتاریوں نے بغداد پر قبضہ کر لیا تھا۔ وہ حلب کے قریب تھے اور مصر کو دھمکیاں دیا کرتے تھے۔ چنانچہ علما اور باشعور لوگوں نے ملک منصور کی موجودگی میں ایک مشاورت بلائی۔ اس میں منصور بھی شامل تھا۔ منصور کی اپنی کوئی رائے نہیں تھی۔ 'سیف الدین قطز' منصور کو اس کے منصب سے معزول کر کے خود سلطنت پر قابض ہو گیا۔ اُس نے فقہا اور قاضیوں کو یہ عذر پیش کیا کہ منصور چھوٹا لڑکا ہے، جب کہ ملک تاتاریوں سے مقابلہ کرنے کے لیے طاقت ور اور ماہر بادشاہ کا محتاج ہے۔ جب قطز رحمہ اللہ نے عین جالوت میں تاتاریوں پر فتح حاصل کی تو بیبرس نے امرا کے ساتھ مل کر سرکشی کر کے انہیں قتل کر دیا، قاتل اپنی تلواریں لہراتے ہوئے فوجی لشکر کے ساتھ قطز رحمہ اللہ کی نعش سمیت سلطان کے دربار میں پہنچے اور اپنے 'کارنامے' کی خبر دی تو سلطان نے سوال کیا کہ 'اِسے کس نے قتل کیا ہے؟' بیبرس نے کہا: 'یہ میرا کارنامہ ہے'۔ چنانچہ سلطان نے اسے بادشاہت کے منصب پر فائز کر دیا۔

تب سے منصبِ خلافت کے لیے خلیفہ کے انتخاب کے لیے تلوار کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ قاتل کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کے بجائے اسے سلطان بنا دیا جاتا ہے۔ بلکہ اسے قاضیوں اور مفتیوں کا بھی نگران بنا دیا جاتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جب کسی کو قتلِ ناحق کے الزام کی وجہ سے عدالت میں فیصلے کے لیے بلایا جاتا تو وہ عدالت میں حاضر ہونے کے بجائے استثنیٰ کا حامل ہونے کا 'مژدہ' سنا دیتا ہے کہ 'میں خلیفہ ہوں'۔ لہٰذا اب جسے فیصلہ چاہیے، وہ قاضی کے پاس آئے، جب کہ قاضی بھی وہ، جسے اُسی "خلیفہ" نے تعینات کیا ہوتا ہے۔ الغرض یہ معاملہ شریعت کی نظر میں غیر اسلامی ہے۔ کیوں کہ اس سے اسلام کے خلافت سے متعلق احکامات کو توڑا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا؛

"تم دیکھو گے اسلام کڑیوں کی صورت ٹوٹے گا۔ جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری کڑی کے ساتھ جُڑ جائیں گے۔ سب سے پہلے ٹوٹنے والی کڑی 'خلافت' ہے۔ جب کہ آخر میں ٹوٹنے والی کڑی 'نماز' ہے۔"

حالیہ تاریخ میں امام مجدد محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت اور اس کے ثمرات کی بربادی کا اہم سبب 'جبری امارت' ہے۔ جبری امارت نے ہی مسلم خطوں پر امریکہ اور برطانیہ کو مسلط کر دیا۔ مسلمانوں کے وسائل اور اموال ان کافروں کے حوالے کر کے شریعتِ اسلام سے متضاد قوانین نافذ کیے گئے۔

دوسرا نکتہ:

"تباہی و بربادی کی خلافت" کی وجہ سے مجاہدین کے درمیان فتنہ پھیلتا ہے۔ جو لوگ تباہی و بربادی کے نام نہاد خلیفہ کی بیعت کر کے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ "جو افراد اِس بیعت میں اُن کا ساتھ نہیں دیتے، وہ اس خلیفہ کے باغی ہیں۔ اور وہ اس عمل سے مرتد ہو چکے ہیں"۔ یہ سوچ سراسر خسارہ اور فساد برپا کرنے والی ہے۔ دراصل اس سوچ کے حامل ہی فتنے میں مبتلا ہیں۔ یہ فاسد سوچ رکھنے والے لوگ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے لیے کوششیں کرنے والے مجاہدین کو اپنی 'اندھی بصیرت' کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کی دُھن میں غرق رہتے ہیں۔

حضرات! یہی وہ بڑا سانحہ ہے، جو شام میں موجود مجاہدین کے درمیان باہم قتل و قتال کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ یہ طرزِ عمل جہاد کے ثمرات کو ضائع کر کے دشمنانِ اسلام کے مذموم مفادات کے پورا ہونے کا باعث بنتا ہے۔

تیسرا نکتہ:

اس کے ساتھ ساتھ ہم اس سوچ کی بھی نفی کرتے ہیں کہ "بزور طاقت بادشاہ بننے والے فرد میں نیکی کی کوئی رمق نہیں ہوتی"۔ یہ سوچ درست نہیں ہے۔ کیونکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو سندھ کی فتح کے لیے بھیجا۔ خلیفہ معتصم باللہ نے ایک طرف تو امام احمد رحمہ اللہ پر ظلم ڈھائے تھے، لیکن ساتھ ہی اُس نے عموریہ کو فتح کیا۔ ہمارا واضح موقف اور مقصد و مطلب ہے کہ "بغیر شوریٰ کے محض جبر و قہر کے بل بوتے اقتدار پر قابض ہو جانا سراسر خلافِ شریعت ہے۔ یہی صورت قابض خلیفہ کی شرعی حیثیت کو کمزور کرتی ہے"۔

آج ہم اس کوشش میں ہیں کہ خلافت علی منہاج النبوۃ کا دوبارہ احیا ہو سکے، جس کی قیادت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو، ان کی عزت دوبالا ہو سکے۔ خلافت علی منہاج النبوۃ ایک رحمت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی خلافت سے متعلق خوش خبریاں اور فوائد بتائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

> "تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں، جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں۔ تم اُن کے لیے (رحمت کی) دعائیں کرو اور وہ تمہارے لیے (رحمت کی) دعائیں کریں۔ جب کہ تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں، جن سے تم نفرت کرو اور جو تم پر غیض و غضب ڈھائیں۔ تم اُن پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں"۔

بھلا لوگ اُس سے کیسے محبت کریں گے، جو اُن پر ستم ڈھاتا ہو۔ اُن کے معززین وزعما کو چُن چُن کر دھاکوں میں اُڑاتا ہو۔ ان پر جبر و ستم اور ظلم کے پہاڑ توڑتا ہو؟ لہٰذا ہم اسی لیے زور و زبردستی والی خلافت کے انکاری ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسی خلافت مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور ان کی شکست و بربادی کی اہم وجہ ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ حجاج بن یوسف، بسر بن ارطا اور ابو مسلم خراسانی جیسے نام نہاد نظامِ خلافت سے ہٹ کر خلفائے راشدین کے معیاری طرز پر خلافت کا احیا کیا جائے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے نام امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان کا کھلا خط!

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے نو منتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ!

تمہارے ملک میں سیاسی قیادت کی تبدیلی کی وجہ سے مفاہمت کا ایک اور موقع مہیا ہونے پر افغان جنگ سے متعلق چند حقائق تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

افغانستان میں تمہاری فوج کی جانب سے شروع کی جانے والی جنگ کے پندرہ سال مکمل ہو چکے ہیں، یہ تمہاری تاریخ کی سب سے طویل جنگ ہے، جو مزید طول پکڑ رہی ہے اور جانبین کو جانی ومالی نقصانات کا سامنا ہو رہا ہے۔

امریکی نو منتخب صدر کی حیثیت سے تم اس جنگ کے ہمہ پہلو ذمہ داری کے بوجھ کو اپنے کندھوں پر ڈال رہے ہو، تو اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ آخر کار اس جنگ کا مقصد کیا ہے؟ بات واضح ہے کہ جنگ کو محض جنگ برائے جنگ کے لیے نہیں لڑا جاتا بلکہ جنگ کے ذریعے طے شدہ مخصوص اہداف پر پہنچا جاتا ہے۔

اگر تمہارا مقصد افغانستان پر دائمی قبضہ کرنا، افغان عوام کو محکوم رکھنا، ان پر جبری حاکمیت منوانا اور اس ملک کی زمین، فضا اور دیگر وسائل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مفادات کا حصول ہے، تو تمہیں سابقہ تجربات سے سبق حاصل کرنا چاہیے، جان لو! کہ ایسے خوابوں کے شرمندۂ تعبیر ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اس لیے کہ مذکورہ مقاصد کے حصول کے لیے تمہیں لازماً یہاں اپنی افواج اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے لیے پرامن فضا قائم کرنا ہوگی، تب ہی یہ ممکن ہے کہ تم افغان سرزمین اور فضاؤں کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کر سکو۔ مگر تاریخی تجربے، اس ملک اور عوام کی خصوصیات اور سب سے اہم گزشتہ پندرہ سالوں نے ثابت کر دیا کہ یہاں بیرونی افواج کے لیے سکون حاصل کرنا اور اپنے خلاف مسلح دینی اور ملی مزاحمت کو ختم کرنا ناممکن عمل ہے۔

آؤ! اس حقیقت کو جرأت سے تسلیم کرو کہ ہماری عوام نے گزشتہ پندرہ سالوں میں بیرونی غاصبوں کے خلاف ایک تاریخی مزاحمت کی۔ گزشتہ پندرہ برسوں میں افغان عوام کو کسی ملک کی جانب سے مالی، عسکری، لاجسٹک اور حتیٰ رسمی طور پر اخلاقی تعاون اور حمایت تک حاصل نہیں رہی۔

ہماری جائز مزاحمت کو کچلنے کی خاطر جارحیت میں شریک درجنوں ممالک کی جانب سے عسکری، سیاسی، پروپیگنڈہ اور مختلف النوع کوششیں ہوئی ہیں، مگر ہمارا یہ جہاد مذہبی، انسانی، ملی اور تمام معیارات کے بنا پر ایک جائز اور برحق مزاحمت تھی اور افغان عوام کو اس کامل ایمان کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ اسی لیے غاصبین اپنی تمام تر فوجی و عسکری برتری کے باوجود اس سرزمین میں مزاحمت کو ختم کرنے میں ناکام رہے۔ حتیٰ کہ جارحیت کے حامی بیش تر ممالک کے حکمرانوں کو ماننا پڑا کہ وہ محض کسی باغی گروپ سے نہیں، بلکہ ایک متحد قوم اور ملت کے ساتھ برسرِ جنگ ہیں۔ اسی لیے اُنہوں نے حقائق کو تسلیم کر لیا، امارت اسلامیہ سے افہام و تفہیم اور گفتگو کا سلسلہ شروع کیا اور آہستہ آہستہ اپنی افواج کو اس ناجائز، بے فائدے اور بے مقصد جنگ سے کنارہ کش کر لیا۔

اے نو منتخب امریکی صدر!

افغانی اڑتیس سالہ جنگ سے مصیبت زدہ عوام کی حیثیت سے حقیقی معنوں میں جنگ کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ تمام سابقہ جنگوں کی وجوہات پر نظر رکھتے ہوئے، وہ جانتے ہیں کہ موجودہ جنگ کا بنیادی سبب اُن کی آزاد اور خود مختار سرزمین پر غیر ملکی افواج کی موجودگی ہے۔ ہماری اور تمہاری عوام کے خون کو چوسنے والی اس جنگ کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ تم مندرجہ ذیل نکات کو سامنے رکھ کر خطے کی صورت حال اور اس جنگ کی وجوہات کو سمجھو!

اول: افغانستان ایشیا کا وہ ملک ہے، جو خطے میں خود مختار اور آزاد رہنے کی طویل ترین تاریخ کا حامل ہے۔ حالانکہ اس ملک پر سب سے زیادہ قبضے ہوئے ہیں، لیکن پھر بھی یہ تمام تر بحرانوں سے سلامتی سے نکلا اور جارحیت و تقسیم جیسے خطروں نے اس کی وحدت کو نقصان نہیں پہنچایا۔ اس ملک میں ایک حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی خود مختاری، زمینی سالمیت اور قومی مفادات کا دفاع گروہوں، حکومتوں اور افراد پر منحصر نہیں، بلکہ اس کا انحصار پوری طرح عوام پر ہے، وہ عوام جن کے لیے اپنے اس تاریخی گھر کو خود مختار رکھنا سب سے اہم ہے اور جو خود کو اس کے جغرافیہ کے حقیقی اور غیر تنازعہ وارث سمجھتے ہیں۔

دوئم: افغان عوام خود مختار ملک کی آزادی کو اپنا جائز حق سمجھتا ہے اور انہیں یقین ہے کہ اپنے ملک کا خود ہی حفاظت اور نگہداری کر سکتے ہیں۔ ہماری تاریخ میں کہیں یہ دیکھنے میں نہیں ملتا کہ اس ملک کی سرزمین اور فضا سے کسی اور ملک کی سلامتی اور مفادات کو زک پہنچا ہو۔

ہمارا ملک اور عوام پہلی اور دوسری عالمی جنگوں کے دوران میں غیر جانبدار رہے اور ان مواقع پر کسی سے بھی تعاون اور اتحاد نہیں کیا، ہمارا ملک سرد جنگ کے زمانے میں بھی غیر منسلک ممالک کی تنظیم کا رکن تھا۔

یہ خوف بے جا ہے کہ ہمارے ملک کو کوئی اپنے حریف کے ممکنہ اسٹریٹیجک محاذ کے نگاہ سے دیکھ رہا ہے اور یا اس پر بڑے گیمز میں ملوث ہونے کا شک کرتا ہو، ہم طویل جنگوں کے بعد اپنے ملک میں سکون اور آرام کا سانس لینے اور زخمی عوام کی نگداشت کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری عوام نے جس طرح کل مشرقی غاصب فوجوں کی موجودگی کو تسلیم نہیں کیا، آج مغربی غاصبوں کی موجودگی کو بھی نہیں مانتے۔

سوئم: ہماری عوام جس طرح کسی کو ضرر پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتی، اسی طرح کسی دوسرے کی جانب سے دیے جانے والے ضرر کو بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا ملک تیسری دنیا کا غریب اور پسماندہ ملک ہے۔
افغان عوام بہت رنجیدہ ہیں اور ان کا واحد دنیوی سرمایہ 'آزاد اور خود مختار ملک ہے، اور تاریخ شاہد ہے کہ اُنہوں نے بہت سی قربانیوں دے کر اپنی اس متاع کی حفاظت کی ہے۔اب بھی ہماری عوام اپنے اس سرمایہ کے دفاع کے لیے ہر قسم کی قربانی کے تیار ہے اور اسے محفوظ رکھنے کے لیے اندازے سے زیادہ قیمت ادا کرسکتی ہے۔ ہم نے انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے ابتدا میں آزادی کے حصول کی غرض سے انگریزوں سے نصف صدی تک جدوجہد کی۔
ہم نے اپنی سرزمین کے دفاع کے لیے روسی جارحیت کے دوران پندرہ لاکھ جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ان حقائق کو مدنظر رکھنے کے باوجود اگر کوئی یہ سوچتا ہے کہ وہ فوجی جارحیت کے بل بوتے پر افغان عوام کو دبالے گا یا جنگ کو طول دے کر افغان عوام کو جھکنے پر مجبور کردے گا تو اُسے لازماً اپنی سوچ پر نظر ثانی کرنی ہوگی!
ہماری عوام اپنے حق کے حصول کے لیے جنگ کو سب سے عظیم فخر اور مقدس کارنامہ سمجھتی ہے اور اس راہ میں موت کو موت نہیں، بلکہ ابدی زندگی سمجھتی ہے۔
چہارم: تمہاری سابقہ حکومتوں نے کوشش کی کہ افغانستان میں جارحیت کے خلاف مسلح عوامی مزاحمت کو ایک معمولی بغاوت طور پر متعارف ومشہور کروائے' جس کی قیادت چند (دہشت گردوں) کی کے ہاتھوں میں ہے اور جو عوامی حمایت سے یکسر محروم ہیں۔ مگر پندرہ سالہ عینی حقائق اور آئے روز وسیع تر ہونے والی مزاحمت کے بعد کسی کے لیے شک کرنے کی گنجائش نہیں کہ یہ جنگ کسی چھوٹے گروہ یا محدود افراد کا عمل ہے، بلکہ افغانستان میں مقیم تمام اقوام کی ملک گیر تحریک ہے۔
اس تحریک کی قیادت ایک نظام کی حیثیت سے امارت اسلامیہ کر رہی ہے۔امارت اسلامیہ کوئی غیر حمایت یافتہ اور دہشت گرد جنگی گروہ نہیں ہے، بلکہ ایک منظم اور محکم بنیادوں پر استوار ایسی عوامی تحریک ہے، جس کے پاس جنگ، سیاست اور اپنے ایجنڈہ کے دفاع کے لیے معقول اور قابل فہم پروگرام ہے۔
امارت اسلامیہ کے پاس ہر عمل اور ردعمل کے لیے دلیل اور منطق ہے۔یہی وجہ ہے کہ عالمی سطح پر اس کے سیاسی اعتماد میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے اور علاقائی ممالک کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف ممالک اور اقوام متحدہ سمیت مختلف فورمز سے روابط اور افہام وتفہیم کا حامل ہے۔
امارت اسلامیہ ایک نظام کی حیثیت سے افغانستان میں موجودہ سیاسی قوتوں میں واحد تحریک ہے، جس کے پاس وسیع اور ملک گیر عوامی حمایت ہے۔

افغانستان کی تمام اقوام میں امارت اسلامیہ کی گہری جڑیں ہیں، اس وقت افغانستان کے پچاس فی صد حصے پر حاکم ہے، مزید تیس فی صد اس کے زیر اثر ہے اور باقی بیس فیصد جو تمہارے فوجیوں اور کابل انتظامیہ کے اختیار میں ہے، وہاں دشمن کی حاکمیت کو ہر لمحہ خطرے سے دوچار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ علاقائی اور دنیا کے بیشتر ممالک اب اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں، کہ عوامی حمایت اور سیاسی وعسکری قوت کے طور پر یہی امارت اسلامیہ ہے، جس کے ساتھ ملک کے آئندہ ذمہ دار اکائی کے طور پر اس کے ساتھ افہام وتفہیم ہونا چاہیے۔ کیونکہ دیگر گروہ اور افراد اکثر بیرونی حمایت سے منظر عام پر لائے جارہے ہیں اور عوام میں ان کی جڑیں نہیں ہے۔
پنجم: وہ افراد جو موجودہ کٹھ پتلی انتظامیہ میں تمہاری حمایت سے خود کو افغان حکومت کا عنوان دیے ہوئے ہیں، وہ کسی صورت میں عوام کے نمائندے ہیں اور نہ ہی عوام ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ ہر سال عالمی سطح پر کرپٹ ترین نظام کے لقب پانے والی انتظامیہ میں برسر اقتدار افراد اپنے ذاتی مفادات کے علاوہ کسی اور چیز کے لیے وفادار نہیں ہے۔
اپنے ملک اور عوام سے ان کی غداری کی ایک مثال یہ ہے کہ کابل بینک کے نام سے وہ بینک جس میں ملک کے غریب کارکنوں، اساتذہ، مزدوروں اور لاچار طبقے کی جمع پونجی موجود تھی 'اسی انتظامیہ کے اعلیٰ حکام نے یہ امانتیں لوٹ کر بیرون ممالک میں ذاتی بینک بیلنس بڑھائے اور کاروبار جمائے ہیں۔
اس کے علاوہ ان بدعنوان حکام نے عالمی امداد کو ہڑپ لیا، اپنی عوام کے سرمایہ کو بھی لوٹ لیا، لاکھوں کی مالیت کی حامل اراضی زمین کو غصب کرلیا۔ یہ سب ڈاکہ زنی، رہزنی، کرپشن، بداخلاقی، جنگی جرائم اور مافیائی جرموں میں ملوث ہیں، اسی وجہ سے عوام میں قابل اعتماد نہیں ہیں اور تم بھی انہیں بندوق اور طاقت کے بل بوتے پر عوام پر مزید مسلط نہیں کرسکو گے۔
ششم: ہمارے ملک، خطے اور حتی کہ عالمی سطح پر اب اس بات پر اجماع ہے، کہ افغان جنگ مزید کسی کے مفاد میں نہیں ہے۔ ہم اس جنگ کے ایسے فریق کے طور پر' کہ جنگ ہم پر مسلط کی گئی ہے اور ہمارے ملک پر فوجی جارحیت ہوئی' اسے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں کہ اپنی مظلوم اور مصیبت زدہ عوام کو جنگ کی آگ سے نکالیں۔
اسی بنیاد پر تمہارے لیے ہمارا یہ پیغام ہے کہ اپنی فوج کی جانب سے شروع ہونے والے قبضے کی جنگ کو لگام لگادو اور اس سے زیادہ کوشش مت کرو، کہ افغانی اور امریکی عوام ایسی جنگ کا مزید ایندھن نہ بنیں جسے تم کبھی بھی نہیں جیت سکتے!
حالیہ دنوں میں تمام عالمی تحقیقاتی وتجزیاتی ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ افغانستان میں امریکی جنگی مشن مکمل تعطل کا سامنا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۰پر)

عقائدِ اسلام

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

یہ اقتباسات حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نور اللہ مرقدہ کی کتاب ''عقائدِ اسلام'' سے لیے گئے ہیں

شرائطِ امارت: تمام امت کا یہ اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے کہ اگر خلیفہ یا امیر مرتد ہو جائے یعنی مسلمان سے عیسائی یا ہندو ہو جائے تو اس کا عزل اور قتل واجب ہے۔ لہٰذا جو شخص ابتدا ہی سے کافر ہو وہ بدرجۂ اولیٰ امیرِ مملکت نہ بنایا جائے گا۔ نیز اسلامی سلطنت کا اصل مقصد دینِ اسلام کو قائم کرنا اور شریعت اسلامیہ کو رائج کرنا اور کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علماً و عملاً مسلمانوں میں پھیلانا اور غیر مسلموں کو اس کے محاسن سمجھانا اور اُن کے شبہات کو دور کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد مسلمان ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ یورپین اور ہندو دونوں ہی مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ کما قال تعالیٰ:

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (النساء: ۱۰۱)

''اے مسلمانو! تمام کافر بلاشبہ تمہارے لیے بمنزلہ ایک دشمن کے ہیں''۔

بے شک خداوند ذوالجلال نے سچ فرمایا اور خدا تعالیٰ نے جو خبر دی اس کو تمام مسلمانوں نے دیکھا انگریزوں نے تقسیم ہند میں جو کھلی ہوئی بے ایمانی مسلمانوں کے ساتھ کی وہ سب کے سامنے ہے اور علیٰ ہذا فلسطین کی تقسیم میں بھی جو صریح بے ایمانی کی وہ بھی سب کے سامنے ہے اور ہندو، ہندوستان میں مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں وہ بھی تمہارے سامنے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ یورپین اس قدر ہوشیار اور عیار ہے کہ اپنی دشمنی کو دوستی کے لباس میں چھپا لیتا ہے اور ہندو کم عقلی کی وجہ سے مسلم عداوت کو چھپانے پر قادر نہیں۔ کسی کافر کو اسلامی سلطنت کا امیر بنانا تو در کنار، کافر کو تو وزارتی یا فوجی یا افسری کسی قسم کا کلیدی عہدہ دے نا بھی جائز نہیں اور نہ کافروں سے سلطنت کے سیاسی اور مہم امور میں مشورہ لے نا جائز ہے جیسا کہ ہم عنقریب فاروقِ اعظم اور ابو موسیٰ اشعری کا مکالمہ ہدیۂ ناظرین کریں گے۔

امیر کے لیے ایک یہ بھی شرط ہے کہ وہ شجاع اور بہادر ہو اور مدبر اور صاحب رائے ہو۔ آرام طلب اور ناتجربہ کار نہ ہو کیوں کہ بزدل اور غیر ذی رائے آدمی صلح اور جنگ کے وقت گھبرا جاتا ہے اور مشکلات اور مہمات میں حیران اور پریشان ہو جاتا ہے کوئی صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا۔ نیز ایسا آدمی دشمن سے صلح اور معاہدہ کرتے وقت بسا اوقات دھوکا کھاتا ہے۔ ایک اعرابی کا کسی عیسائی سلطنت پر گزر ہوا تو وہاں کے امیر نے حضرت عمرؓ کے متعلق اس اعرابی سے دریافت کیا کہ تمہارا امیر کیسا ہے؟ تو اس اعرابی نے یہ جواب دیا:

امیرنا لا یَخْدَع ولا یُخدَع

''ہمارا یہ امیر نہ کسی کو دھوکا دیتا ہے اور نہ کسی کے دھوکے میں آتا ہے''۔

اس اعرابی نے پہلے جملہ میں حضرت عمرؓ کی امانت اور دیانت کو بیان کیا اور دوسرے جملہ میں حضرت عمرؓ کی فراست اور سیاست کو بتلایا۔ (ص ۱۳۴ تا ۱۳۶)

دار الحرب اور دار الاسلام میں فرق: دار الاسلام اس اسلامی حکومت کو کہتے ہیں کہ جس حکومت کا مذہب من حیث الحکومت دینِ اسلام ہو۔ جس طرح مسلمان وہ شخص ہے کہ جس کا مذہب اور عقیدہ اسلام ہو اور دل و جان سے احکامِ اسلام کے اتباع کو فرض اور لازم جانتا ہو، اسی طرح اسلامی حکومت وہ ہے کہ جس حکومت کو مذہب اسلام ہو اور وہ حکومت احکامِ اسلام کی پیروی کو اپنا فریضہ سمجھتی ہو اور اسلام کا حکم اور قانون شاہانہ اور حاکمانہ طریقہ پر جاری اور نافذ کرتی ہو اور ملک کے نظم و نسق میں قانونِ شریعت کو برتری اور بالادستی حاصل نہ ہو بلکہ کفر اور اہلِ کفر غالب اور حاکم ہوں اور مسلمان بغیر ان کی اجازت کے احکامِ اسلام بجالانے پر قادر نہ ہوں تو وہ دار الحرب ہے دار الاسلام نہیں اگرچہ اُس ملک میں مسلمان آباد ہوں اور کافروں کی اجازت سے شعائرِ اسلامیہ بجالا سکتے ہوں۔

فتح مکہ سے پہلے مکّہ مکرمہ دار الحرب تھا اس لیے کہ مسلمان اگرچہ اس وقت کچھ شعائرِ اسلام بجالاتے تھے مگر وہ بجا آوری کفار کی اجازت پر موقوف تھی۔ اپنی قوت اور غلبہ اور قہر کے بنا پر نہ تھی۔ کفر' قاہر اور غالب تھا اور اسلام مقہور اور مغلوب تھا۔ محض کافروں کی اجازت سے احکامِ اسلامی کی بجا آوری دار الاسلام ہونے کے لیے کافی نہیں۔ جیسے آج کل امریکہ اور برطانیہ میں رہنے والے مسلمان حکومت کی اجازت سے احکامِ اسلام بجالاتے ہیں، بغیر ان کی اجازت کے احکامِ اسلام بجا لانے پر قادر نہیں۔ تو امریکہ اور برطانیہ کی حکومت دار الحرب ہو گی۔

خلاصہ کلام: یہ کہ دار الحرب اور دار الاسلام میں فرق یہی ہے کہ جس حکومت میں اسلام حاکم ہو اور قانونِ شریعت کو برتری اور بالادستی حاصل ہو اور اس کے فرامین اور قوانین کی عزت اور سربلندی کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہو وہ دار الاسلام ہے اور جس حکومت میں غیر اسلامی مسلک کی برتری کو ملحوظ رکھا گیا ہو وہ دار الحرب ہے۔ (ص: ۱۳۷)

قانون کی برتری و بالادستی: اگر مسلم اور غیر مسلم سب برابر کے حکومت میں شریک ہوں اور بلالحاظِ شریعت اکثر جو پاس کر دے اس کے مطابق حکومت چلائیں تو یہ اسلام کی حکومت نہیں۔ (ص: ۱۳۸)

اسلامی حکومت کا آغاز کیسے ہوا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جہاد کا حکم نازل ہوا۔ تعمیلِ حکم کے لیے صحابہ کرام جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ حجاز اور نجد اور یمن اور بحرین یہ تمام علاقے حضور پر نور کی زندگی میں فتح ہوئے جن پر اسلام کی حکومت قائم ہوئی اور گورنر اور قاضی مقرر ہوئے۔ آپ کے بعد خلفائے راشدین نے جہاد کیا اور قیصر و کسریٰ کا تختہ الٹا اور شام اور عراق اور مصر اور ایران کے تمام علاقے اسلام کے زیر نگیں آئے۔ یہ تمام علاقے

صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے زمانہ میں دارالحرب سے دارالاسلام بنے اور پھر حضرت عثمان کے دور خلافت میں کابل اور افریقہ فتح ہوئے اور دارالحرب سے دارالاسلام بنے اور مشرق و مغرب کا خراج مدینہ منورہ کے خزانہ میں پہنچا۔اس کے بعد خلفائے بنی امیّہ کا دور آیا اور پھر اُن کے بعد خلفائے عباسیہ کا دور آیا اور دن بدن اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ پھر ہندوستان میں مغلوں کی حکومت قائم ہوئی اور ترکستان میں شاہانِ ترک کی حکومت قائم ہوئی اور یہ تمام حکومتیں عہد صحابہ سے لے کر اس وقت تک تمام اہل سنت وجماعت کے سلاطین کے جہاد سے قائم ہوئیں جس میں کسی رافضی اور خارجی کا کوئی حصہ نہیں۔

اس چودہ سو سال کی مدت میں سوائے اہل سنت وجماعت کے کسی اسلامی فرقہ نے کافروں سے جہاد کر کے دارالحرب کو دارالاسلام نہیں بنایا۔ ایران جس پر آج فرقہ شیعہ حکمران ہے وہ دراصل فاروق اعظمؓ کا فتح کردہ ہے۔ عرصہ تک ایران میں اہل سنت کی حکمرانی رہی۔ اب دو تین صدیوں سے شیعہ حکمران ہیں۔ بہر حال سوائے اہل سنت وجماعت کے کسی اسلامی فرقہ نے کافروں سے جہاد نہیں کیا۔(ص:۱۳۸)

فرائضِ امیر مملکت: بادشاہِ اسلام پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ تمام بلادِ اسلام کو کافروں اور رہزنوں اور غاصبوں کے شر اور فساد سے محفوظ رکھے تاکہ تمام لوگ اطمینان سے زندگی بسر کرسکیں اور اطمینان سے سفر کرسکیں اور اطمینان سے اپنے کاروبار کرسکیں۔ مطلب یہ کہ حدودِ شرعیہ کو قائم کرے تاکہ جن باتوں کو اللہ نے محارم قرار دیا ہے ان کا کوئی ارتکاب نہ کرسکے۔ نیز بادشاہِ اسلام پر یہ بھی واجب ہے کہ دارالاسلام کی تمام سرحدوں کی دشمنوں سے حفاظت کرے بایں طور کہ فوجوں اور آلاتِ جنگ سے ہر وقت سرحدوں کو معمور اور بھرپور رکھے تاکہ دشمن اچانک حملہ نہ کرسکے اور مسلمانوں اور ذمیوں کے جان و مال محفوظ رہیں۔ نیز بادشاہِ اسلام کے لیے یہ بھی واجب ہے کہ (بشرطِ قدرت) دشمنانِ خدا سے جس طرح ممکن ہو جہاد کرے خواہ اس جہاد کی ابتدا مسلمانوں کی طرف سے ہو یا ابتدا کافروں کی طرف سے ہو اور مسلمانوں کی طرف سے مدافعت ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر غزوات اقدامی تھے اور دفاعی کم تھے اور علیٰ ہذا خلفائے اسلام اور شاہانِ اسلام کے اکثر حملے اقدامی اور ہجومی تھے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں اقدامی جہاد نہیں صرف دفاعی جہاد ہے وہ کتاب و سنت میں تحریف کرنے والے اور اپنے بزرگوں کی تاریخ کو چھپانے والے اور مرعوب ذہنیت والے ہیں جن کی کسی تقریر اور تحریر پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ نیز بادشاہِ اسلام کے لیے یہ بھی واجب ہے کہ جہاد کے لیے لشکروں کو مرتب کرے اور مجاہدین کے لیے وظیفہ اور تنخواہ مقرر کرے۔

نیز بادشاہِ اسلام کے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ مسلمانوں کا کوئی کام اور کوئی عہدہ کسی کافر کے ہرگز سپرد نہ کرے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے نہایت سخت ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ عارف سہروردی نے عوارف میں وثیق رومی (نصرانی) سے روایت کیا ہے کہ میں عمرؓ کا غلام تھا پس حضرت عمرؓ مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ اے وثیق! تو اسلام قبول کرلے کیونکہ اگر تو مسلمان ہوجائے تو میں تجھ سے مسلمانوں کے کام میں مدد لوں۔ اس لیے کہ یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ مسلمانوں کے کاموں میں ایسے شخص سے مدد لوں جو مسلمانوں میں سے نہ ہو۔ وثیق کہتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے سے انکار کردیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، دین میں زبردستی نہیں۔ پھر جب حضرت عمرؓ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عمرؓ نے مجھ کو آزاد کردیا اور یہ فرمایا کہ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔(ازالۃ الخفاء)

غرض یہ کہ بادشاہِ اسلام کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ کافر کو کوئی وزارتی یا افسری یا کسی قسم کا کلیدی عہدہ اس کے سپرد کرے بلکہ کافروں سے مملکت کے سیاسی امور میں مشورہ لے نا بھی جائز نہیں۔ اس بارہ میں ہم فاروق اعظمؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کا مکالمہ نقل کرتے ہیں۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے فاروق اعظمؓ سے عرض کیا کہ ”میرے پاس ایک نصرانی کاتب ملازم ہے“۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا: ”اے ابو موسیٰ تجھے کیا ہوا۔ خدا تجھ کو ہلاک و برباد کرے۔ کیا تو نے حق تعالیٰ کا یہ حکم نہیں سنا کہ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست اور معین و مددگار نہ بناؤ۔ تمام کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تمہارا کوئی دوست نہیں۔ کسی مسلمان کو کیوں نہ ملازم رکھا؟“ ابو موسیٰ نے عرض کیا: ”اے امیر المومنین مجھ کو تو فقط اس کے حساب و کتاب سے مطلب ہے، اس کا دین اس کے لیے ہے“۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا: ”خدا کی قسم میں ان لوگوں کا ہرگز اعزاز واکرام نہ کروں گا جن کو خدا نے ذلیل اور حقیر قرار دیا اور ان لوگوں کو ہرگز اپنے قریب جگہ نہ دوں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے دور رکھنے کا حکم دیا“۔(اقتضاء الصراط المستقیم)

ایک اور روایت میں ہے کہ فاروق اعظمؓ نے ابو موسیٰ کو اس پر زجر و توبیخ کی اور فرمایا، ”کافروں کو اپنے قریب جگہ مت دو، تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کو دور رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو اعزاز واکرام نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے ان کی اہانت کا حکم دیا ہے۔ ان کو امین اور امانت دار نہ سمجھو، اللہ تعالیٰ نے ان کو خائن بتلایا ہے“۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ”یہود اور نصاریٰ کو کوئی عہدہ نہ دو۔ یہ لوگ مسلمانوں کے مقابلہ میں رشوت لینے کو حلال سمجھتے ہیں اور سلطنت اور امورِ رعیت میں ایسے لوگوں سے امداد لو جو خدا ترس ہوں“۔

امام ابو بکر رازی رحمہ اللہ، احکام القرآن ص:۳۷ جلد:۲ میں لکھتے ہیں:

> ”ایک روایت میں ہے کہ فاروق اعظمؓ کو یہ خبر پہنچی کہ ابو موسیٰ نے ایک نصرانی کو اپنا کاتب مقرر کیا ہے۔ فاروق اعظمؓ نے اسی وقت ان کو ایک تنبیہی اور تہدیدی خط لکھا اور ان میں یہ آیت لکھی۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً“۔

مسئلہ کی حقیقت واضح کرنے کے لیے ہم پوری آیت مع ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا

لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔـا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (آل عمران: ۱۱۸تا۱۲۰)

''اے ایمان والو! نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کے سوا۔ وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں۔ ان کی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف میں رہو۔ نکلی پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے اور جو کچھ مخفی ہے ان کے جی میں وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ ہم نے بتا دیے تم کو پتے اگر تم کو عقل ہے۔ سن لو! تم لوگ ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو اور جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکٹھے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصے سے۔ تو کہہ مرو تم اپنے غصہ میں۔ اللہ کو خوب معلوم ہیں دلوں کی باتیں۔ اگر تم کو ملے کچھ بھلائی تو بری لگتی ہے ان کو اور اگر تم پر پہنچے کوئی برائی تو خوش ہوں اس سے۔ اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو کچھ نہ بگڑے گا تمہارا ان کے فریب سے۔ بے شک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے''۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فاروق اعظمؓ کا وہ اثر (جو ہم نے نقل کیا ہے) ذکر کر کے فرماتے ہیں:

''فاروق اعظمؓ کے اس قول میں بمع آیت کریمہ اس امر پر دلیل ہے کہ اہل ذمہ کو ایسے تحریری کاموں پر ملازم رکھنا جائز نہیں جس کی وجہ سے اہلِ اسلام پر ان کی تعدی لازم آتی ہو اور مسلمانوں کے داخلی امور پر مطلع ہونے کے بعد کفار اور دشمنانِ اسلام کی طرف جاسوسی کا خطرہ ہو۔ لہٰذا غیر مسلم کو کسی خدمت پر مقرر کرنا ناجائز ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، لا یالونکم خبالا۔۔۔ الخ''۔

فاروق اعظمؓ کے اس بصیرت افروز اور سیاست آموز مکالمہ سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ غیر مسلم کو ملازمت دینے کے لیے یہ عذر کہ ہم کو صرف ان کی خدمات درکار ہیں ان کے مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر اس کافر کو تو اپنے مذہب سے سروکار ہے اور تمہارے مذہب سے اس کو خصومت ہے۔ تم بے خبر اور غافل ہو اور وہ بڑا ہوشیار ہے۔ اس کافر کو ہر وقت یہ فکر ہے کہ اس کی قوم عزیز اور سربلند ہو اور اسلام اور مسلمان ذلیل و خوار ہوں۔ قال تبارک وتعالیٰ:

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (النساء: ۱۰۱)

''اے مسلمانو! تمام کافر بلاشبہ تمہارے لیے بمنزلہ ایک دشمن کے ہیں''۔

(ص ۱۴۵تا۱۴۹)

اطاعتِ امیر: امیرِ مملکت خواہ عادل ہو یا ظالم ہو مسلمانوں پر اس کی اطاعت واجب ہے جب تک خلافِ شرع کوئی حکم نہ دے اور اس کی بغاوت حرام ہے۔ مگر بادشاہِ اسلام ضروریاتِ دین اور قطعیاتِ اسلام کا انکار کرنے کی وجہ سے صریح کفر پر اتر آئے تو اس سے مقابلہ اور مقاتلہ واجب ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کا جہاد ہے۔ اگر بادشاہِ اسلام محض ظالم ہے تو حتی الوسع صبر کریں اور نرمی کے ساتھ اس کو نصیحت کریں۔ (ص: ۱۵۳)

شرح حدیثِ افتراقِ امّت:

فرقہ ناجیہ کی تعیین:

علما نے لکھا ہے کہ اہل ہوا اور اہلِ بدعت کے اصل سرگروہ چھ فرقے ہیں۔

خوارج　　شیعہ　　قدریہ (جس کی ایک شاخ معتزلہ ہے)

مرجئہ　　مشبہہ　　جہمیہ

پھر ان چھ فرقوں کی شاخیں ہیں جو مل کر بہتّر ۷۲ تک پہنچ جاتی ہیں اور ان تمام فرقوں کے اعتقادات حضرات صحابہؓ کے اعتقادات سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کو فرق ضالہ ' گمراہ فرقے کہا جاتا ہے۔ امام ربّانی مجدّد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ

''جن بہتّر فرقوں کے بارے میں کلھم فی النار (سب دوزخ میں جائیں گے) آیا ہے، اس سے دوزخ کا دائمی عذاب مراد نہیں۔ اس لیے کہ دوزخ کا دائمی عذاب ایمان کے منافی ہے۔ دائمی عذاب کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور چونکہ یہ بدعتی فرقے سب اہل قبلہ ہیں اس لیے ان کی تکفیر میں جرأت نہ کرنی چاہیے جب تک کہ دینی ضروریات کا انکار اور احکام شرعیہ کے متواترات کو رد نہ کریں اور ان احکام کے جو دین سے ضروری اور بدیہی طور پر ثابت ہو چکے ہوں منکر نہ ہوں''۔ انتہیٰ (ملخصاً مکتوب ۳۸ از دفتر سوم، ص: ۱۶۷)

فائدۂ جلیلہ: اور چونکہ یہ بہتّر فرقے سب اہلِ قبلہ ہیں اس لیے ان کے لیے یہ شرط ہوگا کہ ضروریاتِ اسلام اور قطعیاتِ دین کے منکر نہ ہوں۔ اس لیے کہ جو شخص ضروریاتِ دین کا منکر ہو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ مثلاً اگر کوئی رافضی حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہو یا تحریفِ قرآن کا قائل ہو یا حضرت جبرئیلؑ سے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہو تو اس قسم کا عقیدہ رکھنے والا ہرگز اہلِ قبلہ سے نہ ہو گا۔ (ص: ۱۶۸)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

فکر و منہج

مدارس دینیہ اور پاکستانی معاشرے کے لیے بڑھتے خطرات

پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی رپورٹ ۲۰۱۶ء کا ایک جائزہ

حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ صدر وفاق المدارس العربیہ' نے اپنی زندگی کی آخری تحریر ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کے ربیع الاول ۱۴۳۷ھ کے شمارے میں 'اداریہ' کی صورت میں لکھی۔ آپ رحمہ اللہ کی یہ تحریر دینی تعلیمی اداروں اور علمائے کرام کے حلقوں میں مغربی ایجنڈہ رکھنے والی این جی اوز کے زہریلے اثرات سے متعلق تھا۔ آپ نے اس مضمون میں مغربی این جی اوز کے خطرناک عزائم اور دین وشعائرِ دینی کے خلاف اُن کے مکر اور سازشوں سے متنبہ فرمایا ۔ حضرت والا رحمہ اللہ 'آخری وقت تک لادین قوتوں کا بھی مقابلہ کرتے رہے اور مدارسِ دینیہ کو صلیبی سازشوں سے محفوظ رکھنے کی جُہد بھی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت والا رحمہ اللہ کی سعی وجہد کو قبول فرمائے اور امت کے اس محسن و پاسبان کو اپنی رحمت و کرم کے شایانِ شان اجر اور مراتبِ اخروی عطا فرمائے۔ ادارہ نوائے افغان جہاد' حضرت والا رحمہ اللہ کی یہی آخری تحریر قارئین کے لیے پیش کر رہا ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۲۰۰۱ء میں نائن الیون کے بعد امریکہ' عالم اسلام پر ایک بپھرے ہوئے ریچھ کی طرح حملہ آور ہوا۔ اس نے یکے بعد دیگرے مسلم خطوں میں بالواسطہ اور بلاواسطہ حملوں کا آغاز کیا۔ افغانستان، عراق، لیبیا اور شام وغیرہ اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ یہ عسکری حملے تھے اور ان کی وجہ سے عالم اسلام کا بہت بڑا خطہ متاثر ہوا۔ ایک طرف تو یہ ہوا؛ دوسری طرف امریکی پالیسی سازوں نے پاکستان جیسے ملکوں کے لیے بھی منصوبہ تیار کیا۔ اس پلان کا مرکزی نکتہ مسلم دانش وروں، مذہبی رہ نماؤں اور مسلم معاشروں کے دل ودماغ کی تبدیلی کا کام تھا۔ اس نے براہ راست لیکن ذرا محتاط انداز میں مسلمانوں کے عقائد و نظریات میں نقب لگانے کے لیے ''انٹر فیتھ ڈائیلاگ'' (مکالمہ بین المذاہب) کا آغاز کیا۔ ''ہیومن رائٹس'' (انسانی حقوق) کی میٹھی گولی میں سمو کر پیش کیا۔ عدم تشدد، برداشت، رواداری، آزادی، مساوات اور ترقی جیسے بظاہر بے ضرر نظریات کو باقاعدہ ایک ''نصاب'' کے طور پر متعارف کرایا۔ پاکستانی جامعات میں مخصوص موضوعات پر پی ایچ ڈی مقالات لکھوائے گئے۔ پاکستان سے مرحلہ وار' دانش وروں، اسکالروں، مذہبی رہ نماؤں کو امریکہ، جرمنی اور ناروے بلا کر کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ان کانفرنسوں کا مقصد غیر محسوس طریقے سے اسلامی نظریات والے اذہان، مزاج اور سوچ کی تبدیلی تھی؛ نیز اس ذریعے سے اپنے مطلب کے افراد کی تلاش بھی تھی جو ان کے عزائم کی تکمیل میں معاون ثابت ہوسکیں۔

اس کے بعد اگلے مرحلے میں بیرونی امداد سے قائم ہونے والی این جی اوز پاکستان وارد ہوئیں۔ یہاں انہوں نے مقامی ایجنٹوں، افراد کے ذریعے سکولوں اور دینی مدارس کے ماحول، نصاب اور نظام تعلیم پر کام شروع کیا۔ اپنے ایجنٹ افراد کے ذریعے ایسی ورک شاپس منعقد کی گئیں جہاں اسلامی عقائد و نظریات پر شکوک وشبہات اور دینی مسلمات پر سوالات اٹھائے گئے، پاکستان کے آئین میں موجود اسلامی شقوں کو ایک تسلسل سے ہدفِ تنقید بنایا گیا۔ یوں تمام اسلامی عقائد واقدار پر شک وشبہ کی گرد بٹھانے کا بھرپور اہتمام کیا گیا۔

گزشتہ پندرہ برس کے دوران میں این جی اوز کی یہ محنت کس مرحلے تک آن پہنچی ہے، اس کا اندازہ امریکہ کے ''کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کے تعاون سے ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن اسلام آباد'' کی حال ہی میں جاری کردہ رپورٹ برائے سال ۲۰۱۶ء سے ہوتا ہے، جس کا عنوان ہے:

Teaching Intolerance In Pakistan

''پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس''

''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' کی جاری کردہ رپورٹ www.uscirf.gov پر انگریزی متن اور غیر معیاری اردو ترجمے کے ساتھ دستیاب ہے۔ پوری رپورٹ چشم کشا ہے اور اس کے مندرجات کا جائزہ لینے کے لیے الگ سے مضمون کی ضرورت ہے۔ اس رپورٹ میں سرکاری نصاب تعلیم میں پائے جانے والے عدم برداشت پر مبنی اسباق کا صوبے وار جائزہ لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں اپنی سفارشات اور تجاویز مرتب کرکے پیش کی گئی ہیں۔ اس رپورٹ کا دیباچہ پڑھے جانے کے لائق ہے۔ دیباچے کے مطابق

- ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' (PEF) پاکستان میں قائم ایک غیر سرکاری تنظیم ہے۔
- اس کے مقاصد میں: (الف) ''امن'' اور ''رواداری'' کو فروغ دینے کے لیے سول سوسائٹی کی صلاحیت کی تعمیر، مذہبی رہ نماؤں کو ''بااختیار'' بنانا۔ (ب) پُر تشدد انتہا پسندی کا مقابلہ کرنا۔ (ج) مذہب کے نامناسب استعمال سے حاصل ہونے والے عدم برداشت اور تشدد کی روک تھام وغیرہ شامل ہے۔

''پی ای ایف'' کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ فاؤنڈیشن نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اب تک گیارہ ہزار مذہبی رہ نماؤں کو اپنے پروگرام میں شامل کیا اور انہیں تربیت دی ہے۔ ان رہ نماؤں میں مدارس کے اساتذہ، علما، مساجد کے ائمہ اور ایسے مذہبی افراد شامل ہیں جو معاشرے پر کسی بھی انداز میں اثرانداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ''پی ای ایف'' کی ورک شاپ کے فارغ التحصیل نے اپنے علاقوں میں ''انتہاپسند روایات'' کو پھیلنے سے

روکنے، ''امن'' اور ''رواداری'' کی تعمیر کے مختلف پروگرام تیار کرنے، ''تعلیمی'' اقدامات بڑھانے کی سہل کاری میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

''پی ای ایف'' رپورٹ کے مطابق مذہبی رہ نماؤں کے بے مثال تعاون کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کے اسٹریٹجک اور جدید پروگراموں کی پاکستانی معاشرے کی ہر سطح پر پذیرائی ہوئی۔ پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن 'ان فارغ التحصیل مذہبی رہ نماؤں کے وسیع نیٹ ورک کے ذریعے، پاکستان کے مدارس میں اپنے نصاب کو پڑھانے، اپنے طالب علموں کو تعمیر امن کی تدریس دینے، تنقیدی سوچ اور رواداری کی تعلیم دینے اور منظم طریقے سے اپنے اداروں اور تدریسی طریقوں کو ''جدید'' کرنے کے راستے پر گامزن ہے۔

''پی ای ایف'' کی رپورٹ نہایت فخر سے بتاتی ہے کہ ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' کا پروگرام سب سے زیادہ قدامت پسند اور مشکل ترین رسائی والے دینی مدارس میں معیار، پہنچ، اثر اور پائیداری میں نئے معیار قائم کر رہا ہے۔

ہمیں اس رپورٹ کے ان مندرجات سے انکار کی گنجائش اس لیے نہیں ہے کہ گزشتہ پندرہ برس کے دوران میں ایسے مذہبی افراد اور ادارے (بلا تفریق مسلک) ہمارے مشاہدے میں رہے ہیں جنہوں نے مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور اپنے اداروں کو مذکورہ سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ پرانی بات نہیں تھوڑا عرصہ قبل جنوبی پنجاب کے ایک دینی ادارے میں جرمنی کی ایک (بظاہر) غیر سرکاری تنظیم کے اشتراک سے ورک شاپ منعقد کی گئی، جس میں مدرسہ کے ذہن طلبہ کو شامل کیا گیا اور ان کے سامنے جس قسم کے مباحث رکھے گئے 'ان کا خلاصہ مغربی نظریات کی پذیرائی، پاکستان کے آئین میں شامل قادیانیوں، اقلیتوں سے متعلق قوانین کے خاتمے اور دینی مدارس میں جدیدیت کے نفوذ کے لیے ذہن سازی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ غیر سرکاری تنظیمیں کس حد تک ہمارے اداروں میں اپنا نفوذ بڑھا چکی ہیں اور کس تیز رفتاری کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے گامزن ہیں۔ یہ رپورٹ جس کا عنوان ''پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس'' ہے 'بجائے خود عدم برداشت، دینی مسلمات اور اسلام سے شدید نفرت اور منفی خیالات سے عبارت ہے۔ ''پی ای ایف'' کی رپورٹ نظریہ پاکستان، مسلمانوں کے جداگانہ تشخص، ہندو، سکھ، عیسائی، قادیانی اور یہودیوں کے الگ قوم ہونے کو منفی اور دقیانوسی تصورات قرار دیتی ہے۔ یہ صرف ایک مقام پر نہیں بلکہ رپورٹ کے مختلف مقامات پر متعدد بار اپنے تخیلات کے علی الرغم نظریات کو منفی، دقیانوسی قرار دیا ہے۔ اس رپورٹ کے تیار کرنے والے افراد کو اعتراض ہے کہ سرکاری نصاب تعلیم میں:

- نظریہ پاکستان کیوں پڑھایا جاتا ہے؟ (ص: ۶، ۷، ۲۷)
- نصاب میں اسلام کو پاکستان کی کلیدی خصوصیت اور پاکستانی شناخت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ص: ۷)
- پبلک سکولوں میں پڑھائی جانے والی کتب میں صرف اسلام کو ہی واحد، جائز اور منطقی مذہب کیوں قرار دیا گیا ہے؟ (ص: ۵)
- سکول کے بچوں کو یہ کیوں پڑھایا جاتا ہے کہ ''اسلامی مذہب، ثقافت اور سماجی نظام غیر مسلموں سے مختلف ہیں''۔ (ص: ۱)
- اس بات پر شدید قلق کا اظہار کیا گیا ہے کہ غازی علم دین شہید کا تذکرہ نصابی کتب میں کیوں موجود ہے؟ (ص: ۳۰)
- رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کا تذکرہ طالب علموں کو تشدد پر ابھارتا ہے (دیکھئے: عنوان ''جنگ اور تشدد کی ستائش'' ص: ۷)
- یہ رپورٹ اس بات پر بھی اپنی خفگی کا اظہار کرتی ہے کہ نصابی کتابوں میں عیسائیوں، قادیانیوں اور ہندوؤں کے متعلق تعصب کا اظہار کیا گیا ہے۔ (ص: ۵)
- ''پی ای ایف'' کی رپورٹ میں اس بات پر بھی شدید اعتراض کیا گیا ہے کہ انگریز کے برصغیر پر تسلط، عیسائی پادریوں اور مشنریوں کی سرگرمیوں کو نصابی کتب میں منفی طور پر کیوں پیش کیا گیا ہے؟ (ص ۸، ۳۲)
- رپورٹ میں جگہ جگہ بھارت کی نا صرف بے جا حمایت کی گئی ہے بلکہ بھارت کے متعلق پاکستان کے دیرینہ موقف کو تعصب اور جہالت پر مبنی قرار دیا گیا ہے (دیکھئے ص: ۲۷، ۵، ۶، ۷، ۹)
- ''نصاب کی تیاری کے لیے تجاویز'' کے عنوان سے ''پی ای ایف'' نے جو ہدایات بعنوان ''تجاویز'' (ص: ۱۰) دی ہیں وہ کچھ یوں ہیں:
  - تمام پاکستانیوں کو فراہم کی گئیں مذہبی آزادی کی ضمانتیں درسی کتابوں میں ظاہر کرنی چاہئیں۔
  - طالب علموں کو ایسا مواد بالکل نہیں پڑھانا چاہیے جو کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر برتر ثابت کرے۔ (یعنی اسلام کو عیسائیت، یہودیت، ہندو مت اور قادیانیت پر فوقیت نہیں دی جانی چاہیے)
  - اسلام کا بطور واحد صحیح ایمان ہونے کو درسی کتابوں سے ختم کیا جانا چاہیے۔ (یعنی خاکم بدہن اسلام واحد سچائی نہیں بلکہ دیگر مذاہب بھی حق ہیں، اس کا واضح مطلب ایمان سے محرومی ہے)
  - ''منفی تلقین'' ختم ہونی چاہیے (نہی عن المنکر کا خاتمہ)
  - پاکستان میں پر امن بقائے باہمی اور مذہبی تنوع کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔ (وحدت ادیان، تقارب ادیان کا پرچار)
  - درسی کتب میں اقلیتی گروہوں کے نامور افراد کی مثالیں بھی شامل کی جانی چاہئیں۔ (ص: ۱۰)

غرض پوری رپورٹ اسی قسم کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔اب ہم چند معروضات اپنے الفاظ میں بیان کریں گے :

(الف): پی ای ایف رپورٹ میں نوٹ کرنے کی بات اس کا بے باک اور دو ٹوک لہجہ ہے۔اس رپورٹ میں بہت سی باتیں کھلے طور پر کہہ دی گئی ہیں جو قبل ازیں الفاظ کے پیچ و خم میں چھپا کر کہی جاتی تھیں۔پاکستان میں کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کا ایجنڈا یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو دوسرے مذاہب اور ان کے پیروکاروں میں کچھ اس طرح گڈ مڈ اور تحلیل کر دیا جائے کہ حق اور باطل کا امتیاز ہی ختم ہو جائے۔

(ب): ''برداشت'' اور ''مساوات'' کا تقاضا ہے کہ پاکستانی معاشرہ اسلام کی حقانیت ، برتری ، واحد سچائی کے عقیدے سے دست بردار ہو جائے۔اس بات کو تسلیم کرلے کہ جس طرح اسلام ایک مذہب ہے ، اسی طرح عیسائیت ، یہودیت ، قادیانیت ، ہندومت بھی مذاہب ہیں اور مذہب ہونے میں سب برابر ہیں۔چنانچہ اہل اسلام اپنے ''حق'' پر قائم ہونے اور دیگر مذاہب کو ''باطل'' سمجھنا چھوڑ دیں...بالفاظ دیگر اپنے علاوہ دوسرے مذاہب کو ''کافر'' نہ کہیں۔دیگر مذاہب کی تعلیم ، تبلیغ ، تشہیر اور ترویج کا حق ویسا ہی خیال کریں جیسا اپنے تئیں باور کرتے ہیں۔

(ج): اس رپورٹ کے تیار کنندگان کے خیال میں دینی مسلمات کے حوالے سے عمومی طور پر (ٹی وی چینلز ، این جی اوز کی ورک شاپس اور انٹر فیتھ ڈائیلاگ کے ذریعے) اتنی گرد اڑائی جا چکی ہے کہ اب ان کے لیے یہ مطالبہ کرنا بہت آسان لگ رہا ہے کہ اسلام کے واحد ''الحق'' اور ''الدین'' ہونے کے تصور کو نصابی کتابوں سے نکال دیا جائے ، مگر اس کے علی الرغم انہیں ہیومن رائٹس اور مذہبی آزادی کے حق کی آفاقیت پر بھی اصرار ہے۔

(د): حیرت ، افسوس اور دکھ کی بات یہ ہے کہ اس قدر شرم ناک عزائم رکھنے والی این جی او واشگاف الفاظ میں مذہبی شخصیات اور اداروں کے ''بے مثال تعاون'' کا اظہار کرنا بھی ضروری خیال کرتی ہے اور اسے اس بات پر فخر ہے کہ ''قدامت پسند'' اور ''مشکل ترین رسائی'' والے مدارس میں بھی ان کا پیغام نا صرف پہنچ رہا ہے بلکہ اثر پذیر بھی ہے۔اس بات پر یقین کر لینے کی وجہ گزشتہ پندرہ برس کا مشاہدہ ہے۔نامور شخصیات کے جرمنی ، ناروے ، امریکہ اور کینیڈا کے دورے ، وہاں کھلے ماحول کی کانفرنسوں میں شرکت اور معذرت خواہانہ بیانات ' مذکورہ رپورٹ کے مشمولات کی تصدیق کرتے ہیں۔

حالیہ دور جو عالم اسلام کے لیے نہایت کٹھن دور ہے ، ایک طرف عالم کفر کی عسکری یلغار ہے تو دوسری طرف فکر و نظر کی سطح پر غیر سرکاری تنظیمیں اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ حملہ آور ہیں ، ان کی جرأت یہاں تک بڑھ چکی ہے کہ وہ ایک مسلم مملکت کے کارپردازان اور پورے مسلم معاشرے کو ایمان و سلام سے ہی دست بردار ہو جانے کی تجاویز دے رہی ہیں۔آج اسلام اور جاہلیتِ جدیدہ کا ویسا ہی ٹکراؤ ہے جیسا دوسرے صدی ہجری میں یونانی فلسفے اور اسلام میں ہوا تھا۔اس عرصۂ پیکار میں چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے ذہین افراد ' اسلام کی حقانیت ، آفاقیت اور ''واحد حق'' ہونے کو دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کرتے اور جدید مغربی نظریات کے فلسفے کا لایعنی ، از کار رفتہ اور نامعقول ہونا بتلاتے ، اپنے اکابر و اسلاف کی روش پر چلتے ہوئے مغرب کی تہذیبی ، فکری اور نظریاتی یلغار کے سامنے ڈٹ جاتے...الٹا یہ ہوا کہ ہماری ہی صفوں کے بعض افراد دوسری طرف جا کھڑے ہوئے اور دانستہ و نادانستہ غیروں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔فیا اسفیٰ علی ما فرطتم فی جنب اللہ !

رفتی بہ بزم غیر ، نکونامی تو رفت

ناموس صد قبیلہ بہ یک خامی تو رفت

اب ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس تفصیل کے بعد مغرب پرست این جی اوز کی مدارس دشمنی سمجھ آجانی چاہیے۔اہل مغرب کے خیال میں ان کے شرم ناک عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ دینی مدارس ہیں ، اس لیے کہ علما اور مدارس ہی اس امت کے دین و دنیا کے محافظ ہیں۔جب تک حق گو علما اور دینی مدارس موجود ہیں ' حفاظتِ دین کے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔یہی وجہ ہے کہ علما و مدارس کو مختلف انداز میں ہدف بنایا جاتا ہے۔دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی ، نظام تعلیم میں تبدیلی ، مغرب کے جدید نامعقول نظریات اور مغربی اطوار کی مدارس میں ترویج ، یکساں نصاب رائج کرنے کی خواہش ، معاشرے میں مدارس کے کردار کو حد درجہ محدود کرنے کی منصوبہ بندی ، مختلف حیلوں سے مدارس کو ہراساں اور تنگ کرنے کی روش ، مدارس پر اقتصادی اور حکومتی بند شیں...یہ سب اہل نظر سے چھپی ہوئی باتیں نہیں...جس دن مدارس کے خلاف اہل مغرب کی یورش کامیاب ہو گئی پھر پاکستان کو ''اسپین'' بننے میں دیر نہیں لگے گی !

یہ حالات تقاضا کرتے ہیں کہ تمسک بالسنۃ ، استقامت فی الدین کو اختیار کیا جائے ، اپنے عقائد و نظریات ، تشخص ، انفرادیت اور اپنے اسلاف کے کردار و عمل پر غیر متزلزل یقین و اعتماد رکھتے ہوئے گرد و پیش پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔کسی بھی خیرہ کن نظریے کو محض اس وجہ سے قبول نہ کیا جائے کہ وہ چاندی کے ورق میں لپٹا ہوا ہے۔حمیتِ دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مغربی این جی اوز کے ساتھ عدم تعاون کا رویہ اپنایا جائے۔اس ارشاد ربانی کو یاد رکھیے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الَّذِينَ اتَّخَذُواْ دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ

أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ علمائے امت اور داعیانِ دین اپنے اسلاف کی روش پر چلتے ہوئے مغربی نظریات اور مغربی تہذیب کی تفہیم حاصل کر کے اس کے بُطلان اور بے سند ہونے کو طلبہ کرام اور عوام کے سامنے خوب واضح کریں۔نیز گزشتہ سطور میں ہم نے جو مندرجات پیش کیے ہیں انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے جمعہ کے خطابات میں عامۃ الناس کو آئندہ خطرات سے آگاہ فرمائیں۔وما علینا الا البلاغ المبین۔

نام نہاد اسلامی اسکالرز سے ہوشیار رہیں!

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری نور اللہ مرقدہ

یوں تو قرب قیامت میں بہت سے فتنے اٹھیں گے، مگر ان میں سب سے بڑا فتنہ دجال کا فتنہ ہوگا، جو انسانیت کو اپنی شعبدہ بازیوں سے گمراہ کرے گا۔

دجال اکبر تو ایک ہوگا، جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر مقام "لُدّ" میں قتل کریں گے، مگر ایسا لگتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی چھوٹے چھوٹے دجال پیدا ہوں گے، جو امت کو گمراہ کرنے میں دجال اکبر کی نمائندگی کی خدمت انجام دیں گے۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ وہ ایسے ایمان کُش راہزنوں اور دجالوں سے ہوشیار رہے، کیونکہ قرب قیامت میں شیاطین انسانوں کی شکل میں آکر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے اور وہ اس کامیابی سے اپنی تحریک کو اٹھائیں گے کہ کسی کو ان کے شیطان، دجال یا جھوٹے ہونے کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔

چنانچہ علامہ علاء الدین علی متقیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف کنزالعمال میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان انسان نما شیاطین کے دجل و اضلال، فتنہ پرور سازشوں اور دجالی طریقہ کار کا تذکرہ کرتے ہوئے نقل فرمایا ہے کہ:

> انظروا من تجالسون وعمن تاخذون دینکم، فان الشیاطین یتصوّرون فی آخر الزمان فی صور الرجال، فیقولون: حدثنا، واخبرنا۔ واذا جلستم الی رجل فاسئلوه عن اسمه و اسم ابیه وعشیرته، فتفقدّونه اذا غاب۔
> (تاریخ مستدرک حاکم، مسند فردوس دیلمی، کنزالعمال، ص: ۲۱۲، ج: ۱)
>
> "تم لوگ یہ دیکھ لیا کرو کہ کن لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہو؟ اور کن لوگوں سے دین حاصل کر رہے ہو؟ کیونکہ آخری زمانہ میں شیاطین انسانوں کی شکل اختیار کرکے انسانوں کو گمراہ کرنے آئیں گے اور اپنی جھوٹی باتوں کو سچا باور کرانے کے لیے من گھڑت سندیں بیان کرکے محدثین کی طرز پر کہیں گے: حدثنا واخبرنا... مجھے فلاں نے بیان کیا، مجھے فلاں نے خبر دی... وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا جب تم کسی آدمی کے پاس دین سیکھنے کے لیے بیٹھا کرو، تو اس سے اس کا، اس کے باپ کا اور اس کے قبیلہ کا نام پوچھ لیا کرو، اس لیے کہ جب وہ غائب ہو جائے گا تو تم اس کو تلاش کرو گے"۔

قطع نظر اس روایت کی سند کے 'اس کا نفس مضمون صحیح ہے۔ بہر حال اس روایت میں چند اہم باتوں کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے، مثلاً:

- مسلمانوں کو ہر ایرے غیرے اور مجہول انسان کے حلقہ درس میں نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ کسی سے علمی استفادہ کرنے سے قبل اس کی پوری تحقیق کر لینا ضروری ہے کہ یہ آدمی کون ہے؟ کیسا ہے؟ کس خاندان اور قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے، اور اس کا خاندانی پس منظر کیا ہے؟
- اس کے اساتذہ کون سے ہیں؟ کس درس گاہ سے اس نے علم حاصل کیا ہے؟
- اس کا علم خودرَو اور ذاتی مطالعہ کی پیداوار تو نہیں؟ کسی گمراہ، بے دین، ملحد اور مستشرق اساتذہ کا شاگرد تو نہیں؟
- اس شخص کے اعمال و اخلاق کیسے ہیں؟ اس کے ذاتی اور نجی معاملات کیسے ہیں؟ کہیں یہ شعبدہ باز اور دین کے نام پر دنیا کمانے والا تو نہیں؟
- اس کا سلسلہ سند کیا ہے؟ یہ جھوٹا اور مکار تو نہیں؟ یہ جھوٹی اور من گھڑت سندیں تو بیان نہیں کرتا؟ کیونکہ محض سندیں نقل کرنے اور "اخبرنا" و "حدثنا" کہنے سے کوئی آدمی صحیح عالم ربانی نہیں کہلا سکتا، اس لیے کہ بعض اوقات مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے کافر و ملحد بھی اس طرح کی اصطلاحات استعمال کیا کرتے ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر مقرر و مدرس، واعظ یا "وسیع معلومات" رکھنے والے "اسکالر" وڈاکٹر کی بات پر کان نہ دھریں، بلکہ اس کے بارے میں پہلے مکمل تحقیق کر لیا کریں کہ یہ صاحب کون ہیں؟ اور ان کے علم و تحقیق کا حدود اربعہ کیا ہے؟ کہیں یہ منکر حدیث، منکر دین، منکر صحابہ، منکر معجزات، مدعی نبوت یا ان کا چیلہ چانٹا تو نہیں؟

چنانچہ ہمارے دور میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ ریڈیو، ٹی وی یا عام اجتماعات میں ایسے لوگوں کو پذیرائی حاصل ہو جاتی ہے، جو اپنی چرب زبانی اور "وسعت معلومات" اور تُک بندی کی بنا پر مجمع کو مسحور کر لیتے ہیں، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ ان کے قائل، معتقد اور عقیدت مند ہو جاتے ہیں، ان کے بیانات، دروس اور لیکچرز کا اہتمام کرتے ہیں، ان کی آڈیو، ویڈیو کیسٹیں، سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز بنا بنا کر دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ لیکن جب ان بے دینوں کا حلقہ بڑھ جاتا ہے اور ان کی شہرت آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہے تو وہ کھل کر اپنے کفر و ضلال اور باطل و گمراہ کن عقائد و نظریات کا پرچار شروع کر دیتے ہیں۔ تب عقدہ کھلتا ہے کہ یہ تو بے دین، ملحد، بلکہ زندیق اور دہریہ تھا اور ہم نے اس کے باطل و گمراہ کن عقائد و نظریات کی اشاعت و ترویج میں اس کا ساتھ دیا اور جتنا لوگ اس کے دام تزویر میں پھنس کر گمراہ ہوئے یا آئندہ ہوں گے، افسوس! کہ ان کے گمراہ کرنے میں ہمارا مال و دولت اور محنت و مساعی استعمال ہوئی ہیں۔

اس روایت میں یہی بتلایا گیا ہے کہ بعد کے پچھتاوے سے بہتر ہے کہ پہلے اس کی مکمل تحقیق کر لی جائے کہ ہم جس شخص سے علم اور دین سیکھ رہے ہیں، یہ انسان ہے یا شیطان؟ مسلمان ہے یا ملحد؟ مؤمن ہے یا مرتد؟ تاکہ خود بھی اور دوسرے بھی ایسے شیاطین و ملحدین کی گمراہی اور گمراہ کن دعوت سے بچ سکیں۔ (بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

اپنے منہج سے منحرف کون ہوا؟!

ادارہ نوائے افغان جہاد، شیخ احمد الحمدان حفظہ اللہ کی کتاب "Methodological difference between ISIS and AlQaida" کا اردو ترجمہ سلسلہ وار پیش کر رہا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے داعش کی غلاۃ کی جانب سے عالمی تحریک جہاد اور اُس کے قائدین کے بارے میں کیے گئے منفی اور بے سروپا پروپیگنڈے اور کذب بیانی کا رد کیا ہے۔ برادرم منصور کوہستانی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس خدمت پر اُن سے راضی ہوں، آمین۔ بعض بوجوہ کی بنا پر اس سلسلے کی پانچویں قسط چھ ماہ کے وقفے اور تعطیل کے بعد شائع ہو رہی ہے۔ ماہ جولائی ۲۰۱۶ء میں چوتھی قسط شائع ہوئی تھی۔ قارئین سے گزارش ہے کہ موضوع کو ذہن میں مستحضر کرنے اور تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے چوتھی قسط کا از سرِ نو مطالعہ فرمائیں (ادارہ)

نکتہ ششم: مباہلہ

ان نکات میں سے جن کے جھوٹ ہونے کا دعویٰ عدنانی کرتا ہے، ایک نقطہ جس پر مباہلہ[1] کیا گیا:

"ہم نے شیخ الظواہری کے سامنے معاملہ پیش کیا تھا اور دونوں جماعتیں ان کے قاضی اور ثالث ہونے پر رضامند تھیں"۔

ڈاکٹر ایمن الظواہری نے فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ "دونوں جانب سے مجھے مراسلات وصول ہوئے"۔ یعنی کہ دونوں جماعتوں نے معاملہ شیخ الظواہری کے سامنے پیش کیا۔

تب شیخ ابو عبدالعزیز القطری[2] نے ویڈیو پیغام میں کہا' جو کہ انٹرنیٹ کے ذریعے نشر کیا گیا:

"شیخ البغدادی اور شیخ الجولانی دونوں نے کہا: "ہم ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی جانب سے حکم کے منتظر ہیں"۔ اگرچہ حکم یہ آئے کہ "اے شیخ البغدادی! آپ' دولۃ الاسلامیہ فی العراق میں واپس چلے جائیں جہاں آپ پہلے تھے"۔ اس پر ابو بکر البغدادی نے کہا: "میں سنتا اور اطاعت کرتا ہوں اور میں اور میرا لشکر عراق واپس چلے جائیں گے"۔

اس میں ایک اقرار نامہ یہ ہے کہ دونوں فریق شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کا اپنے درمیان بطور قاضی ہونے پر رضامند ہی تھے۔ شیخ ابو عبدالعزیز القطری ایک غیر جانب دار انسان ہیں اور عدنانی نے اپنی تقریر "یہ ہمارا منہج نہیں اور نہ ہی ہو گا" میں انہیں سفارش کی تھی۔

اسی طرح حلب میں داعش کے شرعی سرکاری جنرل' عمر القحطانی نے بھی اس بات کا اعتراف کیا اور اپنے ایک سمعی پیغام میں جو کہ انٹرنیٹ پر خوب نشر ہوا' کہا:

"شیخ ایمن الظواہری کے تحریری فیصلہ آنے پر عدنانی نے کہا کہ: "واللہ جو بھی داعش سے بیعت ہے وہ شیخ ایمن الظواہری کے حکم کا پابند ہے ورنہ داعش سے اس کی بیعت ناقص ہے"۔

یہاں ایک اور گواہی یہ ملتی ہے کہ عمر قحطانی نے قسم کھائی ہے کہ بغدادی نے شیخ الظواہری کو بحیثیت ثالث قبول کیا تھا۔

یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عدنانی نے کھلے عام جھوٹ بولتے ہوئے مباہلہ کی دعوت دی ہے! عدنانی کے تقریری بیان "اے ہمارے لوگو! اللہ کی طرف بلانے والے کو جواب دو" کا دوسرا نکتہ جس میں اس نے کہا:

"خبردار! اگر تم دولۃ الاسلامیہ سے لڑو گے تو کفر کے مرتکب ہو جاؤ گے چاہے تم یہ سمجھتے بوجھتے کرو یا انجانے میں"۔

جب اس نے اُن نکات کو بیان کیا جس پر اس نے مباہلہ شروع کیا اور کہا کہ یہ تمام جھوٹ ہیں، اس میں سے ایک یہ بات کہ "دولۃ کا نظریہ ہے کہ جو بھی اس سے لڑتا ہے وہ اسلام سے لڑے گا اور یہ ارتداد مانا جاتا ہے"۔

چنانچہ عدنانی نے پہلے جس بات کی بھی تکذیب کی تھی، اس کی خود ہی تصدیق کر دی! اس نے اپنے مخالف کے سچ کی تصدیق بھی کر دی! اور جن معاملات میں وہ خود تذبذب کا شکار ہے، اِنہی معاملات پر کس جرأت سے بددعائیں دیے جا رہا ہے! پہلے وہ کہتا تھا کہ "جو ہمارے خلاف لڑیں ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے" اور اب اس کے بالکل متضاد بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "ہم سے جو بھی لڑتا ہے وہ کفر کا مرتکب ہے!!!"[3]

ساتواں نکتہ: کفار کا (القاعدہ کی) مدح سرائی کرنا

عدنانی نے دعویٰ کیا کہ القاعدہ کے گمراہ ہونے کے بہت سے شواہد موجود ہیں۔ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ عدنانی نے اپنے بیان "یہ ہمارا منہج نہیں اور نہ کبھی ہو گا" میں کہا:

"القاعدہ ہی ہ کہ آج ہر ذلیل اس کی ستائش کرے، جس کے ساتھ ظالم جھوٹی محبت کا ڈھونگ رچائے، اور جس کے ساتھ گمراہ اور منحرفین اظہارِ محبت کریں"۔

حالانکہ بغض و عناد کے باوجود یہ معاملہ "القاعدہ اسامہ"[4] اور داعش کے لیے تو برابر ہی ہے۔ (یعنی دشمن تو دونوں کی ہی بعض مواقع پر تعریف کرتا ہے)

---

[1] عوام کے سامنے دو اشخاص کا ایک دوسرے کے لیے بددعا کرنا مباہلہ کہلاتا ہے جس میں دونوں فریقین ایک دوسرے پر جھوٹ بولنے کا الزام دھرتے ہیں۔ مباہلہ عوام کے سامنے جھوٹے شخص پر لعنت اور بددعا کر کے کیا جاتا ہے۔ (مترجم)

[2] القطری جند الاقصیٰ کے بانی اور رہنما ہیں

[3] داعش کے موحدین میڈیا سے جڑے افراد کے نام خط سے حوالہ دیا گیا جو شیخ ابراہیم السکران نے لکھا اور اس کا ترجمہ الموحدین میڈیا نے کیا۔

[4] یہ اصطلاح بھی داعشیوں کا زہریلا پروپیگنڈہ ہے جس کے ذریعے وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے دور کی القاعدہ اپنے منہج، عقیدے اور نظریات کے حوالے سے کھری اور سچی جماعت تھی، جسے وہ اپنے تئیں "القاعدۃ الاسامۃ" کہتے ہیں...جب کہ شیخ رحمہ

عبدالحمید المکّی (فک اللہ اسرہ) نے اس شبہ کی تردید کرتے ہوئے کس قدر خوب صورت انداز میں کہا:

''عمال، افراد، اور جماعتوں کے بارے میں رائے قائم کرنے کا، منہج کو جانچنے اور حق و باطل کا فیصلہ کرنے کا یہ کوئی معقول اسلوب نہیں ہے کہ ہم محض یہ دیکھیں کہ کس نے ہماری ستائش کی اور کس نے مذمت! بلکہ افراد کی جانچ کا شرعی طریقہ یہی ہے کہ ان کے کلام و افعال کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے، پھر کوئی مسئلہ نہیں کہ کون تعریف کرتا ہے اور کون مذمت''

لہٰذا 'مخالفین کی ستائش' کے پیچھے ان عوامل میں سے کسی ایک کا کارفرما ہونا لازمی ہے

اولاً: یہ ان کی بنائی ہوئی سازش کا حصہ ہو اور یہ ایک طرح کی چال کہ جو مجاہدین کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لیے دشمن استعمال کر رہا ہو، کیونکہ وہ جان چکے ہیں کہ مجاہدین کی صفوں کو بکھیرنے سے بہت جلدی مطلوبہ نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

ثانیاً: ایسا بھی ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ القاعدہ کی تبلیغ سے متاثر ہوئے ہوں۔ ایمان پر تو کسی کی اجارہ داری نہیں ہے اور ایسا (کفار میں ایمان کی آبیاری) اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔ القاعدہ نے بھی اعلامی و ابلاغی محاذ پر زیادہ توجہ مبذول کی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے، اسلام کی حقانیت کو اُن کے دلوں میں راسخ کرنے اور سیاست شرعیہ کے تحت اُن سے حسنِ سلوک کرنے سے یہ ماحول پیدا ہوتا ہے۔

جہاں تک ''القاعدہ اُسامہ'' کا تعلق ہے، جس کے متعلق ابو جریر الشمالی نے داعش کے رسمی ترجمان مجلے ''دابق'' میں ایک مضمون لکھا ہے 'اس مضمون میں ابو جریر نے چھ مسائل کا تذکرہ بعنوان "وزیرستان کی القاعدہ" کیا ہے، اس نے صفحہ ۴۳ میں لکھا ہے :

''اور آخر کار ہم سب ۲۰۱۰ء کے اواخر میں رہا ہوئے لیکن روافض نے کچھ بھائیوں کو دوبارہ گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ان میں سے دو بھائی جن کا میں نے ذکر کیا ہے، القاعدہ سے بیعت نہیں تھے - خالد العروری اور صہیب الاردنی۔ اور مجھے یقین ہے کہ انہیں رہا نہ کرنے کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے القاعدہ سے بیعت نہیں کی تھی''۔

یعنی ایرانی حکومت نے ان افراد کی رہائی کے لیے ''القاعدہ اُسامہ'' سے بیعت ہونا لازمی قرار دیا تھا! اگر واقعتاً یہی معاملہ تھا تو ''القاعدہ اُسامہ'' اور ''القاعدہ ایمن الظواہری'' میں کیا فرق ہے؟ جس متعلق عدنانی نے خود کہا:

''القاعدہ تو وہ نہیں کہ ذلیل لوگ اس کی ستائش کریں اور ظالمین محبت کا دھوکہ دیں''۔

اس قیاس کی بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ ''القاعدہ اُسامہ'' تو ''القاعدہ ایمن'' سے بہت زیادہ گمراہ تھی! کیونکہ ''القاعدہ اُسامہ'' کا معاملہ یہ تھا کہ ایرانی حکومت اُس سے بیعت نہ ہونے والوں کو رہا تک نہیں کرتی تھی، جب کہ ''القاعدہ ایمن'' کی تو محض تعریف ہی کی جاتی ہے! اگر بات دشمنوں کی جانب سے کی گئی تعریف کے بل بوتے پر حق و باطل کو جانچنے کی ہے تو ذرا داعش کا اپنا معاملہ بھی ملاحظہ ہو کہ بعث پارٹی کا جنرل سیکرٹری عزت الدوری کس طرح داعش کے لیے رطب اللسان ہے اور کس طرح اُسے خراج تحسین پیش کرتا ہے! عزت الدوری نے ۱۲ جولائی ۲۰۱۴ء کو ایک تقریر میں کہا:

''خدا اس انقلاب کی جماعتوں اور لشکروں کی حفاظت کرے اور ان میں صفِ اوّل دولۃ الاسلامیہ کے ابطال اور جنگ جو ہیں، ان کے لیے میری طرف سے پُر خلوص، بافخر، قدر و منزلت والی اور محبت بھری مبارک باد ہے اور ان کے رہ نماؤں کو تکریم سے بھرپور مبارک ہو''۔

اس قیاس اور پیمانے کی بنیاد پر ہم پوچھتے ہیں: داعش گمراہ ہو چکی ہے؟! بعثی حضرات کیسے اس کی تعریف کر رہے ہیں؟!

اسی طرح لیبیا کی سابقہ حکومت میں 'لیبیا مصر تعلقات کے معاون' احمد قذاف آدم نے ۱۷ جنوری ۲۰۱۵ کو ''ڈریم چینل'' کو دیے گئے ایک انٹرویو میں کہا:

''میں داعش اور اس کے پاک دامن نوجوانوں کا بھرپور حامی ہوں!''۔

نور المُرادی جو کہ کیمونسٹ پارٹی کا ایک سابقہ رکن ہے اور ''الحوار المتحمدین''[5] کا معروف لکھاری ہے، جو اپنی تحریروں میں جابر صدام حسین کی عظمت بیان کرتا رہتا ہے۔ اُس نے ۲۶ مئی ۲۰۱۵ء کو عراقی ٹی وی پروگرام ''مخالف سمت'' میں حسن الدغیم کے سامنے داعش کا دفاع کیا تھا۔

۱۸ مئی ۲۰۱۴ کو شامی آرمی کے ایک کرنل 'محمد براکات نے اپنے رسمی فیس بک پیج پر لکھا:

''جو شامی عرب آرمی کی قیادت پر تنقید کرتا ہے، وہ نہیں جان سکتا کہ حال ہی میں داعش نے حلب میں دو ہزار سے بھی زیادہ دہشت گرد ہلاک کیے ہیں۔ اور جو شامی آرمی پر تنقید کرتا ہے وہ یہ نہیں جان سکتا کہ آج داعش دیر الزور میں القاعدہ کے سیکڑوں زر خرید مار رہی ہے جو وہاں ہمارے بہادر

اللہ کی شہادت کے بعد چونکہ جماعت کی قیادت امیر محترم شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے سنبھالی، لہٰذا اب یہ ''القاعدہ ایمن الظواہری'' ہو گئی، جو داعشیوں کے نزدیک عقیدے، فکر، منہج، طریقہ کار اور نظریات کے حوالے سے گمراہی کا شکار ہو چکی ہے... ان غلاۃ کی دروغ گوئی اور کذب بیانی پر سوائے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے کیا کیا جا سکتا ہے؟!

[5] ''الحوار المتحمدین'' ویب سائٹ ایسی جدید جمہوری لادین سول سوسائٹی کے قیام کا مطالبہ کرتی ہے جو آزادی اور برابری کی سطح پر سماجی انصاف کو یقینی بنائے۔ یہی مقصد ویب سائٹ کے صفحۂ اول پر جلی طور پر تحریر ہے اور اسی عنوان سے متعلق مضامین اس ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

سپاہیوں کے خلاف طاقتور حملے کر رہی ہے۔ چنانچہ میں جو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ شامی عرب آرمی کی قیادت کا عارضی طور پر داعش کو نظر انداز کرنے میں بڑی حکمت ہے، بلکہ اگر ضروری سمجھا گیا تو ان کی تعداد بڑھانے پر بھی توجہ دی جائے گی، بہر حال یہ (حکمت عملی) ہمیں طویل عرصے تک عظیم فائدہ دے گی!''

چنانچہ گمراہی کا تعین کرنے کے داعشی معیار کی بنیاد پر، ''القاعدہ اُسامہ'' اور ''القاعدہ ایمن'' کے ساتھ ساتھ داعش خود بھی گمراہ ہے! اس قاعدے کی رُو سے تو سب ہی گمراہ ہوئے! تو پھر تم دوسرے پر ایسی گمراہی کے الزامات کیسے لگا سکتے ہو، جس میں تم خود ہی مبتلا ہو؟

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: نام نہاد اسلامی اسکالرز سے ہوشیار رہیں!

اس کے علاوہ مسلمانوں کو اس بات کا بھی بطورِ خاص اہتمام کرنا چاہیے کہ مستند علما اور اکابر اہلِ حق کے علاوہ کسی عام آدمی کو درس وتدریس کی مسند پر نہ بیٹھنے دیں اور نہ ہی اس کے حلقہ درس میں بیٹھیں، کیونکہ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ:

انما حق العوام ان یومنوا ویسلموا ویشتغلوا بعبادتھم ومعایشھم ویترکوا العلم للعلمائ، فالعامی لویزنی ویسرق کان خیراً لہ من ان یتکلم فی العلم، فانہ من تکلم فی اللہ وفی دینہ من غیر اتقان العلم وقع فی الکفر من حیث لایدری کمن یرکب لجۃ البحر وھو لایعرف السباحۃ۔

''یعنی عوام کا فرض ہے کہ ایمان اور اسلام لا کر اپنی عبادتوں اور روزگار میں مشغول رہیں، علم کی باتوں میں مداخلت نہ کریں۔ اس کو علما کے حوالے کردیں۔ عامی شخص کا علمی سلسلہ میں حجت کرنا، زنا اور چوری سے بھی زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے، کیونکہ جو شخص دینی علوم میں بصیرت اور پختگی نہیں رکھتا وہ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے مسائل میں بحث کرتا ہے تو بہت ممکن ہے کہ وہ ایسی رائے قائم کرے جو کفر ہو اور اس کو اس کا احساس بھی نہ ہو کہ جو اس نے سمجھا ہے وہ کفر ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو تیرنا نہ جانتا ہو اور سمندر میں کود پڑے۔'' (احیاء العلوم، ص: ۶۳، ج: ۳)

لہٰذا غیر مستند حضرات دین ومذہب میں دخل نہ دیں اور نہ ہی درس قرآن کی مسندوں پر بیٹھنے کی کوشش کریں، آج کل یہ فتنہ قریب قریب عام ہو رہا ہے کہ ہر جاہل وعامی محض اردو کتب اور تراجم کی مدد سے درس قرآن دینے لگا ہے، جب کہ یہ بہت ہی خطرناک ہے۔ اس سے دینی، مذہبی اور علمی اعتبار سے نوجوان نسل بہت ہی اضطراب کا شکار ہو رہی ہے، کیونکہ وہ دین ومذہب کے بارہ میں علما سے کچھ سنتے ہیں تو جدید اسکالروں سے کچھ اور، لہٰذا وہ اس کشمکش میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا؟

اس لیے ضروری ہے کہ اربابِ علم وعمل جگہ جگہ ایسے مستند مدرسین، واعظین اور مقررین کا انتظام کریں جو ہر اعتبار سے لائق اعتماد ہوں، تاکہ نئی نسل کی ذہن سازی ہو، اور وہ ان جہالت کے علَم برداروں کی گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے نام امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان کا کھلا خط!

ایسے میں اگر امریکی فوجیں ہمارے ملک میں کی جانے والی جارحیت کو مزید طول دیں اور ہمیں اپنے گھر میں عزت اور خود مختار زندگی گزارنے کا حق نہ دیں تو یقینی امر ہے کہ اس جنگ کو جاری رکھنا ہمارے لیے ضروری اور بالکل جائز قرار پائے گا۔ لیکن یہ بے مقصد جنگ جاری رکھنا تمہاری مجبوری نہیں ہے، ان حالات میں جنگ شروع کرنے والے فریق کی حیثیت سے امریکی حکام کی ذمہ داری ہے کہ مزید اس سانحے کو ختم کردیں۔ ہم اس وجہ سے اسے ''سانحہ'' کہتے ہیں کہ تمہاری افواج اور تمہاری وسائل پر پلنے والی ملیشا کی جانب سے ملک کے طول وعرض میں روزانہ بے گناہ اور معصوم بچے، عورتیں اور نوجوان قتل ہو رہے ہیں۔ مکانات، تجارتی مراکز، صحت کے مراکز اور زرعی املاک تباہ ہو رہے ہیں۔

تمہاری فوج کی بے رحمانہ بمباری میں سانحہ قندوز کی مانند پورے کے پورے گاؤں قبرستان میں بدل جاتے ہیں اور رات کے آپریشن اور بمباریوں کی وجہ سے افغان عوام ہر وقت خوف وہراس کی فضا میں زندگی گزار رہے ہیں۔

یہ جنگ تمہارے لیے جس طرح فوجی اور سیاسی میدان میں کوئی کامیابی نہیں رکھتی، انسانی اور اخلاقی لحاظ سے بھی ایک بدنما داغ اور باعث شرم ہے، جس میں روزانہ تمہاری فوجیں یا تمہارے زیر اثر بندوق بردار مسلح جتھے جنگی جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اے امریکی صدر! ممکن اس خط کی چند سطور تمہارے لیے کڑوی ہوں، مگر یہ حقائق ہیں اور حیرت انگیز حقائق ہیں! لہٰذا تم ان کڑوے حقائق کو ان تلخ دواؤں کے طور پر قبول کرو، جنہیں بیمار اور مریض اپنی حالت کے بگڑنے کے خوف سے قبول کرتے ہیں۔

ذبیح اللہ مجاہد

ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان

۲۷/ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۵/دسمبر ۲۰۱۷ء

☆☆☆☆☆

خروج دجال اورظہورِ امام مہدی

مفتی محمد ادریس ہاشمی دامت برکاتہم العالیہ

مہدی کے خلاف قبیلہ قریش کا جو شخص لشکر بھیجے گا اس کا نام کیا ہو گا؟

یہ بات تو صحیح احادیث سے ثابت ہو چکی ہے کہ مہدی کے خلاف ایک شخص لشکر بھیجے گا جس کا ننھیال بنو کلب ہو گا اور وہ لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔اب آتے ہیں اس بات کی طرف کہ مہدی کے خلاف لشکر بھیجنے والے کا نام کیا ہو گا؟ کیونکہ بعض احادیث میں اس شخص کے نام کے ساتھ بھی کچھ اس کی صفات کو بیان کیا گیا ہے جو کہ بہت اہم ہے۔اس شخص کا لقب ''سفیانی'' آیا ہے اور بعض روایات میں ''سفیانی دوم'' کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔

حدثنا أبو محمد أحمد بن عبد الله المزني ، ثنا زكريا بن يحيى الساجي ، ثنا محمد بن إسماعيل بن أبي سمينة ، ثنا الوليد بن مسلم ، ثنا الأوزاعي ، عن يحيى بن أبي كثير ، عن أبي سلمة ، عن أبي هريرة رضي الله عنه ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «يخرج رجل يقال له : السفياني في عمق دمشق ، وعامة من يتبعه من كلب ....حتى إذا صار ببيداء من الأرض خسف بهم ، فلا ينجو منهم إلا المخبر عنهم » هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه (مستدرک حاکم)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نکلے گا جس کا نام ہو گا سفیانی جو کہ دمشق کی ایک بستی پر حملہ آور ہو گا اور بنو کلب والے اس کی پیروی کریں گے (پھر آگے فرمایا) یہاں تک کہ وہ لشکر ایک میدان میں دھنس جائے گا اور ان میں سے کوئی باقی نہیں بچے گا سوائے ایک کے جو ان کی خبر دے گا''۔

أخبرني محمد بن المؤمل بن الحسن ، ثنا الفضل بن محمد بن المسيب ، ثنا نعيم بن حماد ، ثنا يحيى بن سعيد ، ثنا الوليد بن عياش ، أخو أبي بكر بن عياش ، عن إبراهيم ، عن علقمة ، قال : قال ابن مسعود رضي الله عنه : قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أحذركم سبع فتن تكون بعدي :-----وفتنة من بطن الشام وهي السفياني »
(مستدرک حاکم، ج۱۹ص۳۴۰، رقم: ۸۵۸۰)

''اور فتنہ شام کی پیٹ سے نکلے گا اور وہ فتنہ سفیانی ہو گا''۔

اس کے علاوہ الفتن نعیم بن حماد میں مہدی کے مقابلے میں آنے والے شخص سفیانی کے باب میں کی بہت ساری صحیح روایات ایسی ہیں جس میں اس کے متعلق کافی تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ان ساری احادیث کا یہاں ترجمہ پیش کرنا ممکن نہیں۔ہم صرف چند صحیح احادیث نقل کریں گے جس میں اس کا باقاعدہ نام ''سفیانی'' مذکور ہے:

حدثنا عبد القدوس عن أرطاة عن ضمرة قال السفياني رجل أبيض جعد الشعر (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۲۳، رقم: ۸۲۰، اسنادہ جید)

''سفیانی سفید رنگت کا آدمی ہو گا جس کے بال گھنگریالے ہوں گے''۔

حدثنا الحكم بن نافع عن جراح عن أرطاة قال في زمان السفياني الثاني (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۲۶، رقم: ۸۳۸، اسنادہ جید)

''سفیانی دوم کے زمانے میں''

حدثنا الحكم بن نافع عن جراح عن أرطاة قال رفع بالشام ثلاث رايات الأبقع والأصهب والسفياني (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۲۷، رقم: ۸۳۹، اسنادہ حسن)

''سرزمین شام میں تین جھنڈے بلند ہوں گے، ابقع کا جھنڈا، اصہب کا اور سفیانی کا''۔

حدثنا عبد الله بن مروان عن سعيد بن يزيد عن الزهري قال يبايع السفياني أهل الشام فيقاتل أهل المشرق (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۳۳، رقم: ۸۶۶، اسنادہ قوی)

''اہل شام سفیانی کی بیعت کر لیں گے اور وہ اہل مشرق سے جنگ کرے گا''۔

نزل جيش السفياني البيداء فيخسف بهم ثم يخرج المهدي (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۴۴، رقم: ۹۰۰، اسنادہ صحیح)

''سفیانی کا لشکر جب میدان میں اترے گا تو دھنس جائے گا پھر حضرت مہدی خروج فرمائیں گے''۔

حدثنا محمد بن عبد الله التيهرتي عن معاوية بن صالح عن شريح بن عبيد وراشد بن سعد وضمرة بن حبيب ومشايخهم قالوا يبعث السفياني خيله وجنوده فيبلغ عامة الشرق من أرض خراسان وأرض فارس (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۵۱، رقم: ۹۲۴، اسنادہ جید)

''سفیانی اپنے لشکر بھیجے گا جو کہ مشرق میں خراسان تک پہنچ جائیں گے یعنی فارس تک''۔

حدثنا محمد بن عبد الله التيهرتي عن عبد السلام بن مسلمة سمع أبا قبيل يقول يبعث السفياني جيشا إلى المدينة فيأمر بقتل كل من كان فيها من بني هاشم-حتى يظهر أمر المهدي بمكة (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۵۵، رقم: ۹۳۹، اسنادہ جید)

''سفیانی مدینہ کی طرف ایک لشکر بھیجے گا اور ہر اس شخص کو قتل کرنے کا حکم دے دے گا جس کا تعلق بنی ہاشم سے ہو گا۔ یہاں تک کہ مہدی ظاہر ہو جائیں گے مکہ میں''۔

حدثنا محمد بن عبد الله عن عبد السلام بن مسلمة عن أبي قبيل قال السفياني شر من ملك يقتل العلماء وأهل الفضل ويفنيهم ويستعين بهم فمن أبى عليه قتله۔ (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۲۵، رقم: ۸۳۳، اسنادہ قوی)

''ابو قبیل فرماتے ہیں کہ سفیانی بہت برا بادشاہ ہو گا جو کہ علما اور عزت دار لوگوں کو قتل کرے گا اور ان کے خلاف دوسروں سے مدد لے گا، جس نے اس کی بات نہیں مانی اسے قتل کر دے گا''۔

حدثنا الحكم بن نافع عن جراح عن أرطاة قال۔ فيأخذ السفياني فيقتله على باب جيرون (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۷۷، رقم: ۱۰۲۹، اسنادہ : قوی)

''(حضرت مہدی) سفیانی کو پکڑ لیں گے اور اس کو جیرون وادی کے دروازے پر قتل کر دیں گے''۔

یہ تو تھی وہ صحیح روایات جو کہ سفیانی کے حوالے سے وارد ہوئیں۔ اب کچھ مزید روایات ہیں جس میں اس کے مزید اوصاف کا ذکر ہے مگر وہ ضعیف ہیں:

سفیانی کا نام اصل نام عبداللہ ہو گا:

حدثنا عبد الله بن مروان عن أرطاة بن المنذر عمن حدثه عن كعب قال اسم السفياني عبد الله (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۲۴، رقم: ۸۲۶، اسنادہ ضعیف)

''حضرت کعب فرماتے ہیں کہ سفیانی کا نام عبداللہ ہو گا''۔

سفیانی کا تعلق بنو امیہ سے ہو گا:

حدثنا أبو المغيرة عن ابن عياش قال حدثني بعض أهل العلم عن محمد بن جعفر قال قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه يخرج رجل من ولد خالد بن يزيد بن معاوية بن أبي سفيان (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۲۵، رقم: ۸۳۳، اسنادہ ضعیف)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خالد ابن یزید ابن معاویہ بن ابی سفیان کی اولاد میں سے ایک شخص ظاہر ہو گا''۔

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سفیانی (جو کہ آخر زمانے میں شام کے علاقے پر قابض ہو گا) نسلی طور پر خالد ابن یزید ابن معاویہ ابن ابی سفیان اموی کی پشت سے تعلق رکھتا ہو گا۔ وہ بڑے سر اور چیچک زدہ چہرے والا ہو گا۔ اس کی آنکھ میں سفید دھبہ ہو گا، دمشق میں اس کا ظہور ہو گا۔ اس کے ساتھ قبیلہ کلب کے لوگوں کی اکثریت ہو گی، لوگوں کا خون بہانا اس کی خاص عادت ہو گی۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی ہلاک کر دیا کرے گا، وہ جب مہدی کی خبر سنے گا تو ان سے جنگ کرنے کے لیے لشکر بھیجے گا''۔ (بحوالہ مظاہر حق جدید، ج۵، ص۴۳، مظاہر حق نے اس روایت کو صحیح کہا ہے)

شام میں سفیانی کا خروج کب ہو گا؟

حدثنا أبو عمرو البصري عن ابن لهيعة عن عبد الوهاب بن حسين عن محمد بن ثابت البناني عن أبيه عن الحارث الهمداني عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ۔ فذكر اختلافا طويلا إلى خروج السفياني (الفتن نعیم بن حماد، ص۱۸۵، رقم: ۵۹۳، اسنادہ ضعیف)

''پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ۔۔۔۔ طویل اختلاف کا ذکر کیا یہاں تک کہ سفیانی ظاہر ہو جائے گا''۔

إذا خرجت السودان طلبت العرب ينكشفون حتى يلحقوا ببطن الأرض ۔ أو قال : ببطن الأردن۔ فبينما هم كذلك إذ خرج السفياني في ستين وثلاثمائة راكب حتى يأتي دمشق (السنن الواردة في الفتن، جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ حدیث نمبر: ۵۹۸)

''جب سوڈان والے نکلیں گے اور عرب سے باہر آنے کا مطالبہ کریں گے یہاں تک کہ وہ (عرب) بیت المقدس یا اردن پہنچ جائیں گے۔ اسی دوران اچانک تین سو ساٹھ سواروں کے ساتھ سفیانی نکل آئے گا یہاں تک کہ وہ دمشق آئے گا''۔

وہ عورت کی حمل کی مقدار برابر حکومت کرے گا:

حدثنا سعيد أبو عثمان عن جابر عن أبي جعفر قال يملك السفياني حمل امرأة (الفتن نعیم بن حماد، ص۲۲۴، رقم: ۸۲۶، اسنادہ ضعیف)

''سفیانی عورت کے حمل کے مقدار کے برابر حکومت کرے گا''۔

سفیانی ابتدا میں بہت نیک آدمی ہو گا پھر غلط راستے کی طرف چل پڑے گا:

فأول ظهوره يكون بالزهد والعدل ويخطب له على منابر الشام فإذا تمكن وقويت شوكته زال الإيمان من قلبه وأظهر الظلم والفسق (فیض القدیر، ج۴ ص۱۶۸)

''(سفیانی) ابتدا میں بہت متقی و پرہیز گار اور انصاف کرنے والا بن کر آئے گا حتی کہ شام کے اندر مساجد میں اس کا خطبہ پڑھایا جائے گا۔ پھر جب

وہ مضبوط ہو جائے گا تو اس کے دل سے ایمان نکل جائے گا اور ظلم اور بداعمالیوں پر اتر آئے گا"۔

سفیانی اور اس کا لشکر ارتداد کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے:

قال حذیفة : یا رسول الله وکیف یحل قتالهم وهم موحدون ﷺ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : یا حذیفة هم یومئذ علی ردة(السنن الواردة فی الفتن، جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ حدیث نمبر: ۵۹۸)

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیسے (سفیانی کے لشکر سے) قتال کریں جبکہ وہ موحد ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حذیفہ! اس روز وہ ارتداد پر ہوں گے"۔

سفیانی مسلمانوں اور خصوصاً بنو ہاشم یعنی اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

حدثنا الولید و رشدین عن ابن لهیعة عن أبی قبیل عن أبی رومان عن علی رضی الله عنه قال إذا ظهر أمر السفیانی لم ینج من ذلك البلاء إلا من صبر علی الحصار (الفتن نعیم بن حماد)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سفیانی نکلے گا تو اس مصیبت سے سوائے محاصرے پر صبر کرنے والوں کے علاوہ کوئی بھی نجات نہیں پاسکے گا"۔

یخرج السفیانی بالشام فیسیر الی الکوفة فیبعث جیشا الی المدینة فیقاتلون ماشاء الله حتی یقتل الحبل فی بطن امه (علل بن ابی حاتم، ج ۲ ص ۴۲۵)

"سفیانی کا خروج شام سے ہوگا پھر وہ کوفہ جائے گا تو مدینہ کی جانب ایک لشکر روانہ کرے گا، چناچہ وہ لوگ وہاں لڑیں گے جب تک کہ اللہ چاہے حتی کہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو بھی قتل کر دیا جائے گا"۔

عن علی قال : یبعث بجیش إلی المدینة فیأخذون من قدروا علیه من آل محمد صلی الله علیه وسلم ، وتقتل من بنی هاشم رجالا ونساء ، فعند ذلك یهرب المهدی والمبیض من المدینة إلی مكة فیبعث فی طلبهما وقد لحقا بحرم الله وأمنه (نعیم).(کنز العمال، ج ۱۴ ص ۵۸۹ حدیث نمبر: ۳۹۶۶۹)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ کی طرف (سفیانی کی طرف سے) ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ اہل بیت کے لوگوں کا قتل عام کرے گا تو مہدی اور مبیض مدینہ سے مکہ بھاگ جائیں گے"۔

وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلَاءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُودٌ فَيَسْأَلُونَ الْخَيْرَ فَلَا يُعْطَوْنَهُ فَيُقَاتِلُونَ فَيُنْصَرُونَ فَيُعْطَوْنَ مَا سَأَلُوا فَلَا يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَدْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي (ابن ماجہ، ج ۱۲ ص ۱۰۰، رقم الحدیث: ۴۰۷۲)

"اور یقیناً میرے اہل بیت کو آزمائشوں، جلاوطنی اور بے بسی کا سامنا ہوگا، یہاں تک کہ مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے جن کے ہاتھ میں کالے جھنڈے ہوں گے، چنانچہ وہ امارت کا سوال کریں گے لیکن (بنو ہاشم) ان کو امارت نہیں دیں گے سو وہ جنگ کریں گے اور ان کی مدد کی جائے گی پھر (بنو ہاشم) ان کو امارت دیں گے لیکن اب وہ اس کو قبول نہ کریں گے اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو امارت دیں گے"۔

سفیانی کے ہاتھوں بنو ہاشم کے ایک بادشاہ کا قتل ہونا:

حدثنا رشدین عن ابن لهیعة عن أبی قبیل قال یملك رجل من بنی هاشم فیقتل بنی أمیة حتی لا یبقی منهم إلا الیسیر لا یقتل غیرهم ثم یخرج رجل من بنی أمیة فیقتل لكل رجل إثنین حتی لا یبقی إلا النساء ثم یخرج المهدی (الفتن نعیم بن حماد، ص ۲۶۳، رقم: ۹۷۶، اسنادہ ضعیف)

"بادشاہ ہوگا ایک آدمی بنو ہاشم میں سے، پس قتل کرے گا اس کو بنو امیہ یہاں تک کہ باقی نہ رہے گا کوئی ان میں سے مگر مسافر، پس قتل کرے گا ان کے علاوہ کو یہاں تک کہ نکلے گا ایک آدمی بنو امیہ میں سے، قتل کرے گا ہر دو آدمیوں کو یہاں تک کہ نہیں باقی رہیں گی پھر مہدی ظاہر ہو جائیں گے"

حدثنا الولید قال أخبرنی ابن لهیعة عن أبی قبیل عن ابن عباس رضی الله عنه قال یخرج رجل من المشرق فینفر منه ملكهم فیقتتل بین الرقة وحران یقتله رجل من قریش ویخرج من البربرية من آل أبی سفیان رجل من المغرب ویقتل ملك الكوفة بحران (الفتن نعیم بن حماد، ص ۲۳۷، رقم: ۸۷۷، اسنادہ ضعیف)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرق سے ایک آدمی نکلے گا تو ان کا بادشاہ اس سے ڈر جائے گا تو یہ آدمی رقہ اور حران کے درمیان مارا جائے گا اور اس کو قریش کا ایک آدمی مارے گا اور بربریہ سے اور ابو سفیان کے خاندان سے مغرب کا ایک آدمی نکلے گا اور کوفے کے بادشاہ کو حران میں قتل کرے گا"۔

الرقہ شہر شام کے میں واقع ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

یہ خود ساختہ ''خلافت'' وہ خلافت نہیں جس کی خاطر شہدا اور مجاہدین کی کئی نسلیں ایک عرصے سے برسرِ پیکار رہی ہیں

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے 'ری سر جنس' کا شمارہ نمبر ۲/ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندۂ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے،پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش 'آدم' کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا مہربان اور قدر دان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

اس انگریزی انٹرویو کا ترجمہ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاء اللہ [ادارہ]۔

ری سر جنس: تو کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ القاعدہ کا ''خلافت'' کے اعلان کو مسترد کرنے کی وجہ محض القاعدہ کی مرکزی قیادت کے احکامات کی خلاف ورزی اور ان لوگوں کا مزاج نہیں ہے جو اس اعلان کے پیچھے ہیں؛ بلکہ اس کو مسترد کرنے کی دیگر وجوہات بھی ہیں؟

آدم: بالکل! اس انداز میں ''خلافت'' کے قیام اور ''خلیفہ'' کی تقرری کا اعلان کرنا... وقت سے پہلے، جلد بازی میں، شرعی تقاضوں اور شرائط کو پورا کیے بغیر، اور امت کے اہل حل و عقد سے مشورہ کیے بغیر...اس کے پیچھے موجود اشخاص کی شناخت اور مزاج کی بحث سے قطع نظر، بذاتِ خود ایک گمراہی ہے۔

ہم اللہ کی تکوینی سنتوں سے ہٹ کر کوئی راہ اختیار نہیں کر سکتے۔ اگر اسلامی نظام کا قیام اور خلافت کی بحالی اتنا ہی آسان کام ہوتا کہ اس کے لیے ایک گروپ، جماعت یا ریاست کافی ہوتی جو ایک یک طرفہ اعلان کر دیتی تو اس امت کو نوے سال اس حال میں نہ گزارنا پڑتے کہ اس دوران میں کسی سیاسی اکائی کا کوئی وجود ہی نہیں رہا جو امت کو متحد کرتا، اس کی نمائندگی کرتا اور اس کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیتا۔ لیکن بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ اعلان کیا ہے انہوں یہ سوچ کر اپنے آپ کو ہی دھوکہ دیا ہے کہ انہوں نے کوئی ایسی چیز دریافت کر لی ہے جو مجاہدین اور اسلامی کارکنوں کی کئی نسلوں کی نظروں سے اوجھل رہی۔ یعنی تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ ایک ''خلیفہ'' کی نامزدگی کر دی جائے قطع نظر اس سے کہ زمینی صورت حال کیا ہے اور اس ''خلیفہ'' کو کس حد تک اختیار حاصل ہے، یا حاصل ہے بھی یا نہیں ہے۔

اگر حقائق سے آگاہی 'فیصلہ سازی میں کوئی کردار ادا نہیں کرتی اور اندھی جذباتیت اور حد سے بڑھی ہوئی خوش امیدی ہی وہ قوتیں ہیں جو عمل کے میدان میں رہنمائی کرتی ہیں تو صرف ریاستوں اور خلافتوں کے کھوکھلے اعلانوں پر ہی توقف کیوں؟ آپ آج ہی فلسطین کی آزادی کا اعلان کیوں نہیں کر دیتے؟ یا کل مسلم اسپین میں اسلام کے دوبارہ غالب آجانے کا اعلان کیوں نہیں کر دیتے؟

ایک اہم بات جس کے بارے میں ہر مسلمان بھائی اور بہن کو فکر مند ہونا چاہیے کہ اگر یہ ''خلافت'' شکست سے دوچار ہو جاتی ہے یا تباہ ہو جاتی ہے یا ختم ہو جاتی ہے یا اگر وہ یہ دیکھیں کہ ''خلافت'' کے ہاتھوں ایسے کام سرانجام دیے جا رہے ہیں جس کی کوئی مسلمان نہ تو حمایت کر سکتا ہے اور نہ ہی ان سے درگزر کیا جا سکتا ہے، تو یہ قطعی طور پہ خلافت کی بحالی کے ایک مقدس شرعی مقصد کے لیے ایک ناکامی اور ایک بہت بڑا دھچکا ہو گا۔ کیونکہ یہ خود ساختہ ''خلافت'' وہ خلافت نہیں جس کی خاطر شہدا اور مجاہدین کی کئی نسلیں ایک عرصے سے برسرِ پیکار رہی ہیں۔ یہ ''خلافت'' تو ایک محدود سی جماعت کا منصوبہ ہے۔

لیکن اگر یہ مختلف ممالک کی حکومتوں پہ قبضہ کرنے، سرحدات ختم کرنے، ایک وسیع علاقے پہ پھیلی ہوئی کوئی ریاست قائم کرنے اور اس کا نظم و نسق چلانے کے اپنے بیان کردہ منصوبے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو؟ یہ ایک ایسا پل ہے کہ جسے ہم تب ہی عبور کریں گے جب اس تک پہنچیں گے۔

ری سر جنس: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اب جب کہ ''خلافت'' کا اعلان بھی ہو چکا ہے تو ملا محمد عمر مجاہد آخر اس کی بیعت کیوں نہیں کر لیتے؟[6]

آدم: دراصل اس سوال کو ان الفاظ کے ساتھ کرنا چاہیے کہ: امیر المومنین کو خلافت کی بیعت کیوں کرنی چاہیے؟ خصوصاً جب اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ یہی خلافت 'عراق میں القاعدہ کی شاخ ہونے کے ناطے سے تقریباً دس سال تک امیر المومنین کے تحت رہی۔ آپ حقائق کو مسخ کرنے اور اس بات کو جھٹلانے کے لیے دولت اسلامیہ کی طرف سے کی جانے والی ناکام کوششوں پہ ہرگز اعتبار نہ کریں: کہ دولت اسلامیہ 'القاعدہ کا بیعت یافتہ ہونا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے میں کم از کم ۲۰۰۷ء سے واقف ہوں۔

---

[6] یاد رہے جس وقت یہ انٹرویو کیا گیا، تب امارت اسلامیہ افغانستان نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کی خبر نشر نہیں کی تھی۔

ری سر جنس: جب آپ ''خلافت'' پہ اعتراض کرتے ہیں اور ''ایک ایسی محدود جماعت جس نے جہاد کے تصور کو بگاڑ دیا ہے'' کے بارے میں بات کرتے ہیں تو آپ ایسے ہر شخص کے بارے میں بات کر رہے ہوتے ہیں جو اس جماعت سے تعلق رکھتا ہے یا اس کے اندر موجود کچھ افراد یا اس کے کچھ دھڑوں کے بارے میں بات کر رہے ہوتے ہیں، مثلاً اس کی قیادت کے بارے میں؟

آدم: میں ہر اس شخص کے بارے میں بات کر رہا ہوں جو ان لوگوں کی صفات پہ پورا اترتا ہے جن پہ میں نے تنقید کی ہے، چاہے وہ قائدین میں سے ہو یا کوئی کارکن۔ میں اس شخص کے بارے میں بات نہیں کر رہا جس نے مجبوراً اس جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے نہ ہی میری مراد وہ مخلص مجاہدین ہیں جو اس جماعت میں محض اللہ کے دشمنوں سے لڑنے اور جہاد کے فرض کی ادائیگی کے لیے شامل ہوئے ہیں اور جن کا اس جماعت کی اعلیٰ قیادت کے ہاتھوں سرزرد ہونے والے گناہوں اور گمراہیوں سے کوئی تعلق نہیں اور جو اللہ کی نافرمانی والے کاموں میں بھی اپنے بڑوں کی اندھی پیروی کر رہے ہیں۔ اگرچہ میں ان کے اس جماعت میں رہنے کی حمایت نہیں کرتا' اگر وہ جماعت چھوڑنے پہ قادر ہیں' لیکن اس سب کے ساتھ ساتھ واضح کر دوں کہ میں ایسے باضمیر افراد کو اُن (مفسدین) کے ساتھ نہیں ملا سکتا جن کا تذکرہ میں نے کیا۔

اس کے بعد میں یہاں اس مسئلے کے بارے میں کہ ''اس جیسی جماعت میں رہنا چاہیے یا نہیں''، ایک اہم نکتہ بیان کرنا چاہوں گا اور وہ یہ کہ کئی جماعتوں، اداروں اور تنظیموں کی صفوں میں کس نہ کسی حد تک بددیانت، غیر تربیت یافتہ اور حتٰی کہ گمراہ کردہ عناصر بھی موجود ہیں۔ کیونکہ اگر عملی لحاظ سے دیکھا جائے تو جماعت کی صلاحیت کار اور اس کی اکائیت پہ سمجھوتہ کیے بغیر اس طرح کے عناصر کا مکمل خاتمہ ممکن نہیں۔

مگر جب تک مسائل نچلی یا درمیانی سطح تک محدود رہتے ہیں تو ان کے ساتھ احتساب کے ایک مناسب نظام کے ساتھ نمٹا جا سکتا ہے اور جماعت کے بقیہ افراد' اقلیت کی خرابیوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ تاہم، جب مسئلہ اس حد تک سرایت کر جائے کہ یہ جماعت کی اعلیٰ سطح تک پہنچ جائے اور اس کی قیادت ایسے عناصر کے ہاتھوں میں ہو تو لازمی طور پر تمام ہی جماعت متاثر ہو جاتی ہے۔

کیونکہ ہوتا یہی ہے کہ قیادت کے فیصلے تمام جماعت پہ نافذ ہوتے ہیں اور ان سے آسانی سے بچا بھی نہیں جا سکتا۔ لہٰذا جب قیادت بگڑ جائے تو اگرچہ اس جماعت میں اچھے لوگوں کی معتدبہ تعداد ہی کیوں نہ موجود ہو، اصلاح کی واحد امید یہی ہوتی ہے کہ اس جماعت کی قیادت کو خائن عناصر سے پاک کیا جائے؛ اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو ایک ہی راستہ باقی بچتا ہے۔ وہ یہ کہ گناہ کے کاموں میں شرکت کرنے کے بجائے بہتر یہی ہے کہ جماعت کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ تاآنکہ آپ کسی ایسے دھڑے یا گروہ کا حصہ بن جائیں جس کا اس جماعت کے ساتھ تعلق سطحی یا برائے نام ہو (مثلاً بھرتیوں یا مالی مقاصد کے لیے)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ری سر جنس: لیکن ایسی صورت میں اہل سنت و جماعت کے اس اصول پہ کیسے عمل کیا جا سکتا ہے جو ہر مسلمان امیر یا لشکر کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پہ زور دیتا ہے خواہ وہ نیک ہو یا فاسق؟ کیا یہ اصول یہاں لاگو نہیں ہوتا؟

آدم: یہ کچھ مخصوص علاقوں میں رہنے والے کچھ لوگوں پہ تو منطبق ہو سکتا ہے مگر اس بنیاد پر ہر کسی کو کھلی چھوٹ نہیں دی جا سکتی کیونکہ جس اصول کا آپ نے ذکر کیا وہ مطلق یا قطعی نہیں ہے۔ بلکہ جہاں تک میں سمجھا ہوں، اس کے اطلاق کے لیے کئی ایسی شرائط ہیں جن کا پورا کیا جانا اس سے پہلے ضروری ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ محمود غزن کی زیر قیادت منظم ہونے والے الخاند منگولوں کے خلاف لڑنے سے متعلق اپنے ایک مشہور فتوے میں فرماتے ہیں:

> ''چنانچہ، ہر نیک یا فاسق شخص کے ساتھ مل کر جہاد کرنا اہل سنت و جماعت کے اصولوں میں سے ہے، کیونکہ جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ فاسق بندے کے ذریعے بھی اپنے دین کی مدد کرتا ہے اور ایسے بندوں کے ذریعے سے بھی جن کا نیکی میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔
>
> اور کیونکہ جب جہاد صرف فاسق امرا یا ایسے لشکروں کے ساتھ مل کر کرنا ہی ممکن ہو جو فسق و فجور میں ملوث ہوں تو ہمارے پاس دو ہی راستے بچتے ہیں: یا تو جہاد کو ترک کر دی جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ آگے آکر معاملات سنبھالیں جو دین اور دنیا دونوں کے لیے نقصان دہ ہوں، یا یہ کہ انہی فاسق امرا کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے اور اس طرح ان لوگوں کو دور رکھا جائے جو ان سے بھی زیادہ فاسق ہیں اور اگر مکمل اسلام کا قائم کرنا ممکن نہ بھی ہو تو اسلام کے بڑے حصے کو تو قائم کیا جائے''۔

اس صورت حال اور اس سے ملتی جلتی صورتحال میں یہی کرنا واجب ہے۔ درحقیقت، خلفائے راشدین کے بعد زیادہ تر جہاد اسی نہج پہ کیا گیا ہے۔

آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

> ''لہٰذا اگر کوئی اس بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے متعلق کیا احکامات دیے جو کہ امرا' قیامت کے دن تک مسلسل جاری رکھیں گے اور جو بھی اس بارے میں واقفیت رکھتا ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدکاروں کا ان کی بدکاریوں میں ساتھ دینے سے منع کرنے کے متعلق کیا فرمایا ہے، تو وہ جان جائے گا کہ اعتدال پہ مبنی راستہ جو کہ ہر طرح کی افراط و تفریط سے پاک دین اسلام ہے، ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا ہے جو اس

قابل ہیں کہ ان کے خلاف جہاد کیا جائے۔ جیسا کہ مذکورہ لوگ (یعنی منگول)۔ یہ جہاد ہر اس امیر اور لشکر کے ساتھ مل کر کیا جائے گا جو کہ ان کی نسبت اسلام سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر سوائے اس طریقے کے ان کے خلاف جہاد کرنا ممکن نہ ہو۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی نافرمانی کی کسی بھی صورت میں اس لشکر کے ساتھ تعاون میں اجتناب کیا جائے گا جس کے ساتھ مل کر وہ جہاد کر رہا ہے:

بلکہ، اسے اللہ کی اطاعت کے ہر کام میں ان کی فرماں برداری کرنی چاہیے اور اللہ کی معصیت میں ان کی نافرمانی کرنی چاہیے، کیونکہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ اس امت کے صالحین کا کل بھی یہی طریقہ تھا اور آج بھی اور یہ ہر مکلف (وہ مسلمان جو اس ذمہ داری کی عمر تک پہنچ جائے) پہ واجب ہے۔ یہی حروریہ اور ان جیسے دیگر افراد، جو کہ کم علمی کی بنیاد پہ گمراہ (یعنی اعتدال سے ہٹی ہوئی) احتیاط اور پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور مرجئہ اور ان جیسے دیگر، جو کہ ہر چیز میں ان (یعنی امرا) کی مکمل اطاعت کے راستے کو اختیار کرتے ہیں خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہوں، دونوں گمراہ راہوں کا درمیانی راستہ ہے"۔

لہٰذا اس عبارت سے ہم اس نتیجے پہ پہنچتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کے اس اصول (ہر امیر یا لشکر کے ساتھ مل کر جہاد کرنا، خواہ وہ نیک ہوں یا فاسق) کی کئی شرائط ہیں:

- جہاد کرنا اور اس کے مقاصد کا حصول صرف اس فاسق امیر یا لشکر کے ساتھ مل کر لڑنے سے ہی ممکن ہو، یا اسے اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں: اگر جہاد کرنا اور اس کے مقاصد کا حصول کسی دوسرے امیر یا لشکر کے ساتھ مل کر لڑنے سے ممکن ہو جو کہ پہلے کی نسبت زیادہ نیک یا حق کے زیادہ نزدیک ہو، تو اسلام میں اس بددیانت اور ظالم امیر یا لشکر کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔
- جس لشکر کے خلاف وہ لڑ رہا ہے وہ اس فاسق لشکر کی نسبت حق سے زیادہ دور ہو جس کے ساتھ مل کر وہ لڑ رہا ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر وہ لشکر جس کے خلاف وہ لڑ رہا ہے خود اس کے لشکر سے تقویٰ اور حق سے زیادہ قریب ہونے کے اعتبار سے کوئی مختلف لشکر نہ ہو تو عمومی طور پہ اس فاسق لشکر کی صفوں میں شامل ہو کر جہاد کرنے کا کوئی شرعی جواز نہیں اگرچہ وہ اسلام کا علم بلند کیے ہوئے ہو۔
- جو کوئی اس فاسق یا ظالم امیر یا لشکر کے ساتھ مل کر جہاد کرے وہ ہر گز ان کے گناہوں، مظالم اور بدکاریوں کا حصہ نہ بنے اور وہ اپنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی سرانجام دیتا رہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے پاس اتنا علم بھی ہو کہ وہ اس فریضے کی ادائیگی کر سکے اور اس لشکر کے ہاتھوں سرزد ہونے والے گناہوں میں شرکت کرنے، ناحق خون بہانے، ناحق کسی کا مال ہتھیانے اور ناحق کسی کی حرمت پامال کرنے سے بچ سکے۔

لہٰذا اس بنیاد پہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کچھ مخصوص علاقوں میں جہاں یہ جماعت غالب ہے اور اس کا قبضہ ہے، رہنے والے کچھ مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اسلام کے دشمنوں مثلاً رافضی شیعہ یا امریکی یا ان کے مرتد ایجنٹوں کے خطرے سے دفاع کے لیے اس جماعت کے ساتھ شامل ہو کر قتال میں حصہ لیں۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ دوسرے مسلمانوں اور مجاہدین کا خون بہانا یا ان کے مال پہ قبضہ کرنا یا ان کے ساتھ کسی طرح کی کوئی اور زیادتی کرنا ان کے ساتھ شامل ہو کر لڑنے کا لازمی تقاضا نہ ہو۔ خواہ یہ سارے کام مرتدین اور "قومی لشکروں" کے نام پہ کیے جائیں یا ریاست کے قیام یا دفاع کے نام پہ کیے جائیں۔

جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو عراق اور شام کے باہر سے دولت اسلامیہ میں شمولیت اختیار کرنے اور اس کی مضبوطی اور اس کی صفوں میں اضافے کا باعث بن رہے ہیں تو میرے خیال میں ہم ہر طرح کی احتیاط کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ان کا ایسا کرنے کا کوئی شرعی جواز موجود نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایسی کئی دیگر جماعتوں میں شمولیت اختیار کر سکتے ہیں جو کہ اس جماعت کی نسبت حق سے قریب تر ہیں اور ان کے ذریعے سے مقاصدِ جہاد کی تکمیل کے امکانات زیادہ واضح ہیں۔ اسی تناظر میں 'میں عراق اور شام میں موجود مخلص مجاہدین پہ مشتمل تمام گروہوں کو یہ کہنا چاہوں گا کہ انہیں بیرون ممالک میں موجود مجاہد نوجوانوں کے لیے اپنے اندر شمولیت اختیار کرنا جتنا آسان بنانا ممکن ہو' بنانا ہوگا۔

ری سر جنس: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں ہے کہ امریکہ، مغرب اور مرتدین کا حال ہی میں "خلافت" کو اپنی تمام تر مخالفت کا مرکز بنا لینا اور دشمنوں کا اس کے خلاف متحد ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ داعش صحیح راستے پہ ہے۔

آدم: پھر تو لبنان کی حزب اللہ، ایرانی اور شامی حکومتیں اور صدام حسین اور اس کے بعثی (بعث پارٹی سے تعلق رکھنے والے) بھی صحیح راستے پہ ہیں یا تھے۔ کیونکہ یہ تمام بھی کسی نہ کسی دور میں امریکہ اور مغرب کے اتحادوں کی مخالفت کا مرکز بنے رہے ہیں۔

اسی طرح، الجزائر کی مسلح اسلامی جماعت (جیا)' جس کے بارے میں اب ہر کوئی متفق ہے کہ ۹۰ کی دہائی کے وسط میں وہ دین کے راستے سے گمراہ ہو گئی تھی اور ایک خائن اور قاتل تکفیری گروہ بن گئی تھی' بھی صحیح راستے پہ تھی کیونکہ اس کی گمراہی کے بعد بھی مغربی اور عرب سیکیورٹی اداروں نے اسے کالعدم دہشت گرد تنظیموں کی فہرست میں شامل کیے رکھا اور اس کے ارکان اور حامیوں کو ہر جگہ نشانہ بنائے رکھا اور ان کے ٹھکانوں کا خاتمہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا بدنام اور خونی امیر انتار زوبری فروری ۲۰۰۲ء میں الجزائری پولیس کے ہاتھوں تعاقب کے بعد مارا گیا۔ اس حقیقت کے باوجود کہ جب مغرب اور اس

کے عربی گماشتے 'جیا' کا خاتمہ کرنے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف تھے تو دوسری طرف عین اسی وقت 'جیا' مخلص مجاہدین کے خلاف لڑائی میں مشغول تھی۔ انہی مخلص مجاہدین نے بعد میں اسلامی مغرب میں قاعدۃ الجہاد کی بنیاد ڈالی۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کی سربراہی میں بننے والا موجودہ اتحاد 'دولت اسلامیہ کے خلاف صلیبی جنگ سے بڑھ کے عراق اور شام کے مسلمانوں، مجاہدین اور مغربی حمایت یافتہ ظالمانہ حکوتوں کی مخالفت میں ان کی انقلابی تحاریک کے خلاف ایک صلیبی جنگ ہے۔ بفرضِ محال ہم مان بھی لیں کہ اس صلیبی اتحاد کا اصل ہدف داعش ہی ہے تب بھی یہ داعش کے برحق ہونے کا کوئی ثبوت اور دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ امریکہ اور مغرب تو ہر اُس گروہ کو ہدف بنانے میں دیر ہیں لگاتے جو اُن کے مفادات کے خلاف ہو، اب چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، صحیح ہو یا غلط، مجاہدین ہوں یا مافیاز، اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا!

صرف یہی نہیں، وہ کبھی کسی جماعت سے لاحق ہونے والے خطرات کو کچھ خاص مقاصد (جیسا کہ فرضی خطرے کو اپنی اندرونی رائے عامہ ہموار کرنے اور اپنی اس عسکری مداخلت کی توجیہہ کے لیے استعمال کرنا جس کا دفاع کرنا اس کے بغیر ناممکن تھا) کے حصول کے لیے بڑھا چڑھا کر بھی بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا محض اس دشمنی اور عداوت کی شدت کی بنیاد پہ جس کا ان کے خلاف ہمارے دشمن اظہار کرتے ہیں، لوگوں اور جماعتوں کو پرکھنا ایک غلطی ہے۔ درحقیقت جہاں تک مجھے بات کرنے کا حق حاصل ہے تو یہ نئے زمانے کی ایک بدعت ہے جس کی قرآن، سنت اور علما کے اقوال میں کوئی بنیادیں نہیں اور جو لوگ اسے ایک معیار یا پیمانے کے طور پہ استعمال کرتے ہیں تو بالآخر انہیں ایسے ناقابل جواب سوالوں اور لازمی تحفظات کا سامنا کرنا پڑے گا جس کا جواب دینے یا جس کی وضاحت کرنے میں ان کو بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنے اور اہل حق کو پہنچاننے کا واحد قابل قبول معیار شریعت کا علم ہے اور یہ لوگ صرف اس وقت ہی خود ساختہ میعارات اور پیمانوں کا سہارا لیتے ہیں جب اس علم کی کمی ہو یا فقدان ہو۔ اور جب بھی اس نام نہاد ''خلافت'' اور اس کو چلانے والوں کو پرکھنے اور اس کی شرعی حیثیت کی بات کی جاتی ہے تو ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جہاں تک میری معلومات ہیں، اس روئے زمین پہ کوئی ایسا محترم اور جید عالم دین نہیں ہے جس نے ان مواقف اور پالیسیوں کی حمایت کی ہو جس کی بنیاد پہ ہم داعش کو ہدف تنقید بناتے ہیں۔

اور جو گنے چنے لوگ اس خلافت کی قیادت کے دفاع اور اس کا ساتھ دینے کے لیے آگے آئے ہیں' اس کی گمراہی کے سامنے آنے اور اس گمراہی کی تصدیق ہونے کے بعد اور اس کے گناہوں اور غلطیوں کے حجم کے باوجود' وہ یا تو کم میعار علم رکھنے والے کچھ غیر تجربہ کار طلبائے علم ہیں یا وہ غیر معروف ''شیوخ'' ہیں جن کو ہم صرف انٹرنیٹ پہ موجود ان کی تحریروں کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ری سرجنس: کیا دولت اسلامیہ کے ساتھ القاعدہ کے تنازعے اور القاعدہ کی جانب سے دولت اسلامیہ پہ کی جانے والی تنقید سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ القاعدہ امریکہ اور اس کے بین الاقوامی اتحادیوں اور مقامی دُم چھلوں کے جانب سے کیے جانے والے مسلسل حملوں کی تازہ لہر کو دیکھ کہ خوشی محسوس کرے گی؟ یا ہم اس بات کو اس طرح کرتے ہیں: اگر شام میں موجود القاعدہ کی شاخ اور مجاہدین کے دوسرے گروپوں کو دولت اسلامیہ کے ساتھ نشانہ نہ بنایا جاتا تو کیا عراق اور شام میں شروع کی گئی اس نئی صلیبی جنگ کے بارے میں مختلف نقطہ نظر کی حامل ہوتی؟

آدم: قطعی نہیں! بلکہ القاعدہ نے تو ایک ظالم مرتد (اور مغرب کے مفادات کا تحفظ کرنے والے) صدام حسین کے خلاف امریکی اور مغربی جارحیت کی بھی شدید مخالفت کی تھی اور شیخ اسامہ نے اس جارحیت کی حمایت کرنے کو اگرچہ الفاظ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو' علما کے اس اجماع کی روشنی میں اسلام کے منافی قرار دیا تھا' جس کے مطابق مسلمانوں کے خلاف کافروں کا ساتھ دینا اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے۔

اس طرح، ہم نے ۲۰۰۶ء میں لبنان پہ ہونے والی اسرائیلی جارحیت کی بھی مخالفت کی تھی حالانکہ اس کا بنیادی ہدف وہ علاقے تھے جو لبنانی تنظیم حزب اللہ کے قبضے میں تھے اور اس سلسلے میں شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا بیان معروف ہے۔

تو کیا کوئی شخص بھی اپنے درست حواس کی موجودگی میں یہ سوچ سکتا ہے کہ القاعدہ کسی بھی صورت میں آج عراق اور شام کے خلاف امریکی اور مغربی جارحیت کی حمایت کر سکتی ہے، جب کہ مبینہ اہداف وہ لوگ ہیں جنہیں ہم ابھی بھی اسلام کی رو سے اپنے بھائی سمجھتے ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ ہمارے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں یا ہمارے ساتھ کس طرح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

کیا کوئی عقل وشعور رکھنے والا شخص یہ سوچ سکتا ہے کہ القاعدہ کسی بھی صورت میں کافروں کی جانب سے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پہ کی جانی والی بلا تفریق بم باری کی حمایت کر سکتی ہے جن کا بہر حال دولت اسلامیہ سے کچھ لینا دینا نہیں؟

ہم کسی صورت میں بھی ایسی جارحیت کی حمایت نہیں کر سکتے خصوصاً جب یہ واضح ہو کہ دولت اسلامیہ سے لڑنا تو صرف ایک بہانہ ہے' جس کی دشمن مبالغہ آرائی کر کے دشمن اپنے مفادات کا تحفظ کرنا چاہتا ہے اور افغانستان اور عراق سے اپنی ذلت آمیز واپسی کی طرف سے توجہ کو ہٹانا چاہتا ہے۔

اور یہ کہ ان فضائی حملوں اور ان کے ساتھ ساتھ جاری زمینی آپریشنوں کا اصلی اور بنیادی مقصد عراق کے سنی قبائل اور مجاہدین کو دبانے، شام کی مشہور و مقبول انقلابی تحریک کو ہائی

جیک یا اغوا کرنے، دمشق، بغداد اور اربل میں مغربی حمایت یافتہ پتلی حکومتوں کی مدد اور بحالی اور عراق اور شام کو صلیبی مغرب کے نئے مشرق وسطیٰ کے نئے منصوبے کے ایک حصے کے طور پہ، نسلی اور مسلکی بنیادوں پہ ان حصوں میں تقسیم کرنے کے ذریعے جو کہ موجودہ سائیکس پیکو سرحدات کی جگہ لیں گے۔ یہ سب خطے میں صلیبی قبضہ کے مترادف ہے۔

اور بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ جس طرح کل ان اسلام دشمنوں نے شریف حسین اور اس کی عرب قومیت پہ مبنی ''خلافت'' اور عبدالعزیز بن سعود اور اس کے ''خالص اسلامی نظریات اور منہج'' کو اس خطے کی تقسیم کے لیے استعمال کیا تھا، اسی طرح ہو سکتا ہے کہ آج وہ دولت اسلامیہ کی قیادت اور اس کی اعلان کردہ ''خلافت'' کو پہلے سے تقسیم شدہ علاقوں کو مزید تقسیم کرنے کے لیے استعمال کریں۔ چاہے اس ''خلافت'' کے پیچھے موجود افراد اس بات سے واقف ہوں یا نہیں!

ری سر جنس: مگر مغرب تو اس بات کا دعوے دار ہے کہ ''دولت اسلامیہ'' کے خلاف اس کی مداخلت تو اس کے انسانیت کے خلاف جرائم اور اقلیتوں پہ ڈھائے جانے والے مظالم کی وجہ سے انسانی ہمدردی پہ مبنی ہے۔

آدم: اس کا سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ یہ محض مغرب کا دوغلا پن ہے۔ چلیں میں مزید وضاحت کرتا ہوں: میں کسی بھی طرح ان جرائم کا انکار نہیں کرتا جس کی یہ خود ساختہ ''خلافت'' مرتکب ہوئی ہو گی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ شام میں بشار الاسد کے ہاتھوں اور فلسطین میں نیتن یاہو کے ہاتھوں سرزد ہونے والے جرائم کے سامنے ان جرائم کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

اس وقت مغرب کی یہ فرضی انسانیت اور ہمدردی کہاں تھی جب چھ سال کے زیادہ کے عرصے تک غزہ کے باسی ایک ظالمانہ اور بے رحمانہ حصار کی وجہ سے نڈھال ہو رہے تھے؟ اور اس وقت مغرب کی یہ فرضی انسانیت اور ہمدردی کہاں تھی جب پچھلی گرمیوں میں وحشی اسرائیلی فوجیں دو ہزار سے زائد فلسطینیوں کو ذبح کرنے میں مصروف تھیں جن میں ایک چوتھائی سے زیادہ تعداد بچوں کی تھی؟ کیا یہ امریکہ اور اس کے اتحادی ہی نہ تھے جن کی ایما پہ یہودیوں نے اس وحشیانہ پن کا مظاہرہ کیا تھا۔

اس وقت مغرب کی یہ فرضی انسانیت اور ہمدردی کہاں تھی جب پچھلے ساڑھے تین سال کے عرصے میں علویوں اور اس کے اتحادیوں کے ہاتھوں دو لاکھ سے زائد شامی باشندوں کو ذبح کیا گیا اور ان کو بم باری کا نشانہ بنانے اور مختلف کیمیائی گیسوں کے استعمال کے ذریعے موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا۔

یہ تو عراق اور شام میں انسانی حقوق کی پامالی پہ مغرب کا ''مگر مچھ کے آنسو بہانے'' کی بہترین مثال ہے۔ کیا امریکہ اور مغرب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے پچھلے تیس سالوں میں ہونے والے ان تاریخی جرائم کو بھلا دیا ہے جو عراق میں مداخلت، بم باریوں، پابندیوں اور قبضے کے دوران انہوں نے کیے۔ ان تیس سالوں میں مغرب کی ظالمانہ اور غیر منصفانہ پالیسیوں کے براہ راست نتیجے میں کئی لاکھ افراد موت کے گھاٹ اتر گئے، کئی لاکھ معذور اور ہجرت کرنے پہ مجبور ہو گئے اور لاکھوں افراد کو پابند سلاسل کیا گیا۔ اس وقت جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو مغرب کی یہ نام نہاد انسانیت کہاں تھی؟

اس وقت اس کا انصاف پہ مبنی غصہ اور اصولی ردعمل کہاں تھا جب اس کے ایجنٹ صدام حسین نے حلابجہ میں ہزاروں سنی کرد مسلمانوں کو مغرب کی طرف سے فراہم کردہ کیمیائی ہتھیاروں سے نشانہ بنا کہ ان کا اجتماعی قتل عام کیا تھا؟ اس وقت اس کی ہمدردیاں کہاں تھیں جب کئی لاکھ عراقی بچے (جن میں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بچے بھی شامل تھے) مغرب اور امریکہ کی سرپرستی میں لگائی گئی بین الاقوامی پابندیوں کے نتیجے میں بیماریوں، کم خوراکی اور فاقوں کا شکار ہو گئے؟ مغرب کی اپنے کیے (اور ابھی بھی وہ لگاتار وہی سب کچھ کرنے میں مصروف ہے) پہ اس کی پشیمانی کہاں ہے؟

صلیبی مغرب، جس کی قیادت امریکہ، برطانیہ، فرانس اور اقوام متحدہ کر رہے ہیں، صرف ان ہی کو بے وقوف بنا رہے ہیں جو خود ہی بے وقوف بننے پر راضی ہیں۔ آج مسلم امت پہلے سے کئی گنا زیادہ واضح طور پر یہ جانتی ہے کہ صلیبی مغرب بھیڑیئے کے روپ میں ایک شیطان ہے۔

اور اس تناظر میں ہمیں مجاہدین، انقلابیوں اور عراق اور شام کے سنی قبائل کی جانب سے اختیار کیے گئے عقلمندانہ اور اصولی موقف کو سامنے لانا اور اس کو سراہنا ہو گا جنہوں نے دولت اسلامیہ کے بارے میں اپنا معروف موقف اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ امریکہ، اس کے صلیبی اتحادیوں اور اس کے علاقائی معاونین کی پالیسیوں کی تردید کی ہے اور اس جارحیت میں کسی قسم کا حصہ لینے یا اس کے مقاصد کی تکمیل میں کسی قسم کی مدد کرنے کے بارے میں بڑے واضح انداز میں اظہار کیا ہے۔

اور ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ یہ موقف اختیار کرنے پہ وہ انہیں اجر عظیم سے نوازے اور انہیں ثابت قدمی اور استقامت نصیب فرمائے، کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ یہ بوگس عالمی جارحیت صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے جب یہ سنی مسلمانوں کو سنی مسلمانوں ہی کے خلاف لڑنے پہ آمادہ کر لے یا ہمیں اپنے دشمن کے خلاف لڑنے کے بجائے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ یہ وہ چیز ہو گی جو شامی اور عراقی حکومتوں کو ختم ہونے اور شکست سے بچانے اور ایک بار پھر صیہونیوں اور صلیبیوں اور ان کے ایجنٹوں کو دونوں طرف سے خلیج پہ قبضہ کرنے کی اجازت دینے میں کامیاب ہو جائے گی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اپنے دین کی نصرت ودفاع ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے

جماعت انصار الاسلام کے ذمہ داران سے گفتگو

جماعت انصار الاسلام کی بنیاد شمالی عراق میں رکھی گئی جس کو آج کردستان بھی کہتے ہیں۔یہ جماعت تسلسل سے ہونے والی اسلامی جدوجہد اور اُن تحاریک کا حصہ ہے جو ۱۹۲۴ء کو خلافت کے سقوط کے بعد سے وجود میں آئیں۔ان انقلابی کوششوں کے دوران میں ہی انصار الاسلام کی بنیادیں رکھی گئیں۔زرخیز زمین کو تیار کیا گیا یہاں تک کہ اہل سنت علما نے اس میں بیج بویا تو اُمت مسلمہ کے صادق نوجوانوں اور علاقے کے قبائلی رجال نے اپنے خون پسینے سے اس مٹی کو سیراب کیا۔ہر بوڑھے، جوان اور بچے نے مل کر اللہ کی راہ میں جدوجہد کی اور سیکولرز، قوم پرست، نسل پرست اور جارح طاقتوں کا سامنا کیا جس سے اسلامی سرزمین میں توحید اور اسلام کے پودے نے نشو نما پائی۔

سیکولر حکومتوں، جماعتوں اور مغربی گماشتوں کی جانب سے اپنے مفادات کے حصول کی خاطر ہونے والے جارحیت کے جواب میں اسلامی تحریکیں بھی آگے بڑھتی گئیں۔انہی ادوار (یعنی ۷۰ء کی دہائی) میں عراق اور موجودہ کردستان کے اندر اخوان المسلمون اور دیگر مسلح مجاہدین کی جماعتوں اور تحاریک کو ابھرتے دیکھا گیا۔یوں امت جارح طاقتوں کے سامنے متحد ہونے لگی۔اس کے مقابلے میں کفر کے سرداروں اور نام نہاد منتخب امرا نے لوگوں کو قوم پرستی، قبائلی تعصب وغیرہ کی بنیاد پر گمراہیوں بھری زندگیاں گزارنے پر مجبور کرنا چاہا۔یہ وہ عناصر تھے جنھیں نام نہاد علما‘ جو کہ خود بھی فتنۂ ارجاء کا شکار تھے ‘کی طرف سے مکمل تعاون حاصل تھا۔انقلابات کے اس دور میں مختلف سیاسی جماعتیں اور قوم پرست جتھے وجود میں آئے، جن کا مقصد صرف لوگوں کی توجہ بٹانا تھا اور ان لوگوں کے خلاف سخت اقدامات کو تیز کرنا تھا جو ایسے گمراہ جماعتوں کے خلاف تھے۔ان لوگوں میں کئی ایک کرد مسلمان بھی تھے جن کی وفاداریاں اسلام اور امت مسلمہ کے ساتھ تھیں اور انہوں نے لادین اور قوم پرست جماعتوں کو مسترد کر دیا تھا۔انہی مخلصین کی کوششوں سے ۱۹۸۷ء کو کردستان اسلامی تحریک وجود میں آئی، جس کی قیادت شیخ عثمان عبدالعزیز نے سنبھالی۔اس جماعت نے دیگر اسلامی تحریکوں کو بھی متحد کیا جن کے اکثر اراکین ۸۰ء کی دہائی میں افغانستان کے جہاد میں بھی شریک رہے تھے۔

مختلف داخلی اور خارجی وجوہات کی بناء پر کردستان اسلامی تحریک ۲۰۰۱ء کو کئی حصوں میں تقسیم ہوگئی۔اس جماعت سے منسوب سیاسی نظریات رکھنے والے لوگ مسئلے کے سیاسی حل کے لیے سیاسی پارٹیاں بنانے چلے گئے تو دوسری طرف جو لوگ خالص اسلامی نظام کے نفاذ کے حامی تھے انہوں نے اپنی ایک علیحدہ جماعت بنالی تاکہ اپنے مقصد کو حاصل کر سکیں۔ان جماعتوں میں اسلامی اتحاد تحریک، التوحید، جیش ثوران سیکنڈ بٹالین، کردش حماس، جندالاسلام اور اصلاحی گروپ شامل تھے۔یہ تمام گروپ کردستان اسلامی تحریک کے ٹوٹنے کے بعد اسلام کے نفاذ کے لیے مل کر کام کرنے پر رضامند ہو گئے۔ان جماعتوں نے اتحاد کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے دسمبر ۲۰۰۱ء کو ملا کریکر کی قیادت میں متحد ہو گئے اور ’انصار الاسلام‘ کے نام سے نئی جماعت کی بنیاد پڑی۔

شامی مجاہدین کے مجلہ ”الرسالہ“ نے انصار الاسلام کے بھائیوں کے ساتھ گفت وشنید کی ایک نشست کا اہتمام کیا۔اس گفتگو کا مقصد یہی تھا کہ ان سے ان کے ماضی کے تجربات کے بارے میں جانا جاسکے۔جیسے عراق وکردستان کے جہاد، دولۃالاسلامیہ العراق اور انصار الاسلام کی جانب سے ظالم بشار اور اس کی مجرم اتحادیوں کے مظالم سے ستائے شامی عوام کی مدد کرنے سے موضوعات شامل ہیں۔قارئین نوائے افغان جہاد کے لیے مذکورہ گفتگو کا ترجمہ برادرم مراد بلخی نے کیا،اللہ تعالیٰ اُن کی اس سعی کو قبول فرمائیں،آمین

الرسالہ: گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے حملوں سے پہلے انصار الاسلام کی کیا سرگرمیاں تھیں؟

انصار الاسلام: خلافت کے سقوط کے بعد سے ہی جماعت انصار الاسلام نے کردستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی تھی اور ہم ان بنیادوں کو مضبوط بنانے میں لگے ہوئے تھے جب کہ ہماری ان مرتد گروہوں سے چپقلش اور لڑائیاں بھی جاری تھیں جو اسلام کی حاکمیت اور شریعت کے نفاذ کے خلاف تھے۔جماعت کا ایک حصہ عسکری کاموں میں مصروف تھا جیسے لوگوں کو تربیت دینا،اسلحہ کی تیاری، نیا اسلحہ بنانا اور اس کے لیے کارخانے بنانا، جہاد کو زندہ رکھنے اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے نئے عسکری ہتھیاروں کی تیاری اور انجنیئرنگ کے شعبے کو ترقی دینا وغیرہ شامل تھا۔جب کہ جماعت کا ایک دوسرا حصہ دعوتی کام میں مصروف تھا۔یعنی علمائے کرام تیار کرنا، دین کے طالب علموں کی تعلیم وتربیت کرنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ان کی مدد کرنا اور حق گوئی سکھانا شامل ہے۔

چند اراکین اعلام (میڈیا) کے شعبے میں بھی سرگرم عمل تھے۔وہ ریڈیو اسٹیشن پر نشریات کا اہتمام کرتے، ایک علیحدہ ٹیلی ویژن چینل کے لیے بھی کوششیں کرتے رہے، اور مختلف کتابچے وغیرہ بھی شائع کرتے رہتے تاکہ جوانوں اور مردوں میں دعوت کا کام احسن طریقے سے طے پاسکے۔انہوں نے ہر ایک مجاہد کو بھی اس کی دنیاوی ضروریات پورا کرنے میں مدد دی جیسے ان کے لیے کسی جگہ اپنی فیملی کے ساتھ رہنا اور امت کے درمیان اخوت وبھائی چارے کی فضا کو قائم رکھنا، خاص کر جہادی گروہوں اور علمائے کرام کے مابین۔

الرسالہ: امریکہ کے خلاف آپ کا جہاد کیسے شروع ہوا؟

انصار الاسلام: جب ہم نے اپنے زیر نگیں علاقے میں اسلامی شریعت نافذ کردی تو لوگ یہاں امن اور خوش حالی سے رہنے لگے۔دنیا بھر سے مختلف قومیتوں کے لوگ بھی یہاں رہنے کے لیے آنے لگے۔اس نئی ریاست کا قیام یقیناً امریکی اتحاد کی کے لیے خطرے کے گھنٹی تھی اور ان کو اس ابھرتی ہوئی طاقت کا پورا پورا اندازہ تھا۔اس لیے سب سے پہلے انہوں نے ہماری ریاست کو بلیک لسٹ کر کے اسے دہشت گردوں کی لسٹ میں شامل کردیا اور اس کے بعد ہمارے خلاف جنگ کا اعلان کر کے عسکری کارروائی شروع کردی۔یہ عراق میں بعث نظام حکومت کے خلاف ان کی کارروائی سے بہت پہلے کی بات ہے۔

پھر شدید اور سخت ترین بم باریوں کے بعد صلیبیوں اور امریکیوں کا مقامی نمک خوار پیشمرگہ گروہ میدان میں اترا۔تب مسلمانوں نے اسلام دشمنوں کے خلاف گوریلا جنگ شروع کی اور کمین، ترصد اور استشہادی عملیات کے ساتھ کارروائیاں شروع کر دیں۔اس مزاحمت کی وجہ سے امریکہ کے ارمانوں پر اوس پڑھ گئی اور اس کی توقعات خاک میں مل گئے۔اس نے مسلمانوں کے خلاف سازشی نظریات پروان چڑھانے کی کوشش کی لیکن اس میں بھی الحمدللہ ناکام ہوگئے۔یہ اللہ کا ہی فضل وکرم ہے کہ انصارالاسلام اب بھی موجود ہے اور آئندہ بھی موجود رہے گی ان شاءاللہ۔

الرسالۃ: دولۃ الاسلامیۃ فی العراق والشام کا فتنہ کیسے شروع ہوا؟

انصارالاسلام: بدقسمتی سے اس مسلیے کی تفصیلی جزیات پر سیر حاصل بات کرنے کے لیے ہمارے پاس وقت کی شدید کمی ہے۔ اس مسئلے پر سب سے زیادہ علم اور معلومات انصارالاسلام ہی کے پاس ہیں۔ہم ان کے رہنماؤں کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی شروعات کیسے ہوئیں۔جب وہ غلو کی طرف مائل ہو رہے تھے تو ہم انہیں دیکھ رہے تھے اور انہیں سمجھا بھی رہے تھے کہ وہ جس راستے پر جارہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہمارے پاس ان کو کی جانے والے نصیحتوں اور اصلاحی کوششوں کے دستاویزی ثبوت بھی موجود ہیں۔ہمارے مطابق ان کو خارجی تصور کرنے کی کئی داخلی اور خارجی وجوہات ہیں:

معرکہ ہائے جہاد میں خون ریزی اور لڑائیاں جو بن پر ہوتی ہیں اس لیے ان معرکون کو ٹھیک شرعی منہج کے مطابق لڑنے اور پوری تحریک کو اسی منہج کے مطابق چلانے کے لیے ایسے لوگوں (علمائے کرام) کی شدید ضرورت رہتی ہے جو علوم شرعیہ میں رسوخ کے حامل ہوں لیکن بدقسمتی سے داعش کے ہاں ایسے علما کی کمی رہی جس کے منفی اثرات بھی جلد ہی سامنے آنے لگے۔پھر مزید یہ کہ کئی گروہوں نے طاغوتی ریاستوں کی پشت پناہی حاصل کی جس بنا پر داعش کے لیے خود کو 'برحق' ثابت کرنے کا بہانہ اور جواز مل گیا۔سب سے بڑا مسئلہ تو یہ ہے کہ داعش نے بعث کے کئی رہ نماؤں کو قیادت کی ذمہ داریاں سونپ کر انہیں طاقت ور بنادیا۔چونکہ بعث پارٹی کے افسروں نے بعث ہی کے خفیہ اداروں سے تربیت پائی تھی اس لیے وہ چالاکی اور موقع پرستی میں کمال حاصل کیے ہوئے تھے۔لہٰذا وہ مخلصین کی طرف سے ہموار کیے گئے راستوں پر چلتے ہوئے بآسانی اہم عہدوں پر پہنچ گئے،جب مخلص لوگ چونکہ معاملے کی نزاکت اور شرعی ذمہ داری سے واقف ہوتے ہیں اس لیے وہ ذمہ داریاں سنبھالنے سے کتراتے ہیں،یہ صورت حال تھی کہ بعث افسران' داعش کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوگئے۔ہم یقیناً ان سب کو خوارج نہیں سمجھتے کیونکہ ان میں بہت سے صادقین بھی ہیں جو اپنے ارادوں اور نیتوں میں مخلص ہیں لیکن ان کی اکثریت اپنی خواہشات کے حصول کے لیے جہاد کو ڈھال کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔بدقسمتی سے ان میں موجود مخلصین کے پاس بھی اتنا شرعی علم نہیں ہے کہ وہ اسلام کو ٹھیک طرح سے سمجھیں اور اپنے گروپ میں قیادت کے عہدے سنبھالیں پس وہ بھی اسلام کو اپنی خواہشات کے مطابق ہی سمجھ رہے ہیں۔

اب تو وہ اپنی غلط حرکات کی بھی توجیہات پیش کرتے نظر آتے ہیں جو کہ خود ایک قبیح جرم ہے۔پھر انہوں نے جارح افواج کی بجائے شیعوں سے لڑنے کو اپنی ترجیح بنالی،اس حکمت عملی کی وجہ سے بہت سے مسائل سامنے آئے۔اب وہ علما کی کھل کر تکفیر کرتے ہیں، جو کوئی بھی کسی دوسری جماعت کے ساتھ جہاد کرتا ہے یا ان کو بیعت نہیں دیتا یہ اس کو اپنا دشمن تصور کرتے ہیں۔اور بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ شریعت کو فوجیوں اور خفیہ اہل کاروں کے بل بوتے پر شریعت کا نفاذ کرتے ہیں حالانکہ شریعت کے احکام تو ان کے خلاف نافذ ہونے چاہئیں!اُن کے ایک لیڈر نے بھی ایک موقع پر یہی کہا کہ ''سیکورٹی افسران ہماری قیادت کر رہے ہیں اور ہمیں ان کی اطاعت کرنی چاہیے''۔

ایک اور مسئلہ ان میں یہ ہے کہ وہ درشت مزاج افراد اور جیلوں میں سختیاں برداشت کرنے کے سبب سخت طبیعت ہو جانے والے لوگوں کو معاملات کی ذمہ داریاں سونپتے ہیں۔ شروع میں جب ان کی غلطیاں چھوٹی معلوم ہوتی تھیں تو کچھ علما بھی ان کی حمایت کرتے تھے لیکن اب بہت سے علما ان کی شدت اور غلو کے سبب ان کی حمایت سے دست بردار ہو چکے ہیں۔وقت کی کمی کے باعث اس موضوع پر اتنا ہی کہنا کافی ہے۔

الرسالۃ: انصارالاسلام' جہاد شام میں کس طرح شامل ہوئی؟

انصارالاسلام: جب شام کے عوام نے اللہ کے دشمنوں سے شر سے دفاع اور مسلمانوں کے جان و زمین کے دفاع کی پکار کی تو ہم نے شام کا رخ کیا۔میں ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا چاہوں گا جو کہتے ہیں کہ شام میں لڑنے کے لیے کافی لوگ موجود ہیں کہ ''تم خود یہاں موجود نہیں ہو تو تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے کہ یہاں شام کے محاذوں پر افرادی قوت اور اسلحہ و ساز وسامان کی کتنی قلت ہے''۔ہمارے یہاں آنے کا ایک اور مقصد یہ بھی تھا کہ یہاں موجود ہمارے بھائی ہمارے جنگی تجربہ سے فائدہ اٹھالیں اور دشمن سے لڑنے میں مہارت حاصل کریں۔

الرسالۃ: آپ کوئی آخری پیغام دینا چاہیں گے؟

انصارالاسلام: ہمارا پیغام ہے کہ آج جہاد چند مسلمانوں پر نہیں بلکہ ہر ایک مسلمان پر فرض عین ہو چکا ہے کیونکہ تمام کفار' مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکے ہیں اور وہ کثیر تعداد میں ہیں جب کہ ہم قلت تعداد کا شکار ہیں۔ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارے اوپر اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے،یعنی اپنے دین کی نصرت و دفاع۔اگر ہم بھی اس جنگ سے متعلق سستی کا شکار رہے تو جنگ اور طویل ہو جائے گی اور فتح دور ہو جائے گی۔آخر میں ہم مجاہدین کو متحد ہونے اور شریعت پر جمے رہنے کی پرزور اپیل کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

شیطان کی آماجگاہیں!

اسامہ سعید

''ترقی پسند اور روشن خیال کہلانے والے ممالک میں ہم نے لغو فحش اور قابل نفرت قسم کے ادب کو پہلے سے ہی خوب فروغ دے رکھا ہے... تفریحی پروگراموں کے ذریعے غیر اخلاقی ادب کی حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ نئی نسلیں ہماری متعین کردہ راہوں پر گامزن ہو سکیں... غیر یہود نے غور و فکر اور سوچ بچار کی عادت ترک کر دی ہے، ان کے ذہن میں اگر کوئی تجویز ابھرتی بھی ہے تو وہ بھی ہمارے ماہرین کے اشاروں کی مرہون منت ہوتی ہے... غیر یہودیوں کو صنعت و تجارت کے چکروں میں ایسا پھنسا دیا جائے کہ انہیں سوچ بچار اور غور و فکر کے لیے کوئی وقت ہی نہ مل سکے... اس طرح تمام اقوام، حبِ زر اور حصول منفعت کے تعاقب میں یوں سرپٹ دوڑتی رہیں گی کہ اپنے مشترکہ دشمن کی طرف توجہ ہی نہ دے سکیں گی... ہم تمام اجتماعی قوتوں کو (ماسوائے خود کے) ختم کر دیں گے... اس پروگرام کی پہلی سیڑھی یونی ورسٹیاں ہیں، ہم ان کی از سر نو تعمیر کریں گے، اساتذہ اور پروفیسروں کو خفیہ پروگرام کے تحت تیار کیا جائے گا، وہ سر مو انحراف نہیں کر سکیں گے... ان کی حالت ایسی بنادی جائے گی کہ وہ حکومت کے رحم و کرم پر ہوں گے... ہم تمام نوجوانوں کو اپنی حکومت کا ایسا اطاعت شعار اور فرماں بردار قسم کے پیرو بنائیں گے کہ وہ ہمارے حکمران کو اپنا محسن، ہمدرد و محافظ اور اپنی امیدوں کا واحد مرکز سمجھ کر اپنی محبت و عقیدت کا محور بنالیں گے... ہماری فتح و کامرانی اس لیے بھی زیادہ آسان ہے کہ ہم نے اپنے رشتے اور باہمی تعلق کی اساس انسانی نفسیات پر رکھی ہے، ہم جن افراد سے اپنے روابط رکھنا چاہتے ہیں ان کی بنیاد دولت، حسن و عشق اور انسان کی کبھی تسکین نہ پانے والی احتیاجات و خواہشات پر رکھی ہے... اگر ہم ہر ایک میں موجود انسانی کمزوری کو مد نظر رکھیں تو ہمارا طریق کار ان کی صلاحیتوں کو مفلوج کرنے کے لیے کافی ہے کیونکہ انسانی خود اعتمادی اور قوت ارادی ان افراد کے ہاتھوں میں کھیلتی ہے جو اس کو ہر قسم کا عیش فراہم کرتے ہیں... ذرا ان بدمست شرابیوں کو دیکھیے جو نشے میں دُھت ہیں اور انسان نہیں بلکہ جانور معلوم ہوتے ہیں، ان کی مدہوشی سے لطف اٹھائیے... ان کی نوخیز نسل کو یونانی ولاطینی ادب، اور ان کے مخصوص زاویہ نگاہ کی اندھی تقلید نے حماقت میں مبتلا کر دیا ہے... ان کو بے وقوف بنانے میں لڑکپن کی آوارہ مزاجی اور بدقماشی کا بھی بڑا دخل ہے اور ہم نے اپنے خاص ایجنٹوں کے ذریعے انہیں اس طرف مائل کرنے کا اہتمام کر رکھا ہے... ایجنٹوں سے مراد ان کے وہ اتالیق اور اساتذہ ہیں جو ان کی تعلیم و تربیت پر مامور ہیں''۔

مذکورہ بالا چند سطور Protocols of the Elders of Zion's کے اردو ترجمے ''یہودی پروٹول'' سے لی گئیں ہیں... ۱۹۱۸ء میں پکڑی جانے والی یہود کی یہ خطرناک سازش جو دنیا پر یہود کے مکمل قبضے کا منصوبہ تھا، اس کے منظر عام پر آنے پر پورے یورپ میں تہلکہ مچ گیا... گو کہ یہود کی جانب سے وقتی طور پر اس سے لاتعلقی کا ہی اظہار کیا گیا لیکن بعد میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات یہودیوں کی کذب بیانی کا پردہ چاک کرتے رہے...

اب ذرا دورِ حاضر میں اپنے ارد گرد نظر دوڑائیے! خصوصاً عصری تعلیمی اداروں اور ان سے فارغ التحصیل نئی نسل کی سوچ، فکر و کردار پر نظر ڈالیے... زیادہ نہیں پچھلے ایک مہینے کے اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کو ہی لے لیجیے، جن کو چھاپنے والے قدامت پسند نہیں بلکہ وہی لبرل اور اسلام بے زار طبقات ہیں جو اخلاقیات کی ہر حد پار ہونے پر شادیانے بجاتے ہیں... لیکن آج یہ طبقات بھی کچھ پریشان نظر آتے ہیں کہ شاید بات یہود کے مذکورہ بالا منصوبوں سے کہیں آگے نکل چکی ہے...

پاکستان کے تعلیمی اداروں کی حالت زار کے متعلق تواتر سے شائع ہونے والی خبریں والدین کی پریشانی کا سبب بن رہی ہیں... دنیا نیوز میں شائع ہونے والی ایک سروے رپورٹ کے مطابق پاکستان کے پانچ بڑے شہروں میں ۱۳ فی صد طلبہ وطالبات نشئی ہیں... انگریزی روزنامے ''دی نیوز'' میں ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو شائع ہونے ولای ایک خبر کے مطابق اسلام آباد میں ۴۴ سے ۵۳ فی صد طلبہ وطالبات مختلف اقسام کی منشیات استعمال کر رہے ہیں... منشیات استعمال کرنے والوں کی عمروں کو سروے میں دو گروپش میں دکھایا گیا، ایک گروپ ۱۲ سے ۱۶ سال کی عمر کے طلبہ وطالبات کا ہے جو چرس اور ہلکی اقسام کی منشیات کا شکار ہیں جب کہ دوسرا گروپ ۱۶ سے ۱۹ سال کے طلبہ وطالبات کا ہے جو رفتہ رفتہ مختلف نشوں کے استعمال کے بعد ہیروئن جیسے خطرناک نشے کی لت میں مبتلا ہو چکے ہیں... حال ہی میں ایک گروہ کی بھی گرفتاری عمل میں آئی ہے جو پچھلے کئی سالوں سے اسلام آباد کے پوش علاقوں سمیت قائد اعظم یونی ورسٹی، کومسیٹ، نسٹ اور دیگر تعلیمی اداروں میں چرس، بھنگ، کوکین، شراب، ایس ٹی سی سمیت امپورٹڈ منشیات کی سپلائی کا کاروبار کر رہے تھے... اینٹی نارکوٹکس فورس نے منشیات کے عادی طالب علموں کے نام ظاہر نہیں کیے کیونکہ ان میں اکثریت بااثر اور مال دار گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں...

کیا ہی بہتر ہوتا کہ صحافی حضرات جو قائد اعظم یونی ورسٹی کے فزکس کے پروفیسر پرویز ہودبائی سے دینی و دفاعی معاملات پر اکثر رائے لیتے ہیں، اس سے بھی اس مسئلے پر رائے لی جاتی کہ تمہاری ناک کے نیچے قائد اعظم یونی ورسٹی کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ شراب اور منشیات بآسانی دستیاب ہیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہیں ہوئی!

۲۱ جنوری ۲۰۱۷ء کے اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ جامعہ کراچی کے ویژول ڈیپارٹمنٹ کے احاطے میں سرعام شراب نوشی کی جاتی ہے... مقامی اخبار کے رپورٹرز نے جب تحقیق

هيئة تحرير الشام کي تشکيل کا اعلان

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کے لیے ہے جس نے فرمایا:

انَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ

(سورۃ الصف آیۃ 4)

بے شک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

اور درودو سلام ہوں آپ ﷺ کی ذات مبارک پر، اما بعد!

آج چونکہ شامی انقلاب ایسی سازشوں اور اندرونی تنازعات سے گزررہا ہے جس نے اس کے وجود کو خطرے اور مصیبتوں میں ڈال دیا ہے۔اس لیے جہادی صفوں کو متحد رکھنے کے لیے ایک بڑی کوشش کے طور پر ہم تمام مجموعات جن کے دستخط اس بیان کے نیچے درج ہیں اعلان کرتے ہیں کہ ،ہم تمام مجموعات اپنی سابقہ حیثیت کو ختم کرتے ہوئے ایک نئے اتحاد "ھیئۃ تحریر الشام" (مجلس برائے آزادیِ شام) میں ابوجابر ہاشم الشیخ حفظہ اللہ کی قیادت میں مکمل طور پر ضم ہوچکے ہیں۔

اور ہم شام میں برسرپیکار تمام مجموعات کو بھی اس پیغام کے ذریعے دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی صفوں کو متحد کرنے کے لیے اس نئے اتحاد میں شامل ہوجائیں تاکہ اس مبارک جہاد وانقلاب کے ثمرات کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے اور تمام صلاحیتوں کو مجتمع کیا جائے جو کہ ناصرف انقلاب کی مضبوطی کا سبب بنے گی بلکہ اس کے عسکری منصوبوں اور مطلوبہ اہداف کے حصول کو بھی یقینی بنائیں گی۔جس میں سب سے اول مقصد اس مجرمانہ نظام کو کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی نصرت اور فتح مبین کا سوال کرتے ہیں ۔

جبهة فتح الشام | حركة نورالدين الزنكي | لواءالحق

جبهة انصارالدين | جيش السنة

عالم اسلام کے مایہ ناز دینی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی وفات کے متعلق

امارت اسلامیہ کا تعزیت نامہ

نہایت الم ناک اطلاع ملی ہے کہ عالم اسلام کے مایہ ناز دینی عالم، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، تفسیر اور حدیث کے عظیم استاد جناب حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ علیہ 'علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اجتماعی اور علمی میدان میں ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ نے مدارس اور علمی مراکز کی ترقی کے لیے ایسی عمدہ خدمات سرانجام دی، جنہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

مرحوم شیخ صاحب کی وفات عالم اسلام کے مسلمانوں اور خاص طور پر علم، دعوت اور جہاد کے پیروکاروں کے لیے ایک عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی ضیاع ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان مرحوم شیخ صاحب کی وفات کے اس عظیم غم میں عالم اسلام، تمام علمی اور دینی مراکز، علمائے کرام اور خاص طور پر حضرت والا کے قابل قدر خاندان، معروف دینی مدرسہ جامعہ فاروقیہ کے اساتذہ کرام اور ان کے شاگردوں کے ساتھ برابر کی شریک ہے اور انہیں تعزیت پیش کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم شیخ صاحب کے تمام علمی، دینی اور جہادی خدمات کو اپنے دربار میں قبول اور منظور فرمائیں، اللہ تعالیٰ مرحوم شیخ صاحب کے خاندان، شاگردوں اور پیروکاروں کو ان کے فیوض اور برکات سے نوازیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۶ جنوری ۲۰۱۷ء

جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ

لیکن اللہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹرمپ کی جانب سے اپنی افتتاحی تقریب میں اسلامی دہشت گردی کے خلاف بیان بازی کے کچھ ہی دن بعد ہم نے یمن کے علاقے قیفہ میں امریکیوں کی جانب سے قتل عام کا ایک مظاہرہ دیکھا۔

پس ہمیں ایک مرتبہ پھر خوب اندازہ ہوا کہ خطرے کا رخ صرف مجاہدین کی جانب نہیں ہے بلکہ اس کا نشانہ تو مردوں، عورت اور بچوں کی تفریق کے بغیر پوری امت مسلمہ ہے۔اس واقعے میں امریکیوں نے بچوں اور عورتوں کو بھی نہیں بخشا یہاں تک کہ ماں کی پیٹ میں موجود معصوم بچہ بھی ان کی درندگی کی بھینٹ چڑھ گیا۔

اس موقع پر ہم ٹرمپ جیسے احمق صدر کو مخاطب کرکے کہتے ہیں:تمہاری ملک کی صدارت تم سے پہلے بھی ایسے صدور کے ہاتھ میں تھی جنھوں نے امریکی عوام سے مجاہدین کو قتل کرنے اور ان کا خاتمہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔مگر ہوا یہ کہ ان سب کو اپنی اپنی مدت پوری کرکے قصرابیض سے نکلنا پڑا اور کئی ایک تو دوسری مرتبہ بھی منتخب ہوئے لیکن اپنا وعدہ پورا نہ کرسکے۔

یقیناً یہی تمہارا بھی مقدر ہے کیونکہ جہاد کی چنگاری اب دنیا بھر میں پھیل چکی ہے۔

لیکن اللہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔"(الصف-۴)"

ایک ماں کا خط
سرزمین شام میں موجود اپنے مہاجر و مرابط بیٹے کے نام
وعلیکم السلام!
میرے بیٹے! کیا تم خیریت سے ہو؟
کیا تم ہی ہو جس نے میرے نام یہ خط لکھا ہے؟
میرے لخت جگر! مجھے تم سے محبت ہے!
روزانہ رات کو جب سب سو جاتے ہیں تو میری سوچوں کی
دنیا تم سے آباد ہو جاتی ہے! جب بھی میں اس کمرے کو
تکتی ہوں جہاں تم سویا کرتے تھے تو میرے لیے آنسوؤں
کو روک پانا ممکن نہیں رہتا!
میری خواہش ہے کہ کسی مبارک دن ہم ملیں اور میں
اپنے بیٹے کو خود سے لپٹا لوں!
میں تمہیں کبھی بھی نہیں بھلا پاؤں گی!
میرے بچے! مجھے تم سے محبت ہے اور میں ہر وقت
تمہارے لیے دعا گو رہتی ہوں!

غزوہ الشیخ محمد ذوالیدین

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۷ جنوری ۲۰۱۷ء کو مجاہدین الشباب کی "ابو صالح النبہانی" بریگیڈ نے ولایت جوبا کے علاقے "کلبیو" میں کینیائی صلیبی افواج کے ملٹری کیمپ پر شدید حملہ کیا جس میں ٦٧ سے زائد فوجی ہلاک جبکہ کئی فوجی گاڑیاں اور کافی اسلحہ غنیمت میں بھی حاصل ہوا۔

أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ

نوائے افغان جهاد

NAWAI AFGHAN JIHAD

ربيع الآخر١٤٣٨ھ بمطابق جنوري ٢٠١٧ء

امارت اسلامیہ افغانستان

کے طول وعرض میں جارح افواج اور ان کے اتحادیوں کے نقصانات

■ ننگرہار میں امریکی غاصبوں کا ڈرون طیارہ مار گرایا گیا

مرتدین

ھلاکتیں	876
زخمي	586

گاڑیاں	تباہ	قبضہ
M-1117	12	0
Humvee	109	4
Truck	18	0
Ranger Ford	55	0
TOYOTA	12	2
Motorcycle	12	9

کی غرض سے یونی ورسٹی جا کر ویژول سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ کا معائنہ کیا گیا تو احاطے میں شراب کی بوتلوں کا ڈھیر موجود تھا...یونی ورسٹی انتظامیہ سے جب اس بابت دریافت کیا گیا تو جواب ملا کہ شراب نوشی کا تو معلوم نہیں لیکن غیر متعلقہ افراد کی آمد ورفت روکنے کے لیے رینجرز اور سیکورٹی حکام کو شکایت کی ہوئی ہے...

لاہور کی یونی ورسٹیوں بالخصوص پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بھی چرس، ہیروئن، افیون، نشہ آور انجکشن اور چیونگم کا استعمال عروج پر ہے...۱۳ دسمبر ۲۰۱۶ء کو Lums یونی ورسٹی کے طالب علم کی زیادہ مقدار میں ہیروئن لے لینے سے موت واقع ہوئی...اسی یونی ورسٹی سے اس سے قبل بھی چھاپ میں ہیروئن برآمد ہو چکی ہے...

خیبر پختونخوا میں حکام نے تصدیق کی ہے کہ پشاور یونیورسٹی کے احاطے میں موجود مختلف تعلیمی اداروں میں آئس نامی نشے کے استعمال میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ مختلف کیمکلز سے تیار ہونے والے اس نشے کا رجحان خصوصی طور پر طالبات اور جسم فروش خواتین میں زیادہ دیکھا جا رہا ہے۔ پشاور پولیس کے ایس ایس پی آپریشنز سجاد خان نے کہا کہ بدقسمتی سے یہ نشہ اب بعض پروفیشنل کالجز اور یونیورسٹیز کے ہاسٹلوں میں بھی پہنچ چکا ہے جہاں اس کے استعمال کرنے والوں میں حیران کن طور پر طالبات بھی شامل ہیں۔ آئس نشے پر تحقیق کرنے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ آئس 'میتھ ایمفٹامین' نامی ایک کیمیکل سے بنتا ہے۔ یہ چینی یا نمک کے بڑے دانے کے برابر ایک کرسٹل کی قسم کی سفید چیز ہوتی ہے جسے باریک شیشے سے گزار کر حرارت دی جاتی ہے۔ ان کے مطابق اس کے لیے عام طور پر بلب کے باریک شیشے کو استعمال کیا جاتا ہے جب کہ اسے انجیکشن کے ذریعے سے بھی جسم میں اتارا جاتا ہے۔

جہاں ایک طرف مختلف اقسام کے نشوں کی لت نوجوان نسل کو برباد کر رہی ہے، وہیں دوسری طرف عشق مجازی کا مرض بھی وبائی شکل اختیار کر چکا ہے...اور اس مرض کا سامان صرف میڈیا اور معاشرہ نہیں بلکہ سب سے بڑھ کر تعلیمی ادارے خود ہی فراہم کر رہے ہیں...۲۱ جنوری ۲۰۱۷ء کو پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے پشاور کے ایک مقامی ہوٹل میں فیشن شو اور کیٹ واک کا پروگرام کروایا گیا...پی ای ایف یونی ورسٹی کالج پشاور کی سلور جوبلی تقریبات کے سلسلے میں بھی کالج کے زیر اہتمام فیشن شو اور میوزیکل نائٹ کا انعقاد کیا گیا...اس سے پہلے ۱۱ جنوری کو پشاور ہی میں ایک تقریب میں گلوکاراؤں سمیت اسلام آباد سے مشہور ماڈلز کو کیٹ واک کے لیے لایا گیا، اس تقریب میں پشاور کے بیس سکول اور کالجوں کے طلبہ وطالبات نے شرکت کی...غالب گمان ہے کہ صوبائی اور وفاقی حکومت نے ''تعلیم کے فروغ'' کے نام پر ان خرافات پر ہونے والے اخراجات عوام سے وصول کیے گئے ٹیکسوں سے ہی پورے کیے ہوں گے...اسی طرز کی تقریبات سکول سے لے کر کالجز اور یونی ورسٹیوں تک کی مارکیٹنگ کا بنیادی جزو قرار پا چکی ہے...

ایک طرف میڈیا ہے جہاں اشتہارات، ڈراموں، فلموں اور مارننگ شوز سمیت تقریباً تمام ہی پروگراموں میں ایک ہی سبق دیا جا رہا ہے کہ کائنات کا پاکیزہ ترین جذبہ (سفلی) محبت ہے اور یہی اول وآخر مطلوب زندگی ہے...گھر سے قدم نکالتے ہیں نظروں کو خیرہ کرنے والا سامان موجود ہو، سکولوں میں پندرہ سو سے چار پانچ ہزار روپے ماہانہ پر سولہ سترہ سال کی میٹرک اور انٹر پاس لڑکیاں بطور استانیاں رکھ کر عشق کی عملی مشق کے مکمل مواقع فراہم کیے جاتے ہوں، وہاں حیرانی کس بات کی ہے کہ اگر ساتویں جماعت کا طالب علم اپنی استانی کے عشق میں خودکشی کر لے! مدینہ پبلک سیکنڈری سکول اسلام آباد کا یہ واقعہ بھی اگر اس قوم کو جھنجھوڑنے میں ناکام رہا تو بتایئے ہم مزید کون سی حد پار ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟!

ذرا سکولوں اور کالجوں کے طلبہ وطالبات کا ''طرزِ زندگی'' ہی ایک نظر دیکھ لیں! ان کے ہیئر سٹائل اور نت نئے فیشنوں کا ہی ذرا جائزہ لیجیے! جس پر اٹھنے والے اخراجات کو پورا کرنا غریب تو کیا مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھنے والے والدین کے لیے بھی ممکن نہیں رہا...اس سے قبل بھی سال ۲۰۱۶ء میں کراچی میں میٹرک کے طالب علم اور طالبہ کی اجتماعی خودکشی کا واقعہ سامنے آیا تھا...دونوں نے خودکشی کے قبل رقعہ بھی لکھ چھوڑا کہ ''اگر اس دنیا میں نہ مل سکے تو نہ سہی! اگلے جہان میں تو مل سکتے ہیں!''

سکول اوقات میں کبھی کسی پارک کے قریب سے گزرنے کا موقع ہو تو خود ہی دیکھ لیں، یونی فارم میں ملبوس لڑکے لڑکیوں کے غول کے غول سکولوں کالجوں سے بھاگ کر پارک کے ویرانوں میں وقت گزارتے عام پائے جاتے ہیں اور اس پر کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں...صرف پبلک پارکس ہی نہیں بلکہ افواج پاکستان کے ماتحت چلنے والے پارکوں، نیوی اور پی اے ایف میوزیم وغیرہ بھی 'ڈیٹنگ پوائنٹ' بن چکے ہیں...

دستور پاکستان کی اسلامی دفعات کے مطابق پاکستان میں کوئی ایسا قانون لاگو نہیں کیا جائے گا جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہو...جب کہ یہاں یہ حالت ہے کہ بے حیائی، فحاشی کے فروغ اور تحفظ کو قانونی حیثیت حاصل ہے...اسی وجہ سے عصری تعلیمی اداروں میں تواتر سے ہونے والے حادثات کی روک تھام کے لیے کسی کو کچھ فکر نہیں...اور فکر ہو بھی کیوں؟ کہ مروجہ تعلیمی نظام کو مرتب ہی اس طور کیا گیا ہے کہ اس کے سانچوں میں ایسے کردار ڈھلیں جن کا مقصد زندگی صرف اور صرف ''ہوس وخواہش'' ہی کی تکمیل ہو اور شہوت کی اسیری ہی جن کا محور زندگی قرار پائے!

چند دن قبل سندھ یونی ورسٹی جام شورو کی طالبہ کی خودکشی کا واقعہ بھی سامنے آیا...تفتیش کے مطابق طالبہ کی فیس بک پر کسی سے دوستی ہوئی، چند ملاقاتوں کے بعد ملزم نے اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا...ملزم بے نظیر بھٹو یونی ورسٹی نواب شاہ کے رجسٹرار غلام رسول کا بیٹا انیس احمد تھا...یہ ملزم خود ''اعلیٰ تعلیم یافتہ'' ہے، سندھ یونی ورسٹی سے انگریزی میں ایم اے کر چکا ہے جب کہ اب وہ مہران گرامر کالج جامشورو میں لیکچرر ہے... گرفتاری کے بعد

انکشاف ہوا کہ ''استاد محترم'' عادی مجرم ہیں! ۳۰ سے زائد لڑکیوں کی تصاویر اور ویڈیوز سا کے پاس سے برآمد ہوئیں جنہیں یہ بلیک میلنگ کے لیے استعمال کرتا تھا...

خودکشیوں کے یہ واقعات اخبارات میں جگہ پاکر کسی نہ کسی طور سامنے آہی جاتے ہیں جو کہ اہلِ دانش کے لیے غور و فکر کی ترغیب کا باعث بن جاتے ہیں... لیکن پیار، عشق، محبت کا سبق پڑھنے والی اس نسل کے کتنے ہونہار ہیں جو شیطانی راہوں پر چلتے ہیں، گھروں سے بھاگ کر شادیاں کرتے ہیں، کتنے خاندان بکھرتے ہیں، کتنے بکھرنے سے بچ پاتے ہیں، کتنوں کو طلاق ہوتی ہے، کتنی لڑکیاں گھروں سے بھاگنے کے بعد محفوظ رہ پاتی ہیں اور کتنی جسم فروشی کا کاروبار کرنے والے گروہوں کے ہتھے چڑھ جاتی ہیں؟ ان واقعات کے متعلق شاید ہی کبھی سروے کیا جائے تاکہ پتہ چل سکے کہ سال بھر میں ایسے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سے بھی متجاوز ہوتے ہیں... اپنے اطراف میں نظر دوڑائیے اور خود ہی اندازہ لگا لیجیے۔ ان خرافات سے اگر چند فی صد طالب علم اپنا دامن بچا بھی پاتے ہیں اور اس تعلیمی نظام کے مطابق ہونہار قرار پاتے ہیں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں اور سرکاری اداروں میں ملازمتیں حاصل کرکے اپنا کیریئر ''شان دار'' بنا لیتے ہیں، تب بھی یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا یہ ہونہار طالب علم اپنی آخرت کے متعلق بھی فکر مند ہیں یا نہیں؟

حکومت پاکستان کے ایک سرکردہ وزیر کی طرف سے مدارس کو ''جہالت کی فیکٹریاں'' قرار دیا تھا... ان مدارس کا قصور تو صرف اور صرف یہی ہے کہ یہ قال اللہ و قال الرسول کی تعلیم عام کر رہے ہیں اور اسی تعلیم کی بدولت طلبہ میں فکرِ آخرت دامن گیر رہتی ہے... اس کے برعکس عصری تعلیمی اداروں میں جو گُل کھلائے جا رہے ہیں، اُن کی جھلکیاں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں! اب جہالت کی فیکٹریاں حقیقی معنوں میں کون سی قرار پاتی ہیں؟؟؟ مدارس یا عصری تعلیمی ادارے!؟ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (محمد: ۲۴)

یہ سوال یونی ورسٹی اور کالج کا ہر طالب علم اپنے آپ سے پوچھے کہ سکول سے کالج اور یونی ورسٹی تک کتنی کتابیں سمجھیں، کتنی رٹ بھی لیں، ان پر کتنا وقت صرف کیا اور اس کے مقابلے میں قرآن و حدیث کی تعلیم پر کتنا وقت صرف کیا؟ کیا ان کا موازنہ بھی کیا جا سکتا ہے؟ غور و فکر کا مرکز توڑ گریاں ہیں، ان سے حاصل ہونے والی دنیا اور اس کو پا لینے کا ایسا جنون کہ اگر اس میں تھوڑی بھی کوئی رکاوٹ ڈالے تو ان کے لیے موت کا باعث بن جائے...

ذرا خودکشی کے اس واقعے کو دیکھیں! ۲۷ سالہ عبدالباسط جو ہمدرد یونی ورسٹی میں ڈینٹل سرجری کا طالب علم تھا، کو آدھا گھنٹہ دیر سے پہنچنے پر ممتحن نے کمرۂ امتحان میں بیٹھنے نہیں دیا اور سال ضائع ہونے کے غم میں اس طالب علم نے خودکشی کر لی... اپنی زندگی کا آدھا حصہ مغرب زدہ مفکرین کی تیار کردہ بیسیوں کتابیں راتوں کو جاگ جاگ کر رٹنے والوں کی نظر سے کبھی یہ مختصر سی حدیث بھی گزری ہوتی تو شاید خودکشی جیسا بھیانک فعل سرانجام دینے سے پہلے ضرور کچھ سوچ لیتے... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرتا ہے، وہ جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو تیز دھار آلے سے خودکشی کرتا ہے وہ جہنم میں بھی اسی طرح اپنے آپ کو مارتا رہے گا''... (صحیح بخاری: ۱۳۵۶، باب: ماجاء فی قاتل النفس)

یہ بھی ایک المیہ ہے کہ ان ہونہار طالب علموں نے سکولوں کالجوں میں مغرب کے تیار کردہ نصاب کی وہ مسخ شدہ تاریخ پڑھی ہے جس میں مغرب کی استعماری طاقتوں کے جرائم پر پردہ ڈال کر انہیں انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے... دوسری طرف ہمارے اسلاف اور شان دار ماضی کو ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اس کی تقلید کرنا اور اپنانا تو در کنار، اس کے بارے میں بات کرتے ہوئے بھی ان نوجوانوں کو شرم محسوس ہوتی ہے...

دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ناواقف ان لائق اور ذہین طالب علموں کو مغرب کے عقائد، نظریات، نظام اور قوانین کی ایسی صورت دکھائی جاتی ہے جس کو یہ غلطیوں سے پاک سمجھتے ہیں اور اسے اپنانا، اس پر عمل کرنا فرض سمجھتے ہیں... اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ قوانین پر بحث مباحثہ کرتے وقت انہیں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی لیکن مغرب کے پیش کردہ یا مسلط کردہ نظریات چاہے وہ جمہوریت کے متعلق ہوں، ریاست کے متعلق ہو یا عدلیہ کے متعلق، ان پر انگلی اٹھا دو، ان کے مقابلے میں اسلامی نظام، عقائد و نظریات اور قوانین کی بات کر دو تو پھر دیکھ لیں آپ کو کن کن القابات سے نوازا جاتا ہے...

یہی تعلیم و تربیت حاصل کرکے یہ نسل جب مختلف شعبہ ہائے زندگی میں پہنچتی ہے تو یہ مغرب کے انہی مفادات کے تحفظ کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے یقینی بناتے ہیں جس کا سبق انہیں پڑھایا گیا ہے یا جو چیزیں ان کے ذہنوں میں انڈیل کر راسخ کی گئی ہیں... اب بحیثیت والدین یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے اپنی اولاد کو ہوس و زر کے پجاری معاشرے کے رحم و کرم پر چھوڑتے ہیں یا ان کی دنیا و آخرت کی فکر کرتے ہیں... زندگی کیا ہے، ہمارا مقصد زندگی کیا ہے، ہماری منزل کیا ہے؟؟؟ یہ بنیادی باتیں اگر ابتدا سے ہی ہم اپنی اولاد کو نہ بتائیں اور سمجھائیں اور اس کے لیے فکر نہ کریں تو ان کے غلط سمت سفر کرنے کے ہم ہی مجرم ہوں گے... اب تو ملک بھر میں کئی ایسے مدارس کھل چکے ہیں جہاں دینی علوم کے ساتھ ساتھ ضروری عصری تعلیم بھی فراہم کی جاتی ہے اور بچوں کی کردار سازی پر بھی توجہ دی جاتی ہے... کراچی کے ایک مدرسے کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہاں بچوں کو داخلہ دینے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ گھر میں ٹی وی نہ ہو... تو بات ترجیحات کی ہے کہ ہمیں نئی نسل کو فتنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا ہے یا ان کی دنیا و آخرت سنوارنے کے لیے سنجیدہ کوشش کرنی ہے... فیصلہ ہمیں ہی کرنا ہوگا!!!

☆☆☆☆☆

دہشت گردی کی جنگ اور ہمارا بیانیہ

رضوان الرحمن رضی

رضوان الرحمن رضی پیشہ ور صحافی ہیں، جو کہ مختلف اخبارات اور میڈیا ہاؤسز میں صحافتی ذمہ داریاں ادا کر چکے ہیں۔ رضی صاحب اُن چند صحافیوں میں سے ہیں جو حقائق کو کسی نہ کسی حد تک منظر عام پر لانے اور سول اور عسکری قیادت کے جرائم کی پردہ پوشی کی بجائے 'اُن جرائم کو ہی ملک کی موجودہ تباہ کن صورت حال کا سبب سمجھتے ہیں۔ اس تحریر میں بھی اُنہوں نے ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ کی حقیقت کو بھی آشکارا کیا ہے اور دین سے وابستگی کی بنا پر لاپتہ کر دیے جانے والوں کا المیہ بھی لکھا ہے، اس کے ساتھ ساتھ 'سی ٹی ڈی' جیسے سفاک ادارے کے کرتوت بھی طشت از بام کیے ہیں۔ تاہم چونکہ پیشہ ورانہ صحافت کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں اس لیے اکثر اوقات یہ اصحاب بھی پوری طرح دیانت دار ہوتے ہوئے بھی پورا سچ لکھنے کی بجائے آدھے پونے سچ کے ساتھ ہی گزارا کرتے ہیں... للہذا ادارہ نوائے افغان جہاد کا رضی صاحب کی دیگر تمام آرا سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ [ادارہ]

گزشتہ دنوں وفاقی حکومت کے ادارے نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی (نکٹا) کی طرف سے سال ۲۰۰۲ء کے بعد سے لے کر اب تک دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کام آنے اور زخمی ہونے والے پاکستانی سویلین افراد اور فوجیوں کی تعداد کے اعداد و شمار جاری کیے گئے۔ وزارتِ داخلہ کے تحت کام کرنے والے ادارے نکٹا کے مطابق اب تک دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں کام آنے والے افراد کی تعداد کسی بھی طور پانچ ہزار سے زائد نہیں تھی۔ اس کے نتیجے میں میڈیا پر قابض مخصوص اذہان اور لابی نے ایک مرتبہ پھر شور و غوغا کا ایک طوفان اٹھا دیا اور نیشنل ایکشن پلان کا منتر اپڑھنا شروع کر دیا۔ وقت آگیا ہے کہ اس معاشرے کے ففتھ کالمسٹ کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔

اب تک ہمارے مین سٹریم میڈیا اور خصوصاً سوشل میڈیا پر ایک چورن بڑے تسلسل سے بیچا جاتا رہا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ایک لاکھ سے زیادہ پاکستانی کام آچکے ہیں۔ یہ دو ہزار سے ایک لاکھ تک کا سفر عین ہماری آنکھوں کے سامنے طے ہوا ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ اس ہندسے کی حقیقت کو آشکار کیا جائے۔ پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ نکٹا نے یہ اعداد و شمار کیسے اکٹھے کیے ہیں۔ دراصل نکٹا کا ادارہ ہر سال کے خاتمے پر وزارت داخلہ کے ذریعے تمام صوبوں کی ہوم منسٹریز کے علاوہ جی ایچ کیو کو سرکاری طور پر خط لکھ کر پوچھتا ہے اور حکومت پاکستان کے تمام ادارے اس کو اپنا جواب بھجواتے ہیں۔ ان کے علاوہ فاٹا، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے انتظامی اداروں کو بھی پوچھا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک ہندسہ مرتب کیا جاتا ہے کہ اب تک دہشت گردی اور تخریب کاری کے واقعات میں کتنا جانی و مالی نقصان ہوا ہے تاکہ آئندہ منصوبہ بندی اور بحالی کا کام ہو سکے۔

چونکہ یہ کام کرنے والی وزارت آج کل چوہدری نثار علی خان کے تحت ہوتی ہے اس لیے یہ ہندسہ مرتب کرنے کی پاداش میں چوہدری نثار علی خان کی میڈیا میں جو بے پناہ ''پٹائی'' کی جا رہی ہے 'وہ آپ کی آنکھوں سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں، اس کے بارے میں ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

یہ پروپیگنڈہ کرنے والے اور مسلسل کرنے والے بھی کمال کی مخلوق ہیں۔ جب ان افراد سے پوچھا جائے کہ ان کی ان اطلاعات کا ''ماخذ'' کیا ہے تو ہمارے ذاتی تجربے کی بات یہ دیکھی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے بظاہر معتبر اور سنجیدہ افراد اس سوال پر فوراً آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ منہ سے جھاگ اڑنی شروع ہو جاتی ہے اور ایسا سوال اٹھانے والے کو دہشت گردوں کا سہولت کار قرار دے کر پنجے جھاڑ کر ان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

وقت ٹی وی پر ایسے ہی ایک مذاکرے میں یہ گستاخی دہرانے پر پاکستانی الیکٹرانک میڈیا پر دفاعی تجزیہ نگار نامی ایک سابق بریگیڈیئر صاحب 'کہ جو مشرف کے دور میں آئی ایس آئی پنجاب کے سربراہ رہ چکے ہیں 'اپنا ذہنی اور دلیلی توازن کچھ یوں کھو بیٹھے کہ میزبان کو پروگرام جلدی ختم کرنا پڑا۔ لیکن موصوف ہمیں سبق سکھانے کے لیے پارکنگ تک آئے۔ اور اگر اس نشریاتی ادارے کے ملازمین درمیان میں حائل نہ ہو جاتے تو نہ جانے کیا سے کیا ہو جاتا۔ کچھ چھ ماہ بعد ایک جگہ ملے، اپنے گزشتہ رویے پر نادم تھے، معذرت کی۔ ہم نے انہیں گلے لگا لیا۔ لیکن خاکسار نے ساتھ ہی ان کے کان میں سرگوشی کی ''لیکن ایک لاکھ کا ہندسہ ابھی تک تشنہ ہے، اس کا ثبوت دینا ہے آپ نے مجھے''۔ تھوڑے سے کبیدہ خاطر ہو کر پیچھے ہٹے اور کہنے لگے ''آپ شرارت سے باز نہیں آتے؟''۔

یہی سوال ہم نے ڈیفنس ڈاٹ پی کے نامی ویب سائٹ کے بلاگ پر اٹھایا۔ یہ ویب سائٹ بظاہر پاک فوج کے کارنامے پھیلانے اور پاکستان کی اچھی اچھی باتیں کرنے کے حوالے سے معروف ہے۔ لیکن جیسے ہی ہمارے طرف سے بات ہوئی کہ پاکستان میں دہشت گردی کی جنگ کی، تو وہی بیانیہ جو اس ملک میں ایران کے زیر اثر اقلیت دن رات کرتی پائی جاتی ہے۔ تاکہ اپنے نظریاتی مخالفین پر ریاستی اداروں کو ''چھوڑا'' جا سکے۔ پہلے تو انہوں نے ہمارے ساتھ وہی کیا جو بریگیڈیئر صاحب کر چکے تھے۔

چونکہ ہم اس رویے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس لیے ہم انتہائی سنجیدگی سے مُصر رہے تو انہوں نے مجبوراً ایک غیر ملکی ویب سائٹ کا حوالہ دے دیا جہاں یہ بات چھپی تھی۔ ہم نے یہ ویب سائٹ چیک کی تو وہاں پر ایک پاکستانی مصنف کی تحریر چسپاں تھی (نام ہی چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ موصوف کی ممکنہ سیاسی سوچ کیا ہو سکتی ہے) جس میں یہ ہندسہ دیا ہوا تھا۔ لیکن یہ اطلاعات ویسے ہی تھیں جیسے پاکستان میں لکھے گئے بیش تر کالموں کے اندر دی گئی معلومات ہو سکتی ہیں۔ اس تحریر کا کوئی قابلِ اعتماد حوالہ نہیں تھا۔

دراصل یہ ہندسہ اس لیے گھڑا گیا ہے کہ اپنے ملک میں اپنے لوگوں پر فوج کشی کے مخالفین کا منہ دلیل سے تو بند ہو نہیں سکتا تھا تو اس ''دھڑلے'' سے ہی بند کیا جاسکے اور طریق کار واضح ہے، کہ جو ان کے بیانئے کے بارے میں سوال اٹھائے اس پر اس قدر رد عمل دے کر اس کو اس قدر دفاعی پوزیشن میں لے جاؤ، اور اسے (ایک لاکھ جعلی شہادتوں کے نام نہاد ذمہ دار) دہشت گردوں کا حامی قرار دے کر دفاعی پوزیشن لینے پر مجبور کر دو۔

ایسے میں ہمیں ابلاغ کے امریکی یہودی پروفیسر نوم چومسکی یاد آئے اور خوب یاد آئے کہ جنہوں نے پوری دنیا کو بتایا کہ حقیقت کیسے ''تخلیق'' کی جاتی ہے۔ جب افغانستان میں شکست کے زخم چاٹتے ہوئے امریکیوں نے وہاں سے مراجعت کا اعلان کیا تو ایسے میں اس ناکامی کا ذمہ دار قرار دینے کے لیے قربانی کے بکرے کی تلاش شروع ہوئی، جس کے سر پر شکست کا تاج سجایا جاسکے۔ ایسے میں اپنے دیرینہ سرپرست اور 'متر' کو پاکستان کے معاشرہ میں ستر سال سے سرگرم عمل مختلف النوع عناصر نے قومی گردن پیش کر دی۔ امریکہ نے یہ کہہ کر سارا ملبہ پاکستان کے گلے ڈال دیا کہ افغانستان میں اسے شکست اس لیے ہوئی کیونکہ پاکستان کی حکومت اور اس کے اداروں نے اس کی ''دل'' سے مدد نہیں کی۔ اور یوں ان عناصر کی مدد سے بڑی عیاری سے افغانستان سے بین الاقوامی جنگ گھسیٹ کر پاکستان لانے کی کوششوں کا آغاز کر دیا گیا۔

امریکی سرمایہ کاری کا پروردہ الیکٹرانک میڈیا، این جی اوز مافیا اور پاکستان کے دفاعی اداروں اور ان کے خفیہ اداروں میں چھپے وہ عناصر جن کی امریکیوں کے ساتھ طویل المدتی شراکت داری کی بنا پر مفادات سات سمندر پار سے منسلک ہو چکے تھے، وہ سارے اس مہم جوئی میں یک زبان ہو کر کچھ یوں سامنے آئے کہ آج تک ان سے اختلاف کرنے والے کو کوئی جگہ ہی نہیں مل پا رہی۔ اسی اثنا میں ''شیطانِ بزرگ'' بھی ''مہربانِ بزرگ'' ہو چکا تھا، اس لیے ان عناصر کو بھی سجدہ سہو کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی کہ ولائت فقیہ کے تازہ ترین حکم کے مطابق امریکی اب اتحادی تھے اور بی جے پی ہمارے بھائی۔ اسی حکم کے تحت بھارت میں موجود ایسے تمام عناصر نے سیاسی طور پر خود کو حکومتی پارٹی میں یوں ضم کیا کہ بجرنگ دل کے سیاسی چہرے نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کے سوادِ اعظم کے حقوق کے خلاف قانون سازی شروع کر دی۔

ایسے میں اقتدارِ سیاست کے وہ کھلاڑی جو نہ تو براہِ راست انتخابات کے ذریعے ''اقتدار کا چہرہ'' بن سکتے تھے، اور اپنی کم وقعتی اور کوتاہ بینی کے باعث ملک کے اندر اقتدار کی بندر بانٹ کی ٹرین مس کر چکے تھے، لیکن جنہیں ہر قیمت پر اقتدار چاہیے تھا' ان کو شامل کر لیا گیا اور یوں قوم کے ہاتھ میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ایک نام نہاد بیانیہ تھما دیا گیا، جس کا واحد مقصد پاکستان کو ایک طویل المدتی خانہ جنگی میں دھکیلنا تھا۔

جب اس طرح بات بنتی نظر نہیں آئی تو پاکستان کے دارالحکومت پر چڑھائی کرنا بھی ضروری خیال کیا گیا۔ دھرنے کے نام پر ہونے والی اس نوع کی تمام چڑھائیوں میں وہ تمام عناصرِ اربعہ پورے تھے، جن کے ذریعے عراق کے دارالحکومت بغداد اور یمن کے دارالحکومت صنعا پر چڑھائی کی گئی تھی۔ نواز شریف کو اقتدار سے ہٹانا تو ایک بہانہ تھا، ورنہ ایران کے حامی مسلح افراد کے جتھے، فوج میں موجود امریکی حامی عناصر اور عام انتخابات میں جیت نہ سکنے والے سیاسی عناصر، سب ہی تو موجود تھے ان نام نہاد دھرنوں میں! لیکن پاکستانی معاشرے نے تمام تر اختلافات کے باوجود اپنی قوت کا اظہار کیا اور ان کی تمام سازشیں ناکام ہوئیں۔

مزے کی بات یہ ہے کہ بھلے وہ سوات آپریشن ہو، یا وزیرستان پر فوج کشی، یہ تمام نام نہاد دھرنا باز عین اسی وقت روبہ عمل آئے جب ملک کے کسی نہ کسی کونے پر ہماری تنخواہ یافتہ فوج ان عناصر کے خلاف روبہ عمل آئی جو کسی بھی طور پر افغانستان میں امریکی شکست کے ذمہ دار تھے۔ یا جنہوں نے امریکہ کو خاک چٹانے میں کسی بھی طور حصہ ڈالا تھا۔ ان دھرنا بازوں کے پروگرام یوں ترتیب دیے گئے کہ میڈیا کی ساری چکا چوند ان کی طرف مرکوز رہے اور اندرونِ ملک نام نہاد آپریشنوں کے نتیجے میں ہونے والی انسانی المیوں پر کسی کی نظر ہی نہیں جاسکے۔

فوجی آپریشن کے اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی اب تک صرف سوات میں ۲۸۰۰ خواتین کے خاوند غائب ہیں اور وہ ''آدھی بیوائیں'' کہلاتی ہیں اور یہ سرکاری اعداد و شمار ہیں۔ لیکن کمال کی بات ہے کہ مسنگ پرسن کے کمیشن کے سربراہ جسٹس جاوید اقبال یہاں پر جاکر اندھے، گونگے اور بہرے ہو جاتے ہیں۔ نہ جانے ان میں سے کتنے تھے جن کی نامعلوم لاشیں جناح بیراج سے برآمد ہو چکی ہیں۔ اداروں کی اس دیدہ دلیری اور بدمعاشی کو بین الاقوامی معاہدوں کے تحت اقتدار لینے والی ملکی سیاسی حکومتوں نے قانون کا غلاف بھی پہنا دیا، قانون سازی کر کے نیشنل ایکشن پلان نامی ''جھنجھنا'' قوم کو تھما دیا جو دن رات بجایا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہاں پر غائب کیے گئے افراد کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ میڈیا کوریج پر پابندی لگا کر اور مقامی صحافیوں کو قتل کر کے حقائق کو نہ جھٹلایا جاسکتا ہے نہ ہی چھپایا جاسکتا ہے۔ روزانہ پاکستان کے معاشرے کو بجلی کے جھٹکے دے کر حیران ہوا جاتا ہے کہ یہ رد عمل کیوں نہیں دیتا اور یہاں پر خانہ جنگی کیوں شروع نہیں ہو رہی۔

جیسا کہ سطورِ بالا میں بیان کیا جا چکا کہ امریکیوں نے پاکستانی معاشرے کے اندر موجود ایسے تمام عناصر کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا جنہوں نے افغانستان میں ان کی شکست میں کسی نہ کسی طور حصہ ڈالا تھا۔ طاقت اور خدائی کا غرور اس فہرست کو پھیلاتے پھیلاتے وہاں تک لے گیا کہ اگر کسی پاکستانی نے ڈیورنڈ لائن کے اس طرف امریکی کی پٹائی پر قہقہہ لگایا یا تالی بھی پیٹی تھی تو اس کو عبرت کا نشان بنا دینے کا اہتمام کیا گیا۔ لیکن یہ سزا صرف پاکستانیوں کے لیے ہی مخصوص تھی۔

امریکہ اور یورپ میں افغانستان میں امریکی جنگ کے موضوع پر جتنی بھی کتابیں ان کے واقفانِ حال جرنیلوں، جاسوسی اداروں کے سربراہوں اور خارجہ امور کے افسروں نے لکھی تھیں، ان سب میں یہی اعتراف موجود تھا کہ امریکی یہ جنگ ہار چکے ہیں! بس اعلان و

اعتراف کرنا باقی تھا۔ لیکن چونکہ غصہ بڑا عقل مند ہوتا ہے اور ہمیشہ کمزور پر ہی آتا ہے اس لیے سزا اور صرف اہلِ پاکستان ہی ٹھہرے اور امریکیوں کی طرف سے یہ بیان گھڑا گیا کہ ''چونکہ افغانستان کی اس جنگ میں پاکستان نے ہماری پورے دل سے مدد نہیں کی اس لیے ہم یہ جنگ ہار گئے''۔اور یوں پاکستانی معاشرے میں جس نے بھی امریکی شکست کی بات کی اس کو عبرت کا نشان بنانے کا آغاز ہو گیا۔

لیکن اس ساری نسل کشی کے عمل میں اصل مسئلہ مقامی ایجنٹ افراد یا اداروں پر اعتماد کے فقدان کا تھا۔اس لیے ایک طرف تو براہِ راست نگرانی کا نظام قائم کیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی متوازی نظام بھی قائم کر دیا گیا۔اس عرصے میں مقامی طور پر ایسے مطلوب افراد کی گرفتاری، جعلی پولیس مقابلوں میں قتل اور تفتیش کے نام پر ان پر بدترین تشدد کی ہر کارروائی میں کوئی نہ کوئی ''بے نامی'' گواہ ضرور موجود ہوتا۔ بعض کارروائیوں میں اس نے منہ بھی ڈھانپا ہوتا تھا کہ تاکہ پہچانا بھی نہ جائے۔بہت سے لوگوں نے جو درد کا یہ دریا گزار کر آئے ہیں' وہ یہی بیان کرتے ہیں کہ سی ٹی ڈی کے اہل کار انہیں یہی کہتے کہ وہ تو یہ کچھ نہیں کرنا چاہتے ،بس اس منہ ڈھکے گورے کا دباؤ ہے، جس کا ان کو نام بھی پتہ نہیں ہوتا تھا۔اس قبیح کام کو سرانجام دینے والے پولیس افسران کو امریکہ لے جا کر بھی تربیت دی گئی اور جو نیک نام وہاں نہ بلائے جا سکے ان کی تربیت کے لیے پہلے امریکی اور بعد میں ترکی سے ''ماہرین'' کو پاکستان میں اتار دیا گیا۔یوں تادمِ تحریر ملت فروشی اور ذلت فروشی کا یہ کاروبار پورے کروفر سے جاری ہے۔

اگر آپ کو یاد ہو تو ان ساری کارروائیوں کے نتیجے میں پورے ملک میں ایک اودھم سا مچ گیا تھا۔ہزاروں لوگ نیشنل ایکشن پلان کے اعلان سے پہلے ہی اٹھا کر غائب کر دیے گئے تھے۔ جن میں سے اکثریت کا ابھی تک نہ تو سراغ ملا ہے اور نہ ہی ان کے بارے میں ہمارے ''دنیا کے نمبر ون'' اداروں کو کچھ پتہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں بم دھماکوں اور خودکش حملوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور یوں لگ رہا تھا کہ ہمارے معاشرے کا جوڑ جوڑ ہل رہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میڈیا پر تسلسل کے ساتھ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری جنگ ہے'' اور ''ہمارے اس جنگ میں ایک لاکھ لوگ شہید ہوئے ہیں'' کے بیانیوں کو آگے بڑھایا جاتا رہا۔ایک موقع پر تو لگتا تھا کہ ملک خاکم بدہن واقعی خانہ جنگی کے دہانے پر پہنچ گیا ہے۔

خیر جب ماڈل ٹاؤن کے ایک گھر میں سے ایک سی آئی اے کے علاقائی یہودی رابطہ کار' جو پنجاب پولیس کے سی ڈی ٹی کی حفاظت میں سرگرم عمل تھا' کو اغوا کر کے افغانستان لے جایا گیا اور ریمنڈ ڈیوس نے بیچ چوراہے میں بھانڈہ پھوڑ دیا کہ امریکی کس طرح ہر گلی محلے میں کتوں کی طرح بو سونگھتے پھر رہے ہیں تو پھر امریکیوں کو اتنے ننگے طریقے سے کسی دوسرے ملک میں سرگرمِ عمل ہونے کی بات طشت از بام ہو جانے سے مقامی ایجنٹوں کو اپنی فکر پڑ گئی کہ امریکیوں نے تو یہ کارروائیاں کر کے جان ریمبو فلم کے ہیرو کی طرح یہاں سے ''اکیلے'' واپس چلے جانا ہے اور معاشرے کے زخم خوردہ افراد کا سامنا ہم نے کرنا ہے۔ اس لیے ہمیں پنجاب پولیس اور پاک فوج کے ان کارروائیوں سے منسلک بہت سے افسران کی امریکہ اور کینیڈا امیگریشن کے معاملات نظر آئے۔

حال ہی میں پاکستانی میڈیا پر چھا جانے والے گلوکارہ اور ماڈل گرل مومنہ مستحسن ایسے ہی خاندانوں کی چشم وچراغ ہیں۔موصوفہ کے حال ہی میں ریٹائر ہونے والے پاک فوج کے بریگیڈیئر والد اس وقت امریکی شہری ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ بھی یہی حیثیت رکھتی ہیں۔ بھائی پاک فوج میں کپتان ہیں،اور پاکستانی میڈیا میں ان کا استقبال دیکھیں ذرا! لیکن امریکی شہریت کے عمل سے واقف حال لوگوں کا خیال ہے کہ نارمل عمل کے ذریعے اگر کوئی یہ کوہِ ہمالیہ سر کرنا چاہے تو اسے کم از کم آٹھ دس سال درکار ہوتے ہیں۔اب دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو بریگیڈیئر صاحب نے شہریت کی درخواست اس وقت ہی دے دی ہو جب وہ میجر تھے،جو قرینِ قیاس نہیں لگتا۔اور دوسرا وہی عمل ہے جس کے تحت امریکی صحافی سیموئر ہرش کے مطابق اسامہ بن لادن کی جاسوسی کرنے والے پاکستانی فوج کے افسر کو امریکی شہریت دی گئی۔

ادھر دوسری طرف پاکستان میں متعین اپنے امریکی ریمنڈ ڈیوسوں پر خاصہ خرچا ہو رہا تھا اور پارٹی پالیسی کے مطابق امریکیوں کی پالیسی کو اپنی سرکاری پالیسی بنانے والی سیاسی پارٹیوں' پاکستان پیپلز پارٹی،اے این پی اور متحدہ قومی موومنٹ نے قومی سطح پر بدمعاشی،بدعنوانی اور لوٹ مار کا وہ بازار گرم کیا کہ امیج سازی پر خرچا بہت بڑھ گیا۔اس لیے پالیسی میں تبدیلی یہ کی گئی ،اور پاکستانی حکام کی طرف سے اسے خوش آمدید کہلوایا گیا کہ آپ جتنا پیسہ ان ریمنڈ ڈیوسوں کو دیتے ہیں،اس سے آدھا ہمیں دے دیں تو یہ ''ڈرٹی جاب'' ہم کر دیں گے۔یہ چاروں صوبوں میں سی ٹی ڈی کے محکمے اور ان پر سابق کرنل یا سابق میجر وزرا کی تعیناتی اسی بات کی چغلی کھاتی ہے کہ پاکستان کے اندر اس حرام خوری کا ''سول ایجنٹ'' کسے متعین کیا گیا ہے!

ظاہر ہے کہ کوئی نہ کوئی سر پھرا کہیں نہ کہیں یہ پوچھ بیٹھتا کہ اگر ''دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری جنگ ہے'' تو پھر اس کی ادائیگی امریکیوں سے کیوں لی جاتی ہے؟اپنی جنگ ہے تو ہمیں خود اپنے خرچے پر لڑنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی دوسرا ایسا ملک اس جنگ کی ادائیگی کرتا ہے جہاں پر لوگ اپنے والدین پر پانچ ڈالر خرچ کرنے کی بجائے انہیں اولڈ ہوم میں داخل کروا دیتے ہیں تو ان کی چھاتیوں میں ہمارے لیے دودھ کیوں اترا ہوا ہے؟اس کا تو واضح مطلب یہی ہے کہ یہ جنگ ہم ''کرائے کے ٹٹو'' کے طور پر لڑ رہے ہیں۔اور اس کے پورے پیسے بھی نہیں پکڑ رہے اور اگر پیسے آ بھی رہے ہیں تو وہ کسی فرد کی جیب میں جا رہے ہیں،جب کہ ریاست یا اس کے کسی ادارے کو تو کچھ بھی نہیں مل رہا۔

اب دیکھنا یہ بچتا ہے کہ تعاون کا یہ سارا تکلف 'ادارہ جاتی ہے یا پھر ادارے کے کچھ لوگوں کے ایک منظم گروہ کی انفرادی واردات ہے۔ دوسری بات کچھ قریبِ قیاس بھی لگتی ہے لیکن اس کے بارے میں لکھتے ہوئے قلم کانپتا ہے کیونکہ بات پھر نا قابلِ تردید حقائق کی طرف چلی جاتی ہے، جن کی کھوج لگانے والوں کو دن دیہاڑے آخرت کی راہ دکھادی جاتی ہے۔

امریکیوں کی قدم بوسی میں ہمارے قومی ادارے اس حد تک جاچکے ہیں کہ خطے میں امریکہ کا تازہ اتحادی بھارت' گزشتہ اٹھائیس سال سے مقبوضہ کشمیر میں چلنے والی مسلح تحریک کو کچلنے کے لیے جنگی جہاز اور وہ اسلحہ استعمال کر سکے جو ہم نے قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں استعمال کر کے وہاں پر ملکی سلامتی اور یک جہتی کی فصل توپ کے دہانوں سے بوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب بھارت کو بھی یہ حوصلہ ہوا ہے کہ وہ نا صرف کشمیر میں ظلم و ستم کا بازار گرم کر دے بلکہ ہم سے اسی ''پروٹوکول'' اور ''سہولتوں'' کا مطالبہ کرے جو ہم امریکیوں کو فراہم کر رہے ہیں۔ یعنی جب اس کا دل کرے وہ ہمارے سرحدوں میں گھسے، جس کو چاہے گرفتار کر کے قتل کرے اور اس کی ذمہ داری ہمارے ادارے دھڑلے سے قبول کریں، جس کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہو۔

حالیہ دنوں میں بھارت کی طرف آزاد کشمیر میں سرجیکل سٹرائیک کا دعویٰ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس پر پاک فوج کے ایک دفاعی تجزیہ نگار نما سابق فوجی افسر نے کچھ یوں فرمایا: ''بھارت کی طرف سے ہونے والا مبینہ حملہ سرجیکل سٹرائیک نہیں ہے، سرجیکل سٹرائیک تو وہ تھی جو امریکیوں نے ایبٹ آباد میں کی تھی''۔ ایسے اذہان کے بارے میں کیا کہا جائے، یہ تو آپ سوچ لیں۔ لیکن کیا یہ اس امر کی غمازی نہیں کرتے کہ کوئی نہ کوئی ''انڈرسٹینڈنگ'' یا ''معاہدہ'' موجود ہے جو مسلسل قوم سے چھپایا جارہا ہے۔ لیکن اس طرح کے ہونے والے اس معاہدے کے برعکس اس کی قیمت پاکستانی قوم کو ادا کرنا پڑرہی ہے۔

دوسری طرف سرکاری ادارہ نکٹا ہے کہ وہ ہر سال ''ایک لاکھ لوگ شہید ہوگئے'' والے بیانئے سے ہوا نکالتا رہتا ہے۔ جس پر ہمارے میڈیا پر بیٹھے لوگ مخصوص اذہان وزارتِ داخلہ اور نکٹا کے خلاف خوب خوب زبان دراز کرتے، کیونکہ اس بات سے انہیں ''راتب'' پر براہِ راست زد پڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

ان تمام بیانئوں کو پھیلانے کے لیے پاکستان کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو گھٹیا اور ننگے طریقے سے یوایس ایڈ کے اشتہارات کی صورت میں شروع سے ہی رشوت دی گئی، بعض منصوبوں کی تو لاگت اتنی نہیں تھی جتنی مالیت کے امریکیوں نے اس کے اشتہارات چلا ڈالے۔ کہ گزشتہ ستر سال میں امریکہ نے پاکستانیوں کے لیے کیا کچھ کر ڈالا ہے؟ اس اشتہاری مہم کا اثر اُلٹا ہوا اور حیرت انگیز طور پر آج بھی ہمارے ملک میں کوئی بھی خرابی ہو تو اہلِ وطن عوام بڑے آرام سے فرمادیتے ہیں کہ ''جو کچھ ہو رہا ہے امریکہ کروا رہا ہے''۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ میڈیا پر اسی اشتہاری نوازش کے بدلے میں پاک بھارت تجارت کی بھارتی شرائط پر بحالی اور توہینِ رسالت کے قوانین کے خلاف مہم کے لیے پاکستانی میڈیا نے بھرپور مہم چلائی اور مشرف حکومت کو یہ دونوں کام کرنے کے لیے مساعد حالات فراہم کیے۔ لیکن پھر ان اشتہارات کی بندر بانٹ پر میڈیا کی بلیاں آپس میں لڑپڑیں اور یوں یہ بندر بانٹ جاری نہ رہ سکی۔

ملک کی تمام صوبائی پولیس شعبوں میں کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ (سی ٹی ڈی) کے شعبے بنائے گئے جو کتوں کی طرح ان امریکیوں کو ہدایت کے تحت وہاں لے کر جاتے ہیں جہاں امریکیوں کے مطابق ان کے مخالفین چھپے ہوئے ہیں۔ امریکہ کی نشان دہی پر لوگوں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ ضروری ہو تو ان کو کچھ تفتیش کے لیے لمبی مدت کے لیے کسی محفوظ جگہ پر ''غائب'' کر دیا جاتا ہے اور جب ضرورت پڑے تو گلی میں مرغی کا گوشت بیچنے والے قصائی کی طرح' اس طرح ڈربوں میں ہاتھ بڑھا کر جو ہاتھ میں آئے، اس کو پکڑ کر جعلی مقابلے میں ''چھری پھیر'' کر ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے لوگ دستیاب نہ ہوں تو پھر کشمیر میں جہاد کے جذبہ رکھنے والے 'کشمیر ٹرینڈ بوائز' (کے ٹی بیز) اور افغانستان کے جہاد میں کبھی بھی حصہ لینے والے (اے ٹی بیز) کی ایک بہت بڑی تعداد تو دستیاب ہے۔ جو معاشرے میں پرامن زندگی گزار رہی ہے۔ اور ان کو ہماری فوجی و سیاسی قوتوں نے شیڈول چار میں شامل کر رکھا ہے۔ ان کو پکڑ کر جعلی مقابلوں میں پار کر دیا جاتا ہے (یہی وجہ ہے کہ خواہش اور کوشش کے باوجود کشمیر میں جہاد کے لیے اداروں کو حافظ سعید متاثرین کے علاوہ کوئی اور احمق دستیاب نہیں ہو پارہا)۔ لیکن مقصد ایک ہی ہوتا ہے کہ ''یہ لوگ بغاوت کیوں نہیں کرتے؟'' ان عناصر کو مبارک ہو کہ ان کی محنت رنگ لے آئی، گزشتہ ایک ہفتے میں رحیم یار خان، ساہیوال اور کراچی میں سی ٹی ڈی کے تھانوں پر ہلکی پھلکی کارروائیاں ہو چکی ہیں۔ یہ اس معاملے کی ابتدا ہے۔

مجھے عافیہ صدیقی کو سزا لکھنے والے امریکی جج کے وہ الفاظ نہیں بھولتے جو اس نے فیصلے میں لکھے تھے۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ ''اگرچہ استغاثہ ملزمہ کے خلاف کوئی الزام ثابت کرنے میں سرے سے ناکام رہا لیکن ملزمہ عافیہ صدیقی کے نظریات اور خیالات، جن کا اظہار ان کے خلاف لکھی گئی چارج شیٹ میں کیا گیا ہے (یعنی ملزمہ نے مقدمے کی سماعت کے دوران میں اس کا اظہار بھی نہیں کیا بلکہ یہ تفتیش کار کا خیال تھا) ایسے ہیں جس سے امریکی ہی نہیں پوری دنیا کے امن کو ''خطرہ'' ہو سکتا ہے''۔ اور لگتا یہی ہے کہ یہ الفاظ کسی توجیح کے بغیر نہیں تھے۔ دراصل یہ امریکہ کی عمومی پالیسی کا اظہار تھا۔

میرے دائیں بیٹھنے والے پنجاب یونی ورسٹی کے استاد جناب ڈاکٹر غالب عطا' جو لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (لمز) سے پی ایچ ڈی تھے، اور بائیں طرف بیٹھنے والے ڈاکٹر سلیم

بشیر جو ہڈیوں کے ماہر ڈاکٹر تھے، انہوں نے تو کبھی طورخم بھی پار نہیں کیا تھا۔ ان کا واحد جرم تو یہی تھا کہ وہ ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کی طرح اس ملک میں اسلام کی سربلندی کے خواہش مند تھے۔ لیکن ان کو غائب کیے ہوئے سال بھر سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اور ان کی زندگی کی خبر اور سلامتی کے سوالات کے حوالے سے کسی جگہ کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ الٹا ان کے خاندان کے افراد کو دھمکانے کے لیے پولیس کے افسر، شراب کے نشے میں دھت ہو کر رات کو دو بجے ''تفتیش'' کرنے پہنچ جاتے ہیں۔ رات کے اس پہر ان کی بیویوں اور جوان بچیوں سے 'اکیلے' میں تفتیش کرنے کا اصرار کرتے ہیں۔ اس طرح کی تفتیش کے دوران میں ان پولیس افسران کی خرمستیوں کی تفصیلات جو اس طرح کی عفت مآب بیٹیوں نے ہم تک پہنچائی ہیں، وہ سوچ کر بھی خون کھول اٹھتا ہے۔ اس لیے لکھنے کا یارا نہیں، لیکن ذلیل کرنا اور کسے کہتے ہیں؟

ایسے میں ہماری سیاسی حکومت نے باوردی اداروں کی ان کارروائیوں سے خود کو الگ کرنے کے لیے ''فوجی عدالتوں'' کا قانون پاس کر کے بڑی چالاکی سے خود کو اس ساری حرام زدگی اور اس کی ممکنہ ذمہ داری سے الگ کر لیا۔ یعنی اگر تمہارا کوئی ''اریجنمنٹ'' ہے تو اس کی ذمہ داری بھی تم ہی قبول کرو، ہم اس کی ذمہ داری سے ماورا ہیں۔ تاہم کیونکہ پہلے زرداری اور پھر نواز شریف کو اقتدار ملا ہی اس شرط پر تھا کہ وہ خطے میں امریکی بیانیے اور منصوبوں کو آگے بڑھائیں گے، اس لیے سیاست دان بڑے باریک طریقے سے امریکی مفادات کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ لیکن اس کی ذمہ داری سے خود کو بچا بھی رہے ہیں۔ دوسری طرف سیاست دانوں نے بڑے غیر محسوس طریقے سے امریکہ بھارت اور ایران کے ساتھ ساتھ اب روس کو بھی قومی معاملات میں سٹیک ہولڈر بنا لیا ہے اور یوں اب معاملات صرف واشنگٹن کے ''کُن'' کے مرہونِ منت نہیں رہے۔

کمال کی بات تو یہ ہے کہ پاکستان کے اندر تخریب کاری، دہشت گردی اور بھارت کے ایجنٹ ہونے کے الزام میں گرفتار ہونے والے تمام لوگوں کو روائتی (اور بقول ان کے کرپٹ اور سست نظام کے تحت) جلا کر مار دینے اور گیارہ مئی کے دن میڈیا کی آنکھوں کے سامنے کراچی کی سڑکوں پر قتل عام کرنے، اور بھارت کے ایجنٹ ہونے اور پاکستان مردہ باد کے نعرے لگانے والوں کو تو فوجی عدالتیں ہاتھ تک نہیں لگاتیں۔ بلکہ ان کو تو اس نظام سے پاک اور پوتر بنا کر میئر کے عہدے پر فائز کیا جا رہا ہے اور پھر ان کے لیے ''کمال کی لانڈریاں'' کھول دی جاتی ہیں۔ لیکن پنجاب اور کے پی کے میں ان قبیح الزامات سے کہیں کم نوعیت کے ملزموں کو صفائی کا موقع اور وکیل تک رسائی دیے بغیر پھانسی گھاٹوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے امریکی اور بھارتی ایجنٹوں کو نہیں بلکہ امریکی جارحیت اور پالیسیوں کے خلاف سوچنے والون کو عبرت کا نشان بنانا مقصود ہوتا ہے، امن قائم کرنا نہیں!

گزشتہ سے پیوستہ سال کی بات ہے ہم نے اپنے ریڈیو پروگرام میں ایک خبر چھوڑی کہ لاہور میں بیدیاں روڈ پر پولیس ٹریننگ سکول کی اگلی طرف ایک ایسی عمارت تعمیر کی جا رہی ہے جس میں پچاس ہزار سے زائد لوگوں کو قیدِ تنہائی میں رکھنے کی سہولت دستیاب ہو گی، اور حیرت انگیز طور پر اس کے آس پاس ہی امریکی بھی لاہور کے قونصل خانے کے لیے وسیع و عریض جگہ لینے کے خواہش مند ہیں۔ اس خبر کے چھوڑنے کے کچھ ہی گھنٹوں کے بعد ''دنیا کے سب سے بڑے خفیہ ادارے'' کے مقامی حکام نے ہم سے اس خبر کا منبع جاننے کے لیے رابطہ کیا اور ایسی کسی سرگرمی کی سختی سے تردید کی۔ لیکن اس عظیم الشان عمارت کی تعمیری سرگرمی میں کوئی کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ یہ کن کی خواہش پر کن لوگوں کو 'غائب' کرنے کے لیے بنائی جا رہی ہے؟ اس سمجھنے کے لیے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں!

گزشتہ سال کے آخری ہفتے میں ماسکو میں روس، چین اور پاکستان کے دفترہائے خارجہ کے اعلیٰ افسروں کا ایک اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کے بارے میں جو باتیں سامنے آئی ہیں یہ اپنی جگہ لیکن اس وقت ہمارے دوسرے اداروں کے لیے کیا یہ ضروری نہیں ہو گیا کہ وہ اپنی موجودہ پالیسیوں پر نظرثانی کریں؟ اور ظلم و بربریت کی وہ داستانیں جو انہوں نے فاٹا اور کے پی کے میں بندوقوں کے ذریعے بوئی ہیں، وہ امریکی تھنک ٹینک کے مطابق ''پتلا پاکستان'' بنانے کی بنیاد بننے کے لیے کافی ہیں۔ اسے ہماری کم از کم ایک نسل تو بھگتتی رہے گی۔ اب تو امریکہ نے وردی بردار اور سویلین اداروں کی تمام قسم کی گرانٹس اور فنڈز بھی روک لیے ہیں۔ تو پھر محض گڈوِل اور خوشنودی جیتنے کے لیے یہ تمام دلدر کیوں؟

☆☆☆☆☆

اعلام کے شہ سواروں کے نام!

''اس عظیم فرض کو ادا کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے لیے اخلاصِ نیت، صدقِ دل سے، توجہ اور محض اسی کے لیے ہو جانے کو نہ بھولیے۔ اس لیے کہ آپ کے کام میں یہی نزولِ برکت کا سبب ہے۔ آپ جہاد کی زندہ آواز ہیں، اس کا چمکتا ہوا نیزہ ہیں، اس کے بھڑکنے والے گولے ہیں جنہوں نے بیت ابیض (وائٹ ہاؤس) میں بیٹھے ائمۃ الکفر کی نیندیں اڑا دیں۔ آپ واقعی اللہ کے بہادر جوان، متقی اور گم نام، نظروں سے اوجھل اور چھپے ہوئے مردانِ کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو چنا ہے تاکہ آپ ہمت بڑھانے، عزم مصمم کرنے اور مومنوں کے لیے ثابت قدم رہنے کا سبب بنیں''۔

[شیخ مصطفیٰ ابو یزید رحمہ اللہ]

گستاخ بلاگرز کی رہائی... علاج کیا ہے؟؟؟

رحمت اللہ جوگیزئی

جنوری کے ابتدائی ہفتے میں چند بلاگرز اور نام نہاد سوشل میڈیا ایکٹوسٹ کی گمشدگی کی خبر سامنے آتی ہے۔ لاپتہ ہونے والے بلاگروں میں صرف سلمان حیدر ہی میڈیا کے حلقوں میں اپنی شناخت رکھتا تھا اور اپنی نظم ''میں بھی کافر تو بھی کافر'' سے ملحدین اور روافض کے حلقوں میں پہلے ہی داد و تحسین وصول کر رہا تھا۔ ملحدانہ نظریات کی ترویج کے ساتھ ساتھ فوج کی بلوچستان کے متعلق پالیسیوں کے متعلق بھی ناقدین میں سے تھا۔ لیکن گمشدہ ہونے والے دوسرے اشخاص جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ بلاگر اور انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے ایکٹوسٹ تھے 'اس کا کوئی ثبوت نظر نہیں آتا۔ غالب گمان یہی ہے کہ ان افراد کو توہین مذہب کے الزام سے بچانے کے لیے راتوں رات ''بلاگر اور سماجی کارکن'' بنا دیا گیا۔

بہر حال یکے بعد دیگرے ان کی گمشدگیوں کے بعد ''سول سوسائٹی'' نامی مافیا کا احتجاج شروع ہوتا ہے۔ گو کہ احتجاج کی فوٹیج دیکھ کہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان مظاہروں میں کس طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد شریک تھے؟ ان کی تعداد کتنی تھی جس کو میڈیا پر خوب کوریج دی گئی اور پرائم ٹائم میں گھنٹہ گھنٹہ بھر کے ٹاک شوز کا حصہ بنایا گیا۔ یہ صورت حال چند دن قائم رہی کہ معاملہ نیا رخ اختیار کرتا ہے... سوشل میڈیا پر عرصۂ دراز سے اللہ تبارک و تعالیٰ، رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، امہات المومنین رضی اللہ عنھن، آیاتِ قرآنی اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک اور گستاخانہ فحش مواد نشر کرنے والے پیجز ان افراد کی گمشدگیوں کے بعد تعطل کا شکار ہوتے ہیں پھر ان افراد کے متعلق انہی میں سے بعض پیجز پر پوسٹ کیا جاتا ہے کہ ''وہ ہماری تحویل میں ہیں''۔ مطلب صاف ظاہر تھا ان افراد سے پوچھ گچھ کے دوران میں ان سے پاس ورڈ لیے گئے جس کے بعد طے ہو گیا کہ شیطان کے یہی وہ چیلے ہیں جو ان گستاخانہ صفحات کے ایڈمنز تھے۔ ایک ٹی وی پروگرام میں ایجنسیوں کے ہاتھوں اٹھائے جانے والے شخص وقاص گورایا کا فرسٹ کزن انکشاف کرتا ہے کہ گستاخانہ صفحے (بھینسا) کا ایڈمن اس کا کزن وقاص گورایا ہی ہے اور وہی یہ پیج ہالینڈ میں بیٹھ کر چلا رہا تھا۔ اس کہانی کے کھلنے کے بعد سوشل میڈیا پر شور مچتا ہے۔ یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی صریح گستاخیاں جو شاید انسانی تاریخ میں اس سے قبل نہ ہوئی ہوں، فیس بک اور ٹوئٹر پر ان آئی ڈیز اور صفحات کے ذریعے کی گئیں۔ اب جب کہ یہ حقیقت کھلی کہ ان پیجز کے پیچھے یہی درندے اور کائنات کی رذیل ترین مخلوق تھیں تو ان کو کیوں نہ کیفر کردار تک پہنچایا جائے؟

لیکن ایسا نہیں ہوا اور ہوتا بھی کیوں! ؟ یہ گستاخ بلاگرز 'اسلام پسندوں کا کتوں کی مانند کھوج لگانے والی طاقتوں کے زیر عتاب آئے تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ یہ دین کا مذاق اڑاتے ہیں بلکہ وجہ ان کی فوج کی پالیسیوں پر تنقید تھی، جس پر قابو پانے کے لیے کچھ ''ٹیوننگ'' کی ضرورت تھی۔ ساتھ ہی ساتھ یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ اس ملک میں فوج اور فوج کے مفادات کے خلاف لب کشائی برداشت نہیں کی جائے گی۔ بالآخر پہلے سلمان حیدر کو رہا کیا گیا پھر عاصم سعید اور دیگر 'بلاگرز' رہا ہوئے۔ عاصم سعید (ایڈمن بھینسا) تو اگلے ہی روز ہالینڈ فرار ہو گیا۔

آج کسی قسم کی جہادی ویب سائٹ چلانا کم از کم پاکستان میں ممکن نہیں۔ کسی نہ کسی طرح یہ ایجنسیاں اس کی کھوج لگائیں گی اگر کھوج نہ لگا سکیں تو کم از کم ویب سائٹ کو بند تو کروائیں گی۔ لیکن گستاخانہ مواد پھیلانے والے صفحات بدستور چل رہے ہیں۔ ان کو بند کروانا یا ان کے پس پردہ اشخاص کو گرفتار کرنا تو دور کی بات، انہیں بلاک کرنے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ ان پیجز پر سلمان حیدر کی رہائی کی مبارک باد بھی دی گئی۔

یہ سطور تحریر کرتے وقت میں یہی سوچ رہا ہوں کہ آج سے پہلے دنیا بھر میں جب کبھی بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کی گئیں' چاہے گستاخیاں کرنے والے سمندر پار ہی کیوں نہ ہو' لیکن امت کے بیٹوں نے کسی نہ کسی طرح کہیں نہ کہیں اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر حق ادا کرنے کی کوشش کی اور یہ ثابت کر دیا کہ چاہے ہماری جانیں چلی جائیں، کھالیں ادھیڑ دی جائیں یا ہمارے جسموں میں گرم سلاخیں پیوست کر دی جائیں، یہ سب اس تکلیف سے زیادہ نہیں جو ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیوں سے ہوتی ہے... دورِ حاضر میں عامر چیمہ رحمہ اللہ، ممتاز قادری اور کواشی برادران تو اپنی جانیں دے کر دنیا بھر کے مسلمانوں کے سینوں کو ٹھنڈک پہنچا گئے اور اس عہد کو نبھا گئے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب: ۶)

''پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں''۔

لیکن ان کا یہ فعل کیا کروڑوں مسلمانوں کے اس ضمن میں فرائض ادا کر گیا؟؟؟ کیا بحیثیتِ مجموعی اجتماعی سطح پر ایسا ردعمل دینا ضروری نہیں جس کی مثال افغانستان مصر لیبیا اور یمن نے پیش کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ فلم بنائی گئی تو افغانستان، مصر، یمن اور لیبیا کی عوام ان ملکوں میں موجود امریکی سفارت خانوں پر چڑھ دوڑے۔ اس سے قبل جب سات سمندر پار گستاخیاں ہوئیں تو ہم نے یہاں جلسے جلوسوں اور احتجاجی مظاہروں میں شرکت کر کے اور سوشل میڈیا پر چند لائنیں لکھ کر دل کی تسلی کر لی کہ ہم کر ہی کیا کر سکتے تھے تو اب تو حجت تمام ہو گئی... کلمہ طیبہ کے نام پر بننے والے ملک اور ''اسلام کا قلعہ''

کہلانے والی مملکت میں بیٹھ کر کوئی سالہا سال تک اللہ تعالیٰ اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہزاروں مرتبہ گستاخیاں کرتا رہا، آخر کار اس کا چہرہ بے نقاب ہوا، اور اب وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری غیرت کو للکارتے ہوئے دندناتا پھرے گا...

ہمارے معاشرے کے مختلف طبقات کا جائزہ لیں کہ وہ ان درندوں کے اس قبیح فعل سے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ کتنے مسلمان اس سنگین نوعیت کے مسئلے سے لاعلم، کتنوں کو خبر بھی ہے تو اُن کا ردعمل کیا ہوتا ہے؟ کہ آیا ان ناسوروں کو ان کے انجامِ بد تک پہنچانا درست فعل ہے یا اسی نظام و قانون کی طرف امید لگانا مسئلے کا حل ہے، جو ان درندوں کو تقویت پہنچاتا ہے، ان کی حفاظت کرتا ہے۔ بحیثیت قوم ہم جائزہ تو لیں کہ ہمارے احساسات کیا ہیں! جب کسی انسان میں احساس ہی مر جائے تو اس سے کسی ردعمل کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے! مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ' قادیانی فتنے کے متعلق حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی بے قراری اور پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ''میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا تھا جتنا کہ امام العصر کو، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں ایک زخم ہو گیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے۔ جب مرزا کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے: لعین بن لعین، لعین بن قادیان... اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی۔ فرماتے تھے: لوگ کہیں گے یہ گالیاں دیتا ہے، فرمایا کہ: ہم اپنی نسل کے سامنے اپنے اندرونی دردِ دل کا اظہار کیسے کریں؟ اور ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ و غضب کے اظہار پر مجبور ہیں''۔

گناہوں سے لتھڑی اس زندگی میں اگر ہمارا کوئی اثاثہ تھا تو وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی تھی... اگر اس موقع پر ہم نے معذرت خواہانہ رویہ اپنایا تو کیا اس بات کا ثبوت نہیں ہوگا کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اس نعمت سے بھی محروم کر دیا۔ ایک طرف اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ ہے جو اندھوں کی طرح میڈیا کی خبروں پر یقین کر کے ان کی تصدیق کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا۔ نہ جانے کتنے ہی افراد کلمہ گو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر ان گستاخوں کی کسی نہ کسی پیرائے میں حمایت یا وکالت بیٹھتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک طبقہ ہے جس کی نظر میں ان گستاخوں کی حکومت کو شکایت کر کے ایف آئی آر درج کروا کے ہمارا فرض پورا ہو جاتا ہے، اس سے آگے کوئی راہ ڈھونڈنا یا انتہائی قدم اٹھانا جس سے ملکی قوانین ٹوٹنے کا اندیشہ ہو' اس کے لیے کروڑوں کی آبادی والے اس ملک کے نوجوان کسی ممتاز قادری، کسی غازی علم دین، کسی کواشی کے منتظر ہیں... اگر ایسا ہے تو خدارا اس سوال کا جواب بھی دے دیجیے کہ ہمارے اس ردعمل پر ہمیں کوئی احساس ندامت بھی ہے؟ کوئی احساس جرم بھی ہے؟ کیا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس انگریز کے مسلط کردہ غلیظ قوانین سے کم تر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع بھی ہم انگریز کے بنائے گئے دائروں میں رہ کر کرنا چاہتے ہیں اور اس پر ہمیں کوئی پشیمانی بھی نہیں!

خلیفہ ہارون رشید نے جب امام مالک رحمہ اللہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم دریافت کیا تو امام مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے:

ما بقاء الأمه بعد شتم نبیها

''اس امت کے باقی رہنے کا کیا جواز ہے جس کے نبی کو سب و شتم کا نشانہ بنا ڈالا جائے'' (کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض المالکی)۔

چاہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے والے کعب بن اشرف یہودی کا قتل ہو یا ابو رافع کا، ہجو کرنے والی یہودیہ عصماء بنت مروان کا قتل ہو یا گستاخ رسول ابوعفک کا قتل یا فتح مکہ کے موقع پر قتل کیے جانے والے عبد العزیٰ بن خطل، اس کی لونڈی، حویرث بن نقید اور حارث بن طلاطل کا قتل... کیا ان سب واقعات کا بغور مطالعہ کرنے والا شخص کسی بھی طرح حیلے بہانے کر سکتا ہے جو آج ہم گستاخیوں کے آگے بند باندھنے کے لیے احتجاجی مظاہروں اور آئین و قانون سے اس فرض کی ادائیگی کی بھیک مانگتے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تو اپنے قول و عمل سے ہمیں راہ دکھلا گئے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی ناقص عقلوں کے تراشیدہ جمہوری طریقوں کی پیروی کریں۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

> ''جو ملعون اور موذی بھی سید الاولین و الآخرین (علیہ الصلوہ والسلام) کی شانِ عالی میں گستاخی اور سب و شتم کرے، اس کے بارے میں کسی مومن کا دل ٹھنڈا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس گستاخ کو سخت اذیت و مار پیٹ کے بعد قتل نہ کیا جائے یا سولی پر نہ لٹکا دیا جائے، کیونکہ وہ اسی سزا کا مستحق ہے اور ایسی سزا ہی اس جیسے دیگر خبثا کو اس قبیح فعل کے ارتکاب سے روک سکتی ہے''۔ (رسائل ابن العابدین)

لٰہذا ان خبیث گستاخوں کا ترصد (ریکی) کرنا، انہیں تاک تاک کر نشانہ بنانا، ان کے لیے گھات لگانا، ان کی گردنوں کو مارنا، ان کے سینوں کو پھاڑنا... یہ اس ملک کے ہر اُس نوجوان کے ذمہ فرض ہے جو کہ آخرت میں رب ذوالجلال والاکرام کے دربار میں کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حریص ہے اور حوضِ کوثر پر جام کوثر' ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے نوش کرنے کی حسرتیں دلوں میں بسائے ہوئے ہے! اس معاملے میں نہ معاشرہ کی انارکی پھیلنے کی پرواہ ہے نہ ہی لاقانونیت بڑھانے کے طعنوں سے کچھ لینا دینا ہے! کفریہ قانون اور طاغوتی آئین کی بانسریاں جنہوں نے بجائی ہیں وہ بجاتے رہیں! یہی قانون اور آئین ہی ان گستاخوں کا اصل پشتی بان اور محافظ ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اس آئین اور قانون سے ماورا ہو کر ہی ان گستاخوں کی بوٹیاں نوچیں گے! ان شاءاللہ!

☆☆☆☆☆

گمشدہ!لاپتہ!

عبداللہ طارق سہیل

سیکولر اور لبرل ہونا بھی کیسی خوش قسمتی کی بات ہے۔ پتہ تو اس کا پہلے بھی تھا لیکن اتنا نہیں۔ خبر ہے کہ جو سیکولر اور لبرل بلاگر لاپتہ ہیں، ان کا مسئلہ اب بین الاقوامی ایشو بنا گیا ہے۔ دھڑا دھڑ باہر سے پیغامات آرہے ہیں، نشریاتی اداروں کے پروگرام نشر ہو رہے ہیں، طباعتی ادارے مضمون چھاپ رہے ہیں، ویب سائٹس پر لنک بن رہے ہیں، اندرون ملک دہائی مچی ہوئی ہے، مظاہرے ہو رہے ہیں۔ یہ سب کس لیے؟ صرف اس لیے کہ لاپتہ ہونے والے سیکولر ہیں! کرتے ٹوپی والے مولویوں کے لاپتہ ہونے کی کسے پروا ہوئی؟ سیکڑوں نہیں ہزارہا بے نام و نشان ہوگئے لیکن ان لاپتگان کا کسی کو پتہ ہی نہیں۔ کوئی بولتا بھی نہیں، انسانی حقوق کے ادارے بھی چپ، غیر ملکی میڈیا کی تو بات ہی مت پوچھو، کوئی اسے خبر کر دے تب بھی خبر نہیں ہوگی۔ اندرون کا حال یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے ایک کارکن سے پوچھا کہ سراج الحق ان گمشدوں کے بارے میں کیوں نہیں بولتے تو بولے اس لیے کہ پھر ہمیں نیا امیر منتخب کرنا پڑ جائے گا! مطلب خود سراج الحق بھی لاپتہ ہو جائیں گے! جے یو آئی والوں سے شکوہ کیا تو کہا: ارے بھئی! ہمارے اوپر تو پہلے ہی ''را'' کا ایجنٹ ہونے کا الزام ہے اور لاپتگان پر بولتے تو دو، دو نقصان ہو جائیں گے۔ ایک یہ کہ کیا پتہ پھر ڈیرہ اسماعیل خان کے جامع العلوم کے اندر سے ''را'' کا ہیڈ کوارٹر دریافت کر لیا جائے گا اور دوسرے یہ کہ ہمارے پہلے ہی سیکڑوں لاپتہ ہیں، ان کی گنتی دوچند ہو جائے گی۔

....

لاپتہ بلاگر کے حق میں اسلام آباد میں سول سوسائٹی نے مظاہرہ کیا۔ اس پر لگے بینر سے یہ نکتہ کھل گیا کہ ''انسانی حقوق'' سب کے لیے نہیں ہوتے، چیدہ اور منتخب افراد ہی کے لیے یہ نعمت خاص ہے۔ بینر زیر لکھا ہوا تھا: ''لبرل دانشوروں'' کو بازیاب کرو۔ یعنی جو دوسرے ان گنت لاپتہ ہیں، وہ جہاں ہیں وہیں خوش رہیں البتہ ''ہمارے'' ضرور رہا ہونے چاہئیں۔ یعنی معاملہ انسانی حقوق کا نہیں ''لبرل اور سیکولر'' حقوق کا ہے۔ ٹوپی، پگڑی، پاجامے، داڑھی والے کے حقوق نہیں ہوتے!

....

ایک معتبر جریدے نے اطلاع دی ہے کہ لاپتہ ہونے والے بلاگر ڈیڑھ سال سے توہین رسالت کر رہے تھے اور ایسے ایسے تبصرے پوسٹ کر رہے تھے کہ مسلمانوں کے دل پڑھ کر شق ہوتے تھے۔ اس اطلاع کی اہمیت سمجھ میں آئی؟ ایک دو ہفتے، ڈیڑھ دو مہینے نہیں، پورے دو سال سے یہ کام جاری تھا اور ایسی ایسی تحریریں ان لوگوں نے تحریر کیں کہ سلمان رشدی ان کے سامنے بونا لگے اور سچ پوچھئے تو سلمان رشدی ایک ''جوہڑ'' تھا، بدبو دار پانی کا اور یہ حضرات جو لاپتہ ہوئے ہیں، پورا ''بحیرہ مردار'' تھے۔

پورا ڈیڑھ سال وزارت داخلہ کہاں تھی؟ سائبر قانون منظور ہوئے کتنے دن ہوگئے، وہ کہاں تھا؟ اب اسے تو محض اتفاق ہی سمجھئے کہ ڈیڑھ سال تک اس بحیرہ مردار سے اٹھنے والی ''لپٹیں'' کسی کے مشام نیم جاں تک پہنچی ہی نہیں لیکن ادھر ان حضرات نے بلوچوں کے حق میں آواز اٹھائی، ادھر بحیرہ مردار کے محل وقوع کا ٹھیک ٹھیک پتہ چل گیا!

....

آدمی مجرم ہوتا ہے یا بے گناہ۔ اگر کوئی مجرم ہے تو قانون حرکت میں کیوں نہیں آتا۔ کیا قومی اسمبلی نے جملہ انسانی حقوق معطل کر دیے؟ صرف لاپتگان کا معاملہ نہیں، پولیس مقابلے بھی نئے نظریہ پاکستان کا حصہ ہیں۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں ایک ''نیک نام'' وزیر اعلیٰ نے اس آف دی ریکارڈ اپیل کے ساتھ ان مقابلوں کی رسم ایجاد کی تھی کہ عدالتوں سے مجرم چھوٹ جاتے ہیں چنانچہ پولیس کو فوری اور سرسری انصاف کے حقوق دے دیے گئے ہیں۔ پھر کیا ہوا، اخبارات کی فائلوں میں یک طرفہ ریکارڈ موجود ہے۔ دس ڈاکو مارے گئے تو چالیس بے گناہ! سرگودھا کے تین حافظ قرآن بھائیوں کی پولیس کو بھتہ نہ دینے کی پاداش میں ہلاکت کو واقعہ تو کچھ دن اخبارات میں رہا، پھر ان کے خون کی طرح وہاں سے بھی مٹ گیا۔ ایک بارہ سالہ بچے کو پولیس نے ہلاک کر کے ''خطرناک مجرم'' کو کیفر کردار تک پہنچانے کا بھاری انعام بھی پایا۔ اور پھر ہوا کیا؟ کیا جرائم کم ہوگئے یا چار گنا اور بڑھ گئے؟ آپ کے سامنے ہے۔ چوتھائی صدی میں ہزاروں افراد تو پنجاب ہی میں موت کے گھاٹ اتارے گئے اور شرح یہ رہی کہ دس قصور وار تو ۹۰ بے گناہ! کچھ کو پولیس افسروں نے کرائے کے قاتل بن کر مارا اور ان کے دشمنوں سے ''زرِ سپاری'' وصول کر کے محلات بنائے، کچھ کو بعد از مرگ سروں پر انعام رکھ کر مار دیا گیا۔ بعض کو گستاخی کی سزا دی گئی، وہ گستاخی جو بوقت گرفتاری بعض افراد اپنی بے گناہی کے ضمن میں کر ڈالے ہیں لیکن ''کچھ'' اور بھی تھے۔ مافیا کی ایک کہانی میں ''ڈان'' کا ایک نائب کسی کو بلاوجہ مار دیتا ہے۔ ڈان اس سے پوچھتا ہے کہ اسے کیوں مارا؟ نائب جواب دیتا ہے: ''بس یونہی!...'' بس یونہی؟ ڈان نے کچھ ہنس کر، کچھ خفا ہو کر پوچھا اور کہا: ایک گولی پتہ ہے کتنے کی آتی ہے؟ بلاضرورت گولی ضائع کرنے کی کیا ضرورت؟

پنجاب، کراچی، سندھ، بلوچستان اور پختونخواہ کی پولیس سے آج تک کسی نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ بلاضرورت گولی ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ''کچھ'' اور بھی، اسی ضمن میں مارے گئے۔

....

محترم انصار عباسی نے اپنے تبصرے میں لکھا ہے کہ بلوچستان میں اور دوسرے علاقوں میں مذہبی رجحانات رکھنے والے سیکڑوں افراد لاپتہ ہیں۔

سیکڑوں؟ انصار عباسی صاحب تحقیق کر لیں، اتنی گنتی تو صرف شہر لاہور کی ہے! بلوچستان کے ہزاروں لاپتہ افراد کا ذکر تو پھر بھی عالمی میڈیا میں آتا رہتا ہے، پنجاب کے شہروں اور قصبوں سے جو اٹھائے گئے ان کی تو کوئی گنتی ہی نہیں ہے۔

....

ایک قسم ان لوگوں کی بھی ہے جو پرویز مشرف نے ''پر ہیڈ'' یعنی فی کس کے حساب سے امریکہ کو بیچے۔ ان میں ایک ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی ہے۔ اسے مشرف نے زیادہ بھاری قیمت پر بیچا۔ اب امریکہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی حوالگی کے لیے تیار ہے اور اس کے عوض کسی ڈاکٹر کو مانگ رہا ہے جس کا نام ایبٹ آباد کے سانحے کے حوالے سے آتا ہے، شاید شکیل نام ہے! اور حکومت ہے کہ اس پیش کش کو قبول کرنے کے خیال سے ہی لرزاں اور ترساں ہے۔ عافیہ صدیقی پاکستان آگئی تو نہ جانے کون کون سے پردہ نشین بے نقاب کر دے گی اور شکیل ڈاکٹر امریکہ پہنچ گیا تو ''ایبٹ آباد'' پر گرے کتنے پردے اٹھا دے گا! اڑھائی دھرنوں کی مار حکومت کے لیے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن!!!

....

لاپتہ بلاگرز گھر لوٹ آئے۔ صحیح سلامت۔ امریکی اور برطانوی دباؤ کام آیا اور وزیراعظم کی مداخلت بھی۔ پھر وہی خوش قسمتی کی بات کہ لاوارث نہیں تھے، باوارث تھے، وارثوں نے آنکھ دکھائی اور اسیروں کو رہائی مل گئی۔ وزیراعظم نے بھی نوٹس لیا اور وزیر داخلہ نے بھی اور قومی میڈیا نے بھی ہمدردی کا حق ادا کر دیا۔ یہ تو تھے سیکولر، لبرل اور روشن خیال۔ لیکن وہ بے شمار جو سیکولر، لبرل اور روشن خیال نہیں ہیں بلکہ نئے نظریہ پاکستان کے تحت قدامت پسند اور تاریک خیال ہیں، وہی جن پر ''کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں'' والا مصرعہ موزوں ہے۔ کیسے رہائی پائیں؟ کئی برسوں سے لاپتہ ہیں، خود بھی اور ان کی خیر خبر بھی۔ پتہ نہیں چوبیس گھنٹے سات دن کے ''ٹارچر'' کے بعد کوئی ہڈی پہلی مرتبہ بھی بچی ہوگی کہ نہیں۔ خود زندہ بھی ہیں یا کسی کھائی کے کنارے جھاڑی کے نیچے ہمیشہ کے لیے لیٹے پڑے ہیں اور یہ بتانے کے قابل بھی ہیں کہ ماں! میں یہاں پڑا ہوں! چودھری نثار کو کون بتائے کہ یہ سبھی انسان ہیں، چلئے انسان نہ سہی، جانور ہی سہی۔ ہمارا رول ماڈل امریکہ ہے اور امریکہ میں تو جانوروں پر ظلم کے خلاف بھی سخت قانون ہے۔

....

خبر ہے کہ لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز پر قائم آخری مقدمہ بھی خارج ہوا۔ باقی مقدمات میں وہ پہلے ہی بری ہو چکے ہیں۔ اب آخری سے بھی فارغ البال ہو گئے۔ اچھی بات ہے۔ یہ مقدمات ویسے بھی کچھ خاص نہیں تھے، جعلی قسم کے تھے جو مشرف کی باقیات نے بنائے تھے۔ بہر حال کئی برس پرانی واردات یاد آگئی۔ جولائی ۲۰۰۷ء کا قصہ ہے جب لال مسجد پر مشرف لیگ نے حملہ کیا تھا اور مسجد کو خون سے نہلا کر آگ کا غسل بھی دیا تھا۔ یہ دنیا کی تاریخ کا انوکھا ''مقدمہ'' تھا جس کے تحت ایسے ہزاروں ملزموں کو آن کی آن میں زندہ جلا کر سزائے موت دے دی گئی تھی، جن پر کسی کے قتل کا الزام نہیں تھا۔ قتل کیا، ان پر کسی کو قاتلانہ حملے میں زخمی کرنے کا الزام بھی نہیں تھا۔ ان ہزاروں ملزموں میں ۹۰ فی صد بچے اور بچیاں تھیں جن میں سے اکثر کی عمر دس سال سے کم تھی۔ ایک بچی خود تو بم سے ماری گئی اور اس کی الماری بھی تباہ ہو گئی لیکن الماری کی کنڈی پر لگی ''چٹ'' نہ تو آگ میں جلی نہ دھماکوں سے ریزہ ریزہ ہوئی، جوں کی توں رہی، اگرچہ خون کے کچھ نشان اس پر رہ گئے۔ چٹ پر اس بچی نے اپنے قلم سے لکھا تھا ''کوئی اس الماری کو نہ کھولے، اس میں میں نے اپنی امی ابو کے لیے تحفے رکھے ہیں''۔ ایک غریب گھرانے کی اس بچی کے کیا تحفے چھپا رکھے تھے؟ کچھ سستے سے بسکٹ! مشرف لیگ کے بم باروں نے بسکٹ بھی نذرِ آتش کر دیے اور وہ ننھا سا وجود بھی راکھ بنا دیا۔ اس بچی کے ماں باپ تھے، کئی اور کے بھی تھے لیکن اکثر یتیم تھیں، انہیں رونے والا بھی کوئی نہیں تھا۔

مشرف لیگ لال مسجد کو ان ہزاروں بچوں سمیت نذرِ آتش کرنے کا فیصلہ بہت پہلے کر چکی تھی۔ میڈیا پر مشرف کا قبضہ تھا (آج بھی بیش تر الیکٹرانک میڈیا پر مشرف کی باقیات قابض ہیں) اس کو اعتماد میں لے کر رسوائی کا فول پروف منصوبہ بنایا گیا۔ مولانا عبدالعزیز سے رابطہ کر کے انہیں یقین دلایا گیا کہ مذاکرات کے بعد محاصرہ ختم کر دیا جائے گا لیکن صورت حال بڑی مشکل ہے، مذاکرات خفیہ نہ رہے تو مخالف ناکام بنا دیں گے۔ آپ خفیہ مذاکرات کے لیے آ جائیں، اس طرح کہ برقعہ پہن کی خاتون کے روپ میں مدرسے سے نکلیں اور گاڑی میں بیٹھ جائیں، ہم آپ کو مذاکرات کی جگہ پر لے جائیں گے۔

سادہ لوح مولانا جھانسے میں آ گئے۔ انہوں نے برقعہ پہنا اور باہر نکلے۔ ملی بھگت میں شریک میڈیا کے نمائندے کیمرے پہلے ہی ''ایکشن موڈ'' پر لگا کر مستعد کھڑے ہوئے تھے۔ مولانا نے جو نہی قدم باہر نکالا، مشرف لیگ کے ایک افسر کے لپک کر ان کا نقاب اُلٹ ڈالا۔ صرف ۱۵ سیکنڈ بعد سارے ٹی وی چینل دھاڑ رہے تھے، مولانا عبدالعزیز کو برقعہ پہن کر فرار ہوتے ہوئے پکڑ لیا گیا۔

آج لال مسجد کے قتل عام کو نو دس سال گزر چکے ہیں۔ لاشوں کی راکھ اسلام آباد کے جنگلوں میں دبی ہوئی ہے، کسی صحرا میں دبائی ہوتی تو بگولے بن کر انصاف مانگتی ہوتی لیکن یہ تو ٹھنڈی پتھریلی زمین میں دبی ہوئی ہے، اس لیے کسی کو یاد ہی نہیں کہ جولائی ۲۰۰۷ء میں کیا ہوا تھا۔ نواز شریف نے اس کیس میں انصاف دلانے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ وعدہ بھول گئے۔ کچھ تو بھول گئے اور کچھ زور آوروں نے اچھی طرح سبق سکھا کر بھُلا دیے۔ لیکن راکھ اب بھی وہی ہے۔ دب گئی ہے، فنا نہیں ہوئی ہے!

[یہ مضمون ایک معاصر اخبار میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

قافلہ سخت جان کے سپاہی

عکرمہ عبداللہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا اپنے دین کا شعور دیا اور ہمارے ماں باپ کو مسلمان بنایا اور پھر ماں باپ کو ہمارے اوپر احسان کرنے والا بنایا...ماں کے دل میں کیسی شفقت ڈالی کہ جب بچہ بستر گیلا کر دے تو بچے کو خشک جگہ پر لیٹا دیتی ہے اور خود سرد ترین رات بھی گیلی جگہ پر گزار دیتی ہے...ہماری ایک بیماری پر اس کی حالت غیر ہو جاتی ہے پوری رات گود میں لیے آنسو بہاتی رہتی ہے...اور ہمارا رب تو پھر ستر ماؤں کی محبت سے زیادہ محبت کرنے والا ہے...

ہمارے رب کا دین ہم تک ایسے ہی نہیں پہنچا بلکہ ہمارے اسلاف کی قربانیاں ہیں...کیسے مبارک خون سے اس باغ کی آبیاری ہوئی تو آج اس گلشن اسلام میں اربوں مسلمانوں کی چہل پہل ہے اور اس خون میں سب سے قیمتی خون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی شامل ہے...پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک اسی راہ شہید ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس میں زرہ کی کڑیاں پیوست ہو گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرے کو خون نم خون کر گئیں...آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے شہید ہو گئے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اسی راہ میں قربان ہو گئے...آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے زید رضی اللہ عنہ جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن سے بہت پیار تھا' وہ بھی قربان ہو گئے...

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا زاد حضرت جعفر رضی اللہ 'جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے' کے گھر تشریف لے جاتے ہیں، ان کے بچے محمد اور عون کو بلاتے ہیں، پیار کرتے ہیں...آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں...کیا عجیب مناظر تھا...سید نا حمزہ کا کلیجہ تک نکال باہر کر دیا گیا...یہ سب اس قافلہ سخت جان کا آغاز سفر تھا...

بدر میں جب کفار یہ سوچ کر آئے کہ آج ہم اسلام اور اس کے نام لیواؤں کا نام و نشان تک مٹا دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کو نشانِ عبرت بنا دیا...جنگ بدر کے بعد اللہ نے اس دین کو مزید قوت دی...کافر ہمیشہ سے یہ سوچ کر آتا ہے کہ وہ سب کچھ ختم کر دے گا...خلیفہ دوم سید نا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ہستی شہید ہو گئی مگر اللہ کا دین مٹا نہیں...یہ قافلۂ سخت جان آگے بڑھتا رہا ہے...سید نا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر پیدا ہونے والے حالات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسی تکلیف اور پریشانی سے گزرے مگر اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں سے اپنے دین کا کام لیا...

اسی قافلہ میں عمر بن عبدالعزیزؒ، طارق بن زیادؒ اور صلاح الدین ایوبیؒ بھی شامل ہوئے...اللہ کے دشمن ہر بار یہی عہد کر کے آئے کہ اس بار وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کا ہر سپاہی ختم کر دیں گے...مگر یہ قافلہ بڑھتا ہی گیا...اس قافلے کے سپاہیوں کے اوصاف کچھ الگ ہی ہوتے ہیں...ایثار اور قربانی کے پیکر، شجاعت اور اعلیٰ ظرفی کی مثال، شہادت کے لیے بے قرار، دنیا سے جی چرانے والے، آخرت کے خواب دل و دماغ میں سجائے ہوئے، جسم پر لگے والے زخموں کو تمغہ سمجھتے ہیں...دشمن پر آندھی اور طوفان کی طرح ٹوٹ پڑنے والے، ایک ایک جوان سو سو پر کفار پر بھاری...

جب ساری دنیا سوتی ہے تو یہ اپنے رب کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں...سید نا معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی مانند نرم و نازک ماحول میں پرورش پانے والے 'اللہ کی راہ میں ایسے خاک و خوں میں نہا جاتے ہیں کہ کئی ایک کو تو کفن بھی نصیب نہیں ہوتا...ماں باپ بہن بھائیوں سے بہت دور صرف اور صرف جنتوں کی تلاش کا یہ سفر بالآخر انہی حالات میں انجام کو پہنچتا ہے کہ جسم یا تو بارود کی بارش میں گھل جاتا ہے یا پھر چند ٹکڑے ہی ملتے ہیں...

مبارک ہے ایسی شہادت کہ جس کے بعد رب کے سامنے اس حال میں حاضری ہو کہ رب نے سوال کرے: میرے بندے کس حال میں آئے ہو کچھ بھی سلامت نہیں!...

شیخ اسامہ بن لادنؒ ہوں یا ملا عمرؒ...اسی قافلے کے سپاہی ہیں...ابو جہل اور عبداللہ بن ابی کے جانشین ہر دور میں اس قافلے کو مٹانے میں ناکام ہی رہے... شیخ اسامہؒ کی شہادت پر تمام کفار خوشی سے جھومتے ہو شراب پیتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے مگر نادان بھول گئے کہ اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید پر قائم ہے نہ اشخاص پر!...

اسی طرح پاکستان کی ناپاک فوج اور ایجنسیاں ہمارے بھائیوں کو شہید کر کے یہ سمجھ رہی ہیں کہ بس کام تمام ہو گیا...او نادانو! تمہارے بڑوں نے عبداللہ بن ابی کی صورت میں تمام سازشیں کر کے بھی نامرادی ہی کو سمیٹا...تمہارا سرپرست اعلیٰ شیطان خود آیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے شہید کر و مگر ذلیل ہوا...یاد رکھنا لال مسجد میں تم غازی رشید کو شہید کر کے یہی سمجھے کہ بس دین کی شمع بجھا دی...

اب دیکھو! آنکھیں کھول کر دیکھو! کیا یہ قافلہ رُک گیا یا بڑھتا چلا گیا؟ مولانا عبدالعزیز کو قید کر کے کیا تم نے ان کے اعلانِ حق کو روک لیا؟ کیا مفتی شامزئی رحمہ اللہ کے جانے سے حق کی صدائیں آنے بند ہو گئیں؟ کیا اسلام آباد کے سیکٹر جی سکس کے گندے نالے میں قرآن کو بہانے سے قرآن کی صدا ''انفروا'' رک گئی؟ کیا ڈاکٹر عثمان رحمہ اللہ کے جانے سے فدائین اسلام ڈر گئے یا بڑھے چلے جا رہے ہیں؟ تمہارے اپنے ادارے مل کر یہ رپورٹ دے چکے ہیں پاکستان میں جہادی کام بند نہیں ہو سکتا...تو یہ پھانسیاں، یہ قید، یہ ظلم 'اسلام کا راستہ نہیں روک سکتے!...

یہ قافلہ تو بڑھتا ہی جائے گا...بس دیکھنا یہ ہے کون اپنا حصہ کیسے ڈالتا ہے...کون حق کا ساتھ دیتا ہے اور کون باطل کا...اور کون گھر بیٹھے دیکھتا رہتا ہے کہ کسی کا پلڑا بھاری ہو تو میں اسی طرف کود جاؤں اور اس کا انجام عبداللہ بن ابی کے ساتھ ہو...

(بقیہ صفحہ ۶۰ پر)

پھر خاک ایسی آزادی پر

وقاص احمد دلاور

گستاخ بلا گرز کو رہا کر دیا گیا! اگر اب بھی کوئی مسلمان جس کو دین کی تھوڑی بہت سمجھ بوجھ ہی ہو جو کچھ عقل رکھتا ہو؛ یہ سمجھتا ہے کہ پاکستانی حکومت اور دیگر تنصیباتی اداروں کو مسلمانوں یا اسلام سے کوئی ہمدردی ہے یا اسلام سے ان کا کوئی لینا دینا ہے تو اس کی سمجھ پر سوائے افسوس کے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

بہت سی فقہی باتیں ہر عام مسلمان کو سمجھ نہیں آتیں، لیکن حقائق کو سمجھنا کسی بھی باشعور انسان کے لیے مشکل نہیں ہوتا۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا حقیقت ہو گی کہ ہم ایک ایسے ملک میں رہ رہے ہیں جہاں کی حکومت، ادارے اور سب سے بڑھ کر نظام ایسے افراد کو، ایسی سوچ کو، ایسے میڈیا کو، ایسی جماعتوں اور تنظیموں کو تحفظ فراہم کرتا ہے جو کسی نہ کسی درجہ میں اسلام اور مسلمانوں کے مخالف ہوتے ہیں۔

ان بلا گرز کی رہائی کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے، اس طرح کے گستاخ اور اسلام دشمنوں کو تحفظ دینے کے واقعات پہلے کئی مرتبہ پیش آ چکے ہیں، اگر کوئی غور کرے تو!

کیا آپ کو ملالہ (ملعونہ) یاد نہیں؟

کیا آسیہ (ملعونہ) کو سلمان تاثیر کے ذریعہ ملنے والا تحفظ بھول گئے؟

ہاں! البتہ یہاں پر اگر ادارے حرکت میں آتے ہیں تو صرف اسلام پسندوں کے خلاف حرکت میں آتے ہیں، یہاں سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے تو ممتاز قادری ٹھہرتا ہے۔ یہاں سالوں قبل فروخت کی گئی قوم کی حقیقی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے معاملے پر مجرمانہ کردار ادا کیا جاتا ہے۔ یہاں عرصہ دراز سے لاپتہ کیے گئے مولانا معاویہ اعظم کو اپنی آل اولاد سے، اپنے گھر والوں سے دور رکھنا انصاف قرار پاتا ہے۔ یہاں لال مسجد کی معصوم طالبات کو شہید کرنے سے ہی حکومت اور جمہوریت کی رٹ محفوظ ہوتی ہے۔

یہ تو چند بڑے بڑے واقعات ہیں ورنہ اگر تفصیل میں جایا جائے تو نا ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔

مگر افسوس ہے ان سادہ لوح مسلمانوں پر جو آج اس نظام کا حصہ بنتے ہیں، اس نظام کو، اس کی حکومتوں کو، سیاستدانوں کو، افواج کو، اور سیاسی جماعتوں کو اپنا کسی بھی درجہ میں خیر خواہ سمجھتے ہیں۔

کیا ہے کسی سیاسی و مذہبی جماعت کا لیڈر یارہ نما جو خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی رہائی پر ان کو سر عام پھانسی دلوانے کے لیے اٹھ کھڑا ہو؟ یا اگر یہ اس کے بس میں نہیں تو اپنے عہدے سے اس بنیاد پر استعفیٰ دے اور نکلے اس جمہوری ملعون نظام سے جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملے کرنے والوں کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے؟ یقیناً کوئی نہیں! جی ہاں، یقین سے کہتی ہوں کہ کوئی نہیں!

کوئی فقہی بات نہیں ہے، کوئی کسی مسلک کا اختلافی مسئلہ نہیں ہے جو سمجھ نہ آئے! ایک سادہ سا معیار ہے: ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم!

اگر اس ملک میں رائج نظام میں یہ معیار بھی تابڑ توڑ حملوں کا شکار ہے تو پھر...! خیر میں مزید کچھ نہیں کہتا!

سمجھنے والے اس نظام کی بدبو کو، اس کی کراہیت کو، اس کی ناپاکی کو اس سب کے بعد باآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ جس کو اب بھی یہ غلاظت دکھائی نہ دے تو پھر یا تو وہ خود غلیظ ہے (راضی ہے اس سب پر) یا پھر اندھا اور بے عقل ہے۔

اللہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کرنے اور اپنے عالی دین کا تحفظ کرنے والا بنائے اور اپنے دشمنوں کو پہچاننے کی سمجھ عطا کرے۔

اسلام اگر منظور نہیں، قرآن اگر دستور نہیں

پھر خاک ایسی آزادی پر یہ ملک یہ لشکر کچھ نہیں!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: قافلۂ سخت جان کے سپاہی

میرے لوگو! کہیں شیطان کے اس دھوکے میں مت آ جانا کہ اپنی اگلی نسل کو تیار کروں گا یا پھر فقط دعاؤں اور آہوں پر گزارہ کر لوں... نہیں نہیں گھروں میں دبے رہنے کا وقت گیا ...ابھی تو قافلۂ سخت جان اس مرحلے پر ہے کہ "ہم نہیں یا تم نہیں"...اس لیے ہر اس وسوسے سے بچو جو تمھیں گھر میں رہنے پر آمادہ کرتا ہے...ماں باپ بہن بھائی، کبھی یہ خیال کہ لوگ کیا باتیں کریں گے، جب ایسے خیال آئیں تو سوچ لینا کہ قیامت کے دن ہر جانب ایک ہی آواز ہو گی "نفسی نفسی" ... اس وقت کچھ بھی کام نہیں آئے گا...اس لیے دیر مت کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قافلہ چھوٹ جائے...... قافلہ تو بہر حال اپنی منزل پر پہنچے گا...پاکستان کا مقدر تو شریعت ہے! اللہ کا دین تو نافذ ہو کر ہی رہے گا چاہے امریکی اتحادیوں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو...چاہے کتنے مولانا عبد العزیز قید ہو جائیں...چاہے کتنے ہی غازی رشید شہید ہو جائیں...چاہے کتنی ہی جیلیں بھر لو...چاہے کتنی ہی نامعلوم لاشیں گرا دو... سب کچھ کر لو مگر میرے رب کا حکم ہے کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے اللہ کا نور تو آ کر ہی رہے گا...

☆☆☆☆☆

نیا چوہدری

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

''گلوبل ولیج'' کے نئے چوہدری نے دھوم دھڑکے سے ذمہ داری سنبھال لی... جو بڑھک بازی انتخابات کے دوران کر چکا تھا، خیال تھا کہ ذمہ داری سنبھالنے کے بعد شاید بوجھل شانے جھک جائیں اور لب و لہجہ نرم پڑ جائے۔ تاہم ثابت یہی ہوا'' یہ وہ نشہ نہیں جسے 'حلف' اتار دے''...اپنے خیالات کو بدستور مزید دلائل کے ساتھ مزین کر کے پیش کر رہا ہے...درجہ بہ درجہ فتنۂ دجال آگے بڑھ رہا ہے...

نبیٔ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے مطابق حالات میں شدت پیدا ہونا وقت کا تقاضا ہے...جیسے یہ ممکن نہیں کہ رات کے ۲ بجے سورج طلوع ہونے کی امید رکھی جائے، رات نے خوب گہرا ہونے کے بعد آہستہ آہستہ سویرے کو جگہ دینی ہے... سو مسلم دنیا جن حالات سے گزر رہی ہے ،نہ نئے ہیں نہ انہونے... یہ تو ہونا ہی ہے! یہ سیکولرازم کا بخار صرف مسلم دنیا کو چڑھانا ضروری ہے اسلام سے جان چھڑانے کے عالمی ایجنڈوں کے تحت... فتنۂ دجال کی بھرپور تیاری میں مصروف دنیائے صلیب اور یہود' ہر آن گریٹر اسرائیل، ہیکل سلیمانی کی تعمیر (جس کے بعد ان کے مسیح الدجال کی آمد متوقع ہے) کی طرف مذہبی جوش و خروش سے بڑھ رہے ہیں... حلف برداری سے پہلے ہر امریکی صدر چرچ میں صبح کی عبادت میں شریک ہوتا ہے... سو ٹرمپ نے بھی بیوی کے ساتھ شرکت کی... حلف برداری دو انجیلوں پر ہاتھ رکھ کر ہوئی... ایک ماں کا تحفہ تھی اور دوسری تاریخی لنکن بائیبل! پادریوں ،بشپوں، یہودی ربیوں کے جھرمٹ اور دعاؤں کے حصار میں یہ تقریب مکمل ہوئی...

۲۱ جنوری، حلف برداری سے اگلا دن امریکی روایت کے مطابق قومی یوم دعا تھا، سو ہوا! ہمیں اسلامی تشخص اسلام، قرآن، دعاؤں، علما سے بیگانہ کر کے دنیائے مغرب پورے مذہبی جنون کے ساتھ ہم سے آخری صلیبی جنگ، صہیونی معرکے (آرمیگڈون) کی تیاری میں ہے...اسی پر بس نہیں، ذمہ داری سنبھالتے ہی ٹرمپ نے مسلمانوں پر لفظی بوچھاڑ بحال کر دی... نیتن یاہو سے گرم جوشی سے اظہار تعلق جتاتے ہوئے امریکہ کے دورے کی دعوت دی... اسرائیل کی مقبوضہ مشرقی بیت المقدس میں متنازع یہودی بستی کی تعمیر کی منظوری دی... اسرائیل میں امریکی سفارت خانے کو مقبوضہ بیت المقدس منتقل کرنے کے حوالے سے بھی وائٹ ہاؤس کے مطابق بات چیت شروع ہو گئی ہے...

مسلمانوں کے خلاف گلوبل چوہدری کے یارانے کی فہرست کا اگلا رکن مودی ہے... گجرات میں مودی وزارت اعلیٰ کے دور میں مسلمانوں کے قتل عام کا چیمپئن مودی اور ٹرمپ مشترک دشمن رکھتے ہیں...ٹرمپ کی مسلمانوں بارے سخت گفتگو انتہا پسند ہندوؤں کو بہت بھائی...دونوں نے باہم گرم جوشی کا اظہار کیا...ٹرمپ نے بھارت کو سچا دوست اور امریکہ کا شریک کار قرار دیا...ٹرمپ کی شہ سرخیوں میں پہلی گفتگو جو رپورٹ ہوئی وہ یہ کہ ''اسلامی دہشت گردی کا خاتمہ کر دیں گے''...ٹرمپ کی زبان سے جھڑنے والے زقوم کے پھولوں کا یہ ہار مسلم دنیا کو پیش کیا گیا...

پچھلا دور اوباما کا منافقانہ مکاری کا دور تھا جس میں مسلمانوں کو ساتھ / پیچھے لگا کر دہشت گردی کا نام نہاد پہاڑا پڑھتے یہ پوری مسلم دنیا پر چڑھ دوڑے... چند ہزار جانوں کا بدلہ (9/11) لاکھوں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا کر لیا...افغانستان، عراق، مصر، لیبیا، یمن کو رگیدا... شام چونکہ احادیث میں مرکزی حیثیت کی حامل سرزمین تھی امام مہدی اور حضرت عیسٰیؑ کے نزول کے حوالے سے، سو اس کی اینٹ سے اینٹ بجائی، خون کی ندیاں بہائیں... پاکستان کو دیہاڑی دار مزدور کی طرح استعمال کر کے ایک طرف امن و استحکام، آزادی و خود مختاری سلب کر لی... معاشی طور پر کولیشن سپورٹ فنڈ کو ڈومور سے نتھی کر کے اور ''مارو، مزید مارو'' کا ایجنڈا تھما دیا... جس کے تحت ہم اسلام پسندوں کے پسندے بنا کر بیچتے رہے اور معیشت چلاتے رہے... سیاسی عدم استحکام مسلسل دھرنوں، مقدموں، الزام تراشیوں، دعویٰ جوابِ دعویٰ میں الجھائے ہوئے ہے...ٹرمپ نے کہا: ''آج سے نیا وژن ملک کا نظام سنبھالے گا جو مہذب دنیا کو اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف اکٹھا کرے گا''...

مہذب دنیا؟ ہم جنس پرستی، برہنگی، فحش کاری، کتے سجاتی سنوارتی اور انسانوں (مسلمانوں) کو لاشوں کے ڈھیر میں بدلتی چنگیز ہلاکو کو شرماتی مہذب دنیا؟ شام، فلسطین، کشمیر، برما، وسطی افریقہ میں کارفرما کفر کی انتہا پسندی ،بنیاد پرستی تو عین مستحسن و مطلوب ہے! کٹتے، مرتے، لٹتے مسلمان اگر تنگ آمد بہ جنگ آمد ہتھیار اٹھا لیں تو وہ دہشت گردی ہے؟ ایک کروڑ شامی مہاجر، ۲ لاکھ بچے یتیم، ۱۰ لاکھ شہید، ۱۵ لاکھ زخمی ہو گئے... روسی، نیٹو، امریکی، ایرانی شامی فوجیں، لبنانی حزب اللہ ملیشیا اور بقول اوباما ۶۵ ممالک اس جنگ کے پس پشت موجود ہیں! مزید ٹرمپ کسے اکٹھا کرے گا؟ مسلمانوں کا امریکہ داخلہ روکنے کے لیے ۷ مسلم ممالک کی فہرست (ابتدائیہ کے طور پر) تیار کر کے مسلمانوں کے خلاف اقدامات کا باضابطہ آغاز کر دیا ہے...ٹرمپ صدارتی حکم نامہ جاری کر رہا ہے، اس پر پاکستانی سیکولر نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: ''بہت برا کیا... کم از کم سیکولر افراد (مسلمان) کو تو استثناء ملنی چاہیے... جو امریکہ سے باہر بیٹھ کر بھی دل کے امریکن ہیں''...ایسے لوگوں کی تو ہم بھی سفارش کریں گے کہ دل کے سارے امریکن اگر امریکہ چلے جائیں تو پاکستان، پاکیزہ ہو جائے گا... تاہم یہ عجب ہے کہ امریکی جمہوریت کو پاکستانی تڑکا لگ گیا ہے... لہٰذا ٹرمپ کے کرسی پر بیٹھتے ہی اپوزیشن لنگر لنگوٹ کس کے کرسیٔ صدارت کے چاروں پائے پاکستانی سٹائل پکڑ کر الٹانے کے درپے ہو گئی...

ٹرمپ کے خلاف امریکی خواتین بھی چڑھ دوڑیں، حلف برداری کے ساتھ ہی ۵ لاکھ افراد کا مظاہرہ ہوا... مجموعی طور پر دیگر شہروں کو ملا کر ۲۰ لاکھ لوگ شریک ہوئے...دنیا کے ۶۷۰

شہروں میں مظاہرے ہوئے، دھرنا بھی کہا جا سکتا ہے جز وقتی... تحریک انصاف وائرس سرایت کر گیا... یہ تو ہماری ٹام جیری شو جمہوریت ہوتی ہے ایک دوسرے کے پیچھے لپکتی چوہا بلی کھیل حکمرانی کا! ٹرمپ کی آمد کے ساتھ ہی جارحانہ رویے شدت اختیار کر گئے... ادھر تحریک انصاف کی رہنما عظمیٰ کاردار نے سپریم کورٹ میں اندر جانے سے روکنے پر دروازے کا شیشہ توڑ دیا... اُدھر ٹرمپ کی مشیر خاتون نے صدارتی عشائیے میں ایک شخص کو ۳ مکے جڑ دیئے... دو مہمانوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا... اُس نے صلح صفائی کی کوشش کی... جھگڑا نہ رکا تو درشتگی کو ٹرمپی مکے جڑ دیئے!

ٹرمپ نے سی آئی اے کا دورہ کرتے ہوئے بیان دیا "امریکہ کو محفوظ بنانے میں سب سے نمایاں کردار سی آئی اے کا ہے"۔ سی آئی اے 'دنیا بھر کی ایجنسیوں کا ماسٹر ٹرینر اور باپ (ناجائز) ہے... آج دنیا میں ہر جگہ اصل حکمرانی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی ہے... رہے سول حکمران، تو "ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت خود مختاری کی!" سو ٹرمپ تک کو سی آئی اے کو سلامی پیش کرنی پڑی! جس کی لاٹھی اس کی بھینس... سو ساری بھینسیں انہی کی ہیں اور سارے فارم بھی! نجانے کیوں ہمارے ہاں راحیل شریف کے کرسی سے اترتے ہی ۹۰ ایکڑوں کی کہانی چل پڑی... جس پر جنرل (ر) اعجاز اعوان نے کہا کہ "یہ بڑی بدقسمتی ہے"... پاکستان میں ہر جانے والے کے حصے میں ایسی بدقسمتی بھی مربعوں، ایکڑوں، فارم ہاؤسوں کے ساتھ بندھی آتی ہے... دودھ میں دھلے نہائے کرسی پر بیٹھنے والے ہوتے ہیں اترنے والے نہیں! کرسی پر بیٹھا اگر پرویز مشرف نہ ہو تو تہجد گزار پارسا بنا دیا جاتا ہے... آئی ایس پی آر نے سختی سے نوٹس جلد لے لیا اور بتایا کہ ہر آرمی چیف کو ریٹائرمنٹ پر اتنی ہی زمین الاٹ ہوتی ہے... پنجاب گورنمنٹ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا... وہ تو (بے چاری چپ کر کے) ریونیو ریکارڈ میں رجسٹر کرتی ہے... ہمیں افسوس ہوا کہ راحیل شریف ریٹائر کیوں کر دیئے گئے؟ اگر ہر آرمی چیف جلدی جلدی اپنے وقت پر ۹۰، ۹۰ ایکڑ لے کر ریٹائر ہوتا رہا تو بھارت فتح کرنا بارڈر پار ناگزیر ہو جائے گا... ورنہ اتنی زمین کہاں سے آئے گی؟ آئی ایس پی آر نے کہا تھا کہ سب افسروں جوانوں کو زمین ملتی ہے... یہ تو زمین کا بحران پیدا ہونے کو ہے... اس پر سوچ بچار لازم ہے... سو مسئلہ یا قصور راحیل شریف کا ہرگز نہیں... حاشا وکلّا نہیں... یہ تو میرٹ اور قواعد وضوابط ہیں!

ایک نیا مسئلہ یہ بھی ہے کہ دودھ میں فار ملین ملا کر ہمارے مردے محفوظ کرنے کا انتظام کیا گیا تھا... بھلا کیوں...؟ میانی صاحب سے مردے غائب ہونے کے واقعات کی خبر آئی ہے... اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے... مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے... (ٹرمپ نے اپنے دروازے بند کر لیے ہیں!) قبروں پر سیکورٹی گارڈ رکھوائیے!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

تحریک جہاد کا دوسرا امتیازی وصف یہ ہے کہ یہ ایک عملی تحریک ہے جو مرحلہ بمرحلہ ترقی کرتی ہے اور ہر مرحلے میں اپنی عملی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق متوازی اور موزوں وسائل اختیار کرتی ہے۔ ہر مرحلہ بعد میں آنے والے مرحلہ کے لیے فضا ہموار کرتی ہے... دراصل یہ دین عملی زندگی کا تجریدی نظریات سے سامنا نہیں کرتا اور نہ وہ زندگی کے مختلف مراحل کو جامد اور ناقابل تغیر ذرائع سے طے کرتا ہے۔ جو لوگ دین کے نظام جہاد پر گفتگو کرتے ہوئے قرآنی نصوص کو بطور استدلال پیش کرتے وقت دین کے اس امتیازی وصف کا لحاظ نہیں کرتے اور نہ ان مراحل کی فطرت وحقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں جن سے تحریکِ جہاد گزری ہے اور نہ ان کی نظر اس پہلو پر ہوتی ہے کہ مختلف نصوص کا ہر ہر مرحلہ سے کیا تعلق ہے تو اس طرح کے لوگ جب اسلام کے نظام جہاد پر کلام کرتے ہیں تو بات کو نہایت بھونڈے طریقے سے خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اور دین کے نظام جہاد کو گمراہ کن انداز سے بیان کرتے ہیں۔ اور آیاتِ قرآنی کو زبردستی کھینچ تان کر ان میں سے ایسے اصول اور قواعد کلیہ اخذ کرتے ہیں جن کی ان آیات میں قطعاً گنجائش نہیں ہوتی۔ ان کی غلطی کی بنیاد یہ ہے کہ وہ قرآن کی ہر آیت کے بارے میں یہ خیال کرتے ہیں کہ یہی آخری اور کلی نص ہے۔ اور اس میں دین کا آخری اور کلی حکم بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ گروہ مفکرین دراصل ان مایوس کن حالات کے دباؤ کے سامنے روحانی اور عقلی طور پر ہتھیار ڈال چکا ہے جس میں اس وقت موجودہ مسلمان نسل مبتلا ہے اور جس کے پاس سوائے اسلام کے لیبل کے اور کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے۔ یہ اسی شکست خوردہ ذہنیت کا اثر ہے کہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ: "اسلام صرف مدافعانہ جنگ کا قائل ہے" اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ وہ اس گمان میں مبتلا ہیں کہ انہوں نے اس تاویل سے دین پر بڑا احسان کیا ہے۔ حالانکہ اس غلط تاویل سے وہ دین کو اپنے امتیازی طریقِ کار سے دستبردار ہو جانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ گویا دین اپنا یہ نصب العین چھوڑ دے کہ وہ رُوئے زمین سے طاغوتی طاقتوں کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔ انسانیت کا سر صرف خدائے واحد کے آگے خم کرنے کے لیے آیا ہے۔ انسانوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر بندوں کے پروردگار کی غلامی میں داخل کرنے کے لیے آیا ہے۔ لیکن اسلام اپنا یہ نصب العین سرانجام دینے کے لیے لوگوں سے بزور شمشیر اپنا عقیدہ نہیں منواتا، بلکہ وہ لوگوں کے لیے انتخاب عقیدہ کی آزاد فضا فراہم کرتا ہے۔ وہ برسرِ اقتدار سیاسی نظاموں کو کلیتاً مٹا دیتا ہے یا انہیں زیر نگیں کر کے جزیہ قبول کرنے اور سرِ اطاعت خم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس طرح وہ کوئی ایسی رکاوٹ باقی نہیں رہنے دیتا جو اس عقیدہ کو ماننے کی راہ میں لوگوں کے سامنے حائل ہوتی ہو۔ اس کے بعد وہ لوگوں کو مکمل آزادی دیتا ہے کہ چاہے تو وہ اس عقیدہ کو قبول کریں یا نہ کریں۔

(سید قطب شہید علیہ الرحمۃ)

شام: قربانیوں کے بعد بشارتوں کی آمد

سعود میمن

صلیبی عربی اتحاد کے حملے اور مسلسل شہادتیں:

شام میں نئے عیسوی سال کی ابتدا نہایت کٹھن حالات میں ہوئی، سقوطِ حلب کو ابھی چند دن گزرے تھے اور نیا سال شروع ہوتے ہی امریکی قیادت میں صلیبی عربی اتحاد کی کارروائیوں میں تیزی آئی اور ہر روز کے حساب سے بدترین فضائی حملے شروع ہوئے جس میں جبھہ فتح الشام کے متعدد مجاہد قائدین شہید ہوئے۔ مجاہدین کے تربیتی مراکز اور دیگر عسکری مقامات پر حملوں میں شہید ہونے والے مجاہدین کی تعداد درجنوں سے بڑھ کر سیکڑوں تک جا پہنچی۔ امریکہ کی جانب سے مجاہدین پر حملوں کی آڑ میں عام آبادی اور عامۃ الناس پر بھی بم باریاں کی گئیں جن کے نتیجے میں درجنوں افراد شہید اور زخمی ہوئے۔ حال ہی میں ہلالِ احمر کے ہیڈ کواٹر پر امریکی اتحاد کی فضائی بم باری میں متعدد افراد جاں بحق اور کئی زخمی ہو گئے۔ ان حملوں میں عمارتوں اور عوامی انسٹرکچر کی تباہی کے ساتھ دیگر مالی نقصانات بھی ہوئے۔ امریکی قیادت میں صلیبی عربی اتحاد کے شام میں ہونے والے حملوں میں سے چند ایک کی تفصیل یوں ہے:

یکم جنوری کو صوبہ ادلب کے علاقے سرمدا میں امریکی فضائی حملے میں جبھہ فتح الشام کے عسکری رہ نما ابو عمر الترکستانی رحمہ اللہ سمیت مزید ۳ مجاہدین نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔

۲ جنوری کو ریف ادلب میں مجاہدین جبھہ فتح الشام کے مرکز پر امریکی حملے میں ۲۰ سے زائد مجاہدین شہید ہو گئے۔

۱۱ جنوری کو جبھہ فتح الشام کے مجاہدین کے ایک قافلے کو امریکی طیاروں نے نشانہ بنایا جس میں ۱۴ مجاہدین شہید جب کہ ۵ گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

۱۷ جنوری کو دو علیحدہ علیحدہ امریکی حملوں میں جبھہ فتح الشام کے دو تیونسی قائدین شیخ محمد حبیب التیونسی اور شیخ عبد الجلیل التیونسی رحمہما اللہ شہید ہو گئے۔

۱۹ جنوری بروز جمعرات یعنی اوباما کے صدارت چھوڑنے سے ایک دن پہلے، حلب میں جبھہ فتح الشام و حرکۃ نور الدین زنکی کے مشترکہ تربیتی مراکز پر امریکی بی-باون طیاروں کی شدید بم باری میں ذرائع ابلاغ کے مطابق ۱۰۰ کے قریب زیر تربیت مجاہدین شہید ہو گئے۔ اس حملے میں جبھہ فتح الشام کے قائد، شیخ ابو حسن التفتناز رحمہ اللہ بھی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اندازوں کے مطابق ان تمام حملوں میں صرف جنوری کے مہینے میں جبھہ فتح الشام کے ۱۵۰ سے زائد مجاہدین شہید ہو گئے۔ تقبلھم اللہ

استانہ کانفرنس:

۲۳-۲۴ جنوری ۲۰۱۷ء کو امریکہ، روس، ترکی، ایران اور بشار انتظامیہ نے مشترکہ طور پر قزاقستان کے دار الحکومت ''استانہ'' میں شام میں امن کے لیے مذاکراتی کانفرنس کا ڈرامہ رچایا، جس میں مزاحمتی گروہوں کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ دو روزہ کانفرنس کے بعد ۲۴ جنوری کو کانفرنس کے اعلامیہ میں داعش اور جبھہ فتح الشام کے علاوہ ہر مزاحمتی گروہ کے ساتھ سیز فائر طے پایا۔ مزاحمتی گروہوں کے نمائندے امتِ مسلمہ کے بچوں بوڑھوں، عزت مآب خواتین اور بے گناہ نوجوانوں کے قاتلوں اور مغربی نمائندوں کے ساتھ ہنستے مسکراتے، خوش گپیاں کرتے پائے گئے۔ اس نام نہاد سیز فائر کے بعد بھی وادی بردہ و دیگر علاقوں میں روسی، بشاری و ایرانی افواج نے حملے جاری رکھے۔ جس کے بعد کچھ علاقوں میں فری سیرین آرمی کے چند مجموعات نے سیز فائر کو معطل قرار دیتے ہوئے اپنے حملوں کو جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ افسوس مگر اس بات کا ہے کہ چند اسلام پسند سمجھے جانے والے گروہ اور شخصیات، ارجاپسندی کا شکار ہو کر 'ان مذاکراتی ڈراموں اور دھوکوں کو شامی مسلمانوں کے پر امن و شان دار مستقبل کی ضمانت قرار دیتے نہیں تھکتے۔

مرجئہ کی فتنہ انگیزی:

اس کے بعد جیش المجاہدین اور صقور الشام نامی دو تنظیموں نے جبھہ فتح الشام کے مراکز پر حملے کیے جس کے جواب میں جب مدافعت دکھائی گئی تو مذکورہ جماعتوں کے رہ نما اپنے میڈیا اکاؤنٹس اور لشکروں کے ساتھ جبھہ فتح الشام پر پل پڑے۔ مجاہدینِ فتح الشام نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے ان کو بیش تر مراکز سے بے دخل کر دیا۔ ان واقعات کے رونما ہونے پر ٹوئٹر پر بیٹھے طاغوت نواز مرجئہ و دیگر مغربی تجزیہ کاروں نے تمام مزاحمت کاروں کو فتح الشام کے خلاف اکسانے اور لڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

در حقیقت یہ سب ''ابو عیسی شیخ'' نامی صقور الشام کے امیر کا رچایا ہوا ڈرامہ ہے تھا۔ صقور الشام اور جیش المجاہدین نے مجاہدینِ جبھہ فتح الشام کے مراکز پر حملہ کیا۔ اس سے پہلے بھی ابو عیسیٰ ٹوئٹر وغیرہ پر فتح الشام کو خوارج وغیرہ کہتا رہا ہے اور مجاہدین کے مجوزہ اتحاد کے خلاف بولنے والوں میں سب سے پہلا لیڈر یہی تھا۔ لڑائی شروع کرنے کا اصل مقصد غالباً یہ تھا کہ کسی طرح دوسرے گروہوں 'احرار الشام وغیرہ' کو بھی فتح الشام کے خلاف لڑائی میں دھکیل دیں تاکہ ان طاغوت نواز مرجئہ کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے اور یہ سنی مزاحمت کی تباہی کے بدلے ترکی، سعودیہ و دیگر طاغوتی قوتوں سے مالی و سیاسی مراعات حاصل کر سکیں۔ مجاہدینِ جبھہ فتح الشام نے ان کی نیت بھانپتے ہوئے سخت جوابی ردِ عمل دیتے ہوئے انہیں تمام اہم عسکری مراکز و مواقع سے بے دخل کر دیا۔ جس کے بعد مذکورہ بالا گروہوں اور ان کے حامی گروہوں نے مجاہدین کی جوابی مہم سے بچنے کے لیے فوراً سے بیش تر احرار الشام کے ساتھ انضمام کر لیا۔

حالیہ لڑائی کی وجوہات یہ ہیں کہ مذکورہ بالا تنظیموں کے ارکان کو سعودیہ میں ٹریننگ کروائی گئی جہاں امریکی و سعودی ٹریزز نے ان کے ذہن خراب کیے اور یہاں ترکی بھی اپنا کام یہی کام کر رہا ہے۔ استانہ مذاکرات کے موقع پر بھی ان مزاحمتی گروہوں کو جبھہ فتح الشام کی وجہ

سے کھل کھیلنے کا موقع نہ ملا۔ شامی مزاحمت کا سودا، بشار، ایران و روس سے مستقل جنگ بندی اور شام میں ترکی و امریکی آشیر باد میں پرامن سیاسی جدوجہد شروع کرنے کے لیے ضروری ہے کہ فتح الشام کے مخلص مجاہدین کو راستے سے ہٹایا جائے۔ فتح الشام کے خلاف لڑائی اور امریکی قیادت میں صلیبی عربی اتحاد کے فضائی حملوں میں مجاہدین کی حالیہ شہادتوں میں بھی اسی سعودیہ، ترکی و امریکہ نواز لابی کے ملوث ہونے کے کافی شواہد ہیں۔

مبارک اتحاد؛ هیئۃ تحریر الشام کا قیام:

بالآخر شیوخ و قائدینِ جہاد کی مسلسل محنتوں کے بعد اللہ عزوجل کی رحمتوں کے سائے میں ''هیئۃ تحریر الشام'' (مجلس برائے آزادیِ شام) کے نام سے ایک مبارک اتحاد کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس نئے اتحاد کے امیر حرکۃ احرار الشام کے سابقہ امیر ابو جابر ہاشم الشیخ حفظہ اللہ ہیں۔ آپ حرکت احرار الشام کے بانیوں میں سے ایک اور بااعتماد ذرائع کے مطابق شیخ ابو مصعب الزرقاوی شہیدؒ کے قریبی ساتھی میں شمار ہوتے ہیں۔ اس نئے اتحاد کا اعلان جبھہ فتح الشام، حرکۃ نور الدین زنکی، لواء الحق، جبھہ انصار الدین اور جیش السنہ کی جانب سے کیا گیا۔ نئی متحد جماعت کے اعلان کے ساتھ ہی ادلب کی مساجد میں تکبیرات کہی گئیں جب کہ ادلب ہی کے کئی علاقوں میں عامۃ المسلمین نے اس اتحاد کے حق میں جلوس نکالے اور دیگر مجموعات کو بھی اس اتحاد کی طرف بلایا۔ شام کے مظلوم مسلمان، الحمد للہ اس اتحاد کی خبر سن کر بہت خوش ہیں اور اس خوشی کا برملا اظہار بھی کر رہے ہیں۔ هیئۃ تحریر الشام کے قیام کے اعلان کے ساتھ ہی مختلف جہادی شخصیات و مزاحمتی مجموعات کی جانب سے اعلانِ بیعت و انضمام بھی بڑی تیزی سے جاری ہیں۔ سب سے پہلے شامی علما کی مجلس کے محترم علما و شیوخ میں سے شیخ عبد الرزاق مہدی، شیخ مصلح العلیانی اور شیخ ابو عبد اللہ المحیسنی، شیخ ابو حارث المصری، شیخ ابو یوسف الحموی، شیخ ابو الطاہر الحموی (اللہ ان سب کی حفاظت فرمائیں) نے اس مبارک قافلے میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ ہر روز اس اتحاد میں شامل ہونے والے گروہوں اور مجاہدین کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ حلب کے مجاہدین کے قائد جناب شیخ ابو عبد اشداء حفظہ اللہ نے بھی اپنے مجموعے ''مجاہدو اشداء'' سمیت هیئۃ تحریر الشام میں انضمام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے حلب کے دوسرے جہادی مجموعات جو آخری دم تک ڈٹے رہے، انہیں بھی اس اتحاد میں شامل ہونے کی دعوت کی ہے جسے ان مجموعات نے خوش دلی سے قبول کر لیا ہے۔ حرکۃ احرار الشام میں سے جن شخصیات نے اس نئے اتحاد میں شمولیت اختیار کی ہے ان میں احرار الشام کے عسکری رہنما شیخ ابو صالح طحان حفظہ اللہ، منبج کے قاضی شیخ ابو حفص، ابو یوسف المہاجر حفظہ اللہ، احرار الشام کے قاضی اور عالم شیخ ابو فتح الفرغالی، احرار الشام کے اسلحہ و گولہ بارود کے امیر خلیل ابو اسماعیل، ریف حلب جنوبی کے میڈیا انچارج ابو براء القحطانی، مرکزی اوقاف کے مدیر شیخ ابو محمد النعمانی، امیر العملیات محمد ابو عبد اللہ، آرمرڈ مجموعے کے امیر ابو اسلام اپنے ساتھیوں سمیت اور کرد مجاہدین کے مجموعے کے امیر دکتور کردی حفظہ اللہ سمیت کئی شخصیات اور مجموعات ہیں۔ واضح رہے کہ ابو جابر ہاشم الشیخ حفظہ اللہ حرکۃ احرار الشام کا مضبوط گروہ ''جیش الاحرار'' بھی اپنے ساتھ لائے ہیں۔

حرکۃ احرار الشام کے سریہ الاقصیٰ، کتیبہ صقور العز۔ معر شورین، قوافل الشہداء۔ خان شیخون، کتیبہ مقداد بن عمرو، کتیبہ اسود الجبل، کتیبہ شیلکا، کتیبہ اسد التوحید اور احرار الشام کے بڑے مجموعے لواء التمکین کی مجلس شوریٰ کی تائید کرتے ہوئے مزید ۳ مجموعات اور ۸ ذیلی بریگیڈز نے بھی تحریر الشام میں شمولیت اختیار کی وہ یہ ہیں؛

۱۔ مجموعہ احفاد علی جس میں کتائب: بدر، زید بن حارثہ، الانصار اور اسود شرقیہ ۲۔ مجموعہ الحسین جس میں کتائب: احمد عساف، التوحید، الاخلاص، کتیبہ الشہید ابو رضوان ۳۔ مجموعہ القادسیہ۔ احرار الشام کی آرٹلری و آرمڈ بریگیڈ کی ۴ بٹالینز نے بھی اس مبارک جماعت میں شمولیت اختیار کی جن کے نام یہ ہیں: ۱۔ کتیبہ الشہید فراس ابو ایمن، ۲۔ کتیبہ الشہید محمد یاسین نجار، ۳۔ کتیبہ شہداء الوسطانی اور ۴۔ کتیبہ الفاروق

اس کے علاوہ باقی مجموعات میں کتائب الرشید، کتائب الصحابہ، کتیبہ اسود الرحمٰن، عشیرہ الصعب الابیۃ، کتیبہ اسود الخلافہ، فری سیرین آرمی کا کتائب الخطاب، ثوار الشام کا کتیبہ ابو جاسم، صقور الشام کا کتیبۃ الجہاد، حماہ کی لوء القادسیہ، کتائب اسود الحرب، الجناح الکردی، لواء اسود الرحمٰن، کتیبہ ابو جاسم، کتیبہ احرار الجنوب، کتائب مجاہدین حریتان، سرایا الشمال، یاقد العدس اور لواء احرار الجبل سمیت دیگر مشائخ میں شیخ ابو الیقظان المصری حفظہ اللہ اور شیخ طلحہ ابو شعیب حفظہ اللہ بھی شامل ہیں۔

تازہ اطلاعات کے مطابق ۴۰ سے زائد جہادی مجموعات اس مبارک اتحاد کا حصہ بن چکی ہیں اور علماء و شیوخ میں سے ۳۰ کے قریب کبار علما نے اعلانِ انضمام و بیعت کیا ہے۔ آج بروز جمعہ بھی تحریر الشام کے حق میں اور امریکہ، روس کے خلاف مظاہروں کا انعقاد کیا گیا۔ شامی مسلمانوں نے ''استانہ مذاکرات'' میں محمد علوش کی سربراہی میں شرکت کرنے والے وفد کو مذمت کا نشانہ بناتے ہوئے اس کے مقابل هیئۃ تحریر الشام کی قیادت کی تعریف کی اور دوسرے مجموعات کو اس اتحاد سے جڑنے کی اپیل کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آج شامیوں کی حقیقی آواز ''هیئۃ تحریر الشام'' کے مجاہدین و شیوخ ہیں، نہ کے مذاکرات کی میز پر شامیوں کی قربانیوں کا سودا کرنے والے نام نہاد لیڈر۔ اس لیے شامی مسئلے کی سودا بازی کرنے والی نام نہاد مسلم حکومتوں اور مزاحمتی تنظیموں کی طرف امیدیں وابستہ رکھنے کی بجائے شام کی حقیقی اسلامی و مزاحمتی قیادت کا قلم و زبان اور دعا کی مدد سے ساتھ دیجیے کہ بے شک فتح تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں ہے نا کہ جمہوری و مذاکراتی چکروں میں۔ اللہ ہمارے شامی سنی بھائیوں کو کفار و منافقین کے شر سے بچائیں، آمین۔

☆☆☆☆☆

شام میں نئے طالبان کا ظہور

عبدالودود بیلاوی

امت کے دشمن اسلام کی نظریات اور بنیادوں کے ساتھ بر سرِ جنگ ہیں۔ شام میں شہید ہونے والے لاکھوں مسلمان 'عامۃ المسلمین ہیں۔ان کا تعلق کسی خاص مکتبِ فکر، تحریک یا نظریات سے نہیں۔بچے، خواتین، بوڑھے اور تمام شہری جو شام میں قتل ہوئے وہ کسی خاص اسلامی گروہ سے تعلق نہیں رکھتے۔اس لیے یہ جنگ اسلام کے بنیادی اصولوں (بنیادوں) کے خلاف ہے۔ یہ جاننا کیوں اہم ہے؟ کیونکہ یہ جاننا ہی مسلمانوں کے باہمی اتحاد کی بنیاد بن سکتا ہے۔جب اسلام کے بنیادی اصول (کی بنیادیں)' جارحیت کا شکار ہوں تو ہر مسلمان جو ان بنیادی اصولوں (بنیادوں) سے مطابقت رکھتا ہے وہ اتحاد کی طرف آتا ہے۔اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کس مکتبِ فکر، کس تحریک یا نظریات سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ یہ سب چیزیں ان اسلامی اصولوں یا بنیادوں کے مقابلے میں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں جن کا ہم دفاع کرنا چاہتے ہیں اور جن بنیادوں پر ہمارا اتفاق ہے۔ تمام دشمنانِ اسلام ہمارے خلاف مجتمع ہو گئے ہیں اگرچہ اُن کے باہمی اختلافات ناختم ہونے والے ہیں لیکن علوی نصیری، روسی اور شیعہ روافض جو کہ سب مختلف مذاہب ہیں وہ ہمارے خلاف متحد ہو کر جمع ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ شیعہ روافض، علویوں کی تکفیر کرتے ہیں، اس کے باوجود انہوں نے اہل السنہ کے خلاف لڑائی کے لیے اپنی صفوں کو متحد کیا ہے۔

وہ صوفیا جو افغانستان یا قفقاز میں اسلام کو تباہی سے بچانے کے لیے لڑ رہے ہیں 'ان سلفیوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں جو مشرقِ وسطیٰ میں طواغیت اور کرپٹ ایجنٹ نظام سے مل کر اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے کی کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں۔ ہم فروعی نظریات کو اصل نہیں سمجھتے، یہ (جنگ) مختلف مکاتبِ فکر یا تحاریک کے درمیان فروعی واختلافی نظریات پر ابحاث کی کشمکش نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو کفر واسلام کے درمیان بذاتِ خود ان کے وجود کی فناء و بقاء کی جنگ ہے۔اس لیے ہر وہ بدعتی جو اسلام کے تحفظ کے لیے لڑ رہا ہے، ایسے شخص سے بہتر ہے جس نے اسلام کو دھوکہ دیا چاہے اس کے عقائد و نظریات کتنے ہی عمدہ کیوں نہ ہوں۔ یہ ایک کسوٹی ہے اور مختلف مکاتبِ فکر و نظریات کے درمیان نہیں بلکہ اسلام کے محافظوں اور دھوکہ دہی کرنے والوں کے درمیان حدِ فاصل ہے جو ہمیں الگ کر دیتی ہے۔ ہر وہ مسلمان جو اسلام کا دفاع کر رہا ہے اس بات سے قطع نظر کہ وہ کس مکتبِ فکر یا منہج سے تعلق رکھتا ہے وہ ایک ہی صف میں ہے۔ شام میں دشمنانِ اسلام کی جارحیت کے مقابلے میں یہ دفاع آج ایک فرضِ عین کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

ہر وہ شخص جو شامی محاذ کے منظر نامے کو بطورِ اولین ترجیح نہیں دیکھتا وہ فتح و آزادی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے والا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ثانوی، فروعی معاملات میں الجھائے رکھے گا جس وجہ سے ہم باہم متحد ہونے کی بجائے تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جائیں گے۔ ہمیں داعش کی غلطیوں سے سیکھتے ہوئے محتاط رہنا ہو گا 'جو نا صرف فتح و نصرت میں تاخیر کا سبب بنے اور صفوفِ جہاد میں افتراق و انتشار پیدا کیا بلکہ آخر کار داعش کے زوال کا بھی سبب بنیں۔ (یاد رکھیں!) انبیاء علیہم السلام بھی دشمنانِ اسلام کے خلاف تبھی فتح یاب ہوئے جب عامۃ الناس نے اسلام میں داخل ہو کر انبیاے کرام علیہم السلام کی اور دینِ حق کی نصرت کی۔اس لیے ہمیں بھی بالکل اسی طرح متحد ہونا ہو گا۔ (خدا تعالیٰ کی معروف سنت کے تحت) انبیاء علیہم السلام بہت چھوٹے گروہوں اور محدود تعداد کے ساتھ فتح یاب نہ ہوئے بلکہ جب عامۃ الناس کی معتد بہ تعداد نے اسلام قبول کر کے ان کی حمایت کی تو فتح و نصرت ان کے ہمرکاب ٹھہری۔ تاریخ نے خلافتوں، بادشاہتوں، ریاستوں اور تحریکوں کا عروج و زوال دیکھا مگر ایک چیز قائم رہی اور وہ ہے امت اور دین! وہ لوگ جو اپنے مجموعات سے چمٹے ہوئے ہیں انہیں اس حقیقت کو سمجھنا ہو گا۔ قائدین اور ریاستوں کے نام تو محض وہ جھنڈے تھے جو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے آئے ہیں۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی وہ علم بردار تھے جن کے ذریعے یہ پرچم ہم تک پہنچے، تاہم جہاد باقی رہا کیونکہ یہ امت اور دین سے منسلک تھا۔

آج شامی مجموعات کی سب سے بڑی خطا کوئی نظریاتی یا عقیدے کی غلطیاں نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ تاریخ سے سبق لینے کو تیار نہیں۔انہیں اپنے سے پہلے لڑنے والے مجاہدین کے تجربات سے سیکھنا چاہیے۔ مثال کے طور پر انہیں افغانستان میں لڑنے والے مجاہدین کے تجربات سے سیکھنا چاہیے۔ وہی غلطیاں جو ان سے پہلے دوسرے گروہ کر چکے ہیں انہی کو بار بار کیوں دہرایا جائے؟ ان ناکامیاں کو دہرا کر امت کو مزید مشکلات اور کمزوری میں کیوں ڈالا جائے؟ سوویت یونین کے خلاف جہادِ افغانستان میں کی جانے والی اکثر غلطیاں اور خطائیں آج شام میں دہرائی جارہی ہیں؛ جیسا کہ ہر مجموعے کا اپنے وضع کردہ منصوبے اور خصوصی اختیار کے لیے لڑنا، غلو اور مقامی حکومتوں کی دغابازی کا شکار ہونا وغیرہ۔ یہ سب کچھ شام میں دہرایا جا رہا ہے کیونکہ ہم اپنی قریب کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کو تیار نہیں۔ شامی جہادی مجموعات کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب افغانستان میں مزاحمتی گروہ متحد نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلے میں طالبان کو کھڑا کر دیا۔ آپسی لڑائی اور تقسیم نے طالبان کے لیے افغانستان میں راستہ ہموار کیا جنہوں نے آ کر افغانی مسلمانوں کو متحد کیا اور اسلامی عدل، تحفظ اور استحکام لے آئے۔

اتحاد امت ناگزیر ہے چاہے اس میں مجموعات شامل ہوں یا نہ ہوں۔ نفاذ شریعت بھی ہو گا چاہے ان مجموعات کے ذریعے ہو یا ان کے بغیر اللہ جل شانہ یقینا ایسے بندوں کو لائے گا جو مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کا باعث بنیں گے، جیسا کہ افغانستان میں طالبان نے کیا۔ اگر مجموعات نے اسلامی عدل و انصاف، امن اور استحکام کو واپس لانے سے انکار کیا تو اللہ جل شانہ ان کی جگہ اپنے فرمانبردار بندوں کو لائیں گے۔

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر)

عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

یمن:

قیفہ میں عام شہریوں کا قتل عام:

۲۹ جنوری ۲۰۱۷ کو صبح پو پھٹنے سے پہلے یمنی صوبے البیضاء کے قبائلی علاقے قیفہ میں عام قبائل مسلمانوں کے گھروں پر پہلے امریکی ڈرون نے میزائیل داغے اور پھر جنگی ہیلی کاپٹرز کی مدد سے نیوی سیلز اترے اور انہوں نے ان گھروں میں موجود عام لوگوں پر گولیاں برسانی شروع کردیں۔ جس کے جواب میں مقامی قبائلی مسلمانوں نے مزاحمت کی اور ایک امریکی اپاچی ہیلی کاپٹر گرادیا۔ جس میں ۸ کے قریب امریکی فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔اس کے بعد امریکیوں نے ظلم کی انتہا کرتے ہوئے گھروں میں موجود بچوں اور عورتوں کو ایک ایک کر کے شہید کر دیا۔

اس گھناؤنے حملے میں ۱۰ سے زائد بچوں سمیت کئی عورتیں بوڑھے اور کل ۳۰ سے زائد قبائلی مسلمان شہید ہوگئے۔اس حملے میں شیخ انور العولقی شہید رحمہ اللہ کی چھوٹی صاحب زادی ۸ سالہ نوار العولقیؒ بھی شہید ہوگئیں۔ نوار العولقی کی گردن پر امریکی کمانڈوز نے گولی ماری جس کے دو گھنٹے بعد یہ معصوم بھی اپنے رب کو پہنچ گئی۔ گولی لگنے اور خون بہنے کے باوجود زخمی حالت میں بھی یہ معصوم شہیدہ اپنی والدہ کو تسلی دیتی رہی۔اللہ ان سب کی شہادت کو قبول فرمائیں،آمین۔

اس پر القاعدہ فی جزیرۃ العرب کے مجاہدین نے بیان جاری کیا جس کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں

☆سب سے پہلے انہوں نے امریکہ کے ظالمانہ اور گھناؤنے رویے کی مذمت کرتے ہوئے امریکی جارحیت کے نتیجے میں شہید ہونے والے ان شہداء کے خاندانوں کے ساتھ بالخصوص اور پوری امتِ مسلمہ کے ساتھ بالعموم تعزیت کی اور قیقہ کے قبائل کی اسلام و جہاد کے لیے قربانیوں کی تعریف کی۔مزید یہ واضح کیا کہ یہ حملہ ڈونلڈ ٹرمپ کے صدارت پر براجمان ہونے کے بعد یمن میں پہلا امریکی حملہ ہے جو مسلم خطوں میں امریکہ کی ظالمانہ پالیسیوں کے تسلسل بلکہ اس میں مزید تیزی کی طرف نشان دہی کرتا ہے۔

☆یمن میں ہونے والے ان مظالم کو فلسطین،افغانستان،وزیرستان،عراق میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والے شدید امریکی مظالم کا ایک حصہ قرار دیا۔قیفہ کے اس حملے کو اس خاص امریکی مہم کا حصہ قرار دیتے ہوئے بتایا گیا کہ یہ مہم یمن میں بالخصوص البیضاء میں مجاہدین اور ان کے حامی قبائل کو ہدف بنانے کی امریکی مہم ہے جس کا مقصد حوثیوں کے لیے البیضاء میں قبضے کی راہ ہموار کرنا ہے۔

مزید انکشاف کیا گیا کہ مجاہدین کی جانب سے حوثی باغیوں کو دو سال سے روکے رکھنے کے باوجود رداع اور شبوہ کے علاقوں میں حوثیوں کے مقابل مجاہدین کے مورچوں پر امریکیوں کی جانب سے عین ان اوقات میں بمباری کی گئی جب حوثی ان مورچوں پر حملہ آور تھے۔یہ سب درحقیقت امریکی کہ اس خواہش کا اظہار ہے کہ وہ مجاہدین اور سنی قبائل کی جگہ یمن میں حوثی باغیوں کو تقویت دینا چاہتا ہے۔

☆مجاہدین نے تمام امتِ مسلمہ کو خوشخبری اور مزید اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ مذکورہ حملے میں امریکی شکست اس طرح عیاں ہوئی کہ اس حملے میں قبائل کے سنی نوجوانوں نے شدید مزاحمت کرتے ہوئے امریکہ کے ایک اپاچی ہیلی کاپٹر کو مار گرایا اور اس حملے میں متعدد امریکی کمانڈوز بھی ہلاک جب کہ کئی زخمی ہوگئے۔اسی شکست اور ذلت کے احساس کے بعد امریکی پلٹے اور انہوں نے بچوں اور عورتوں پر اپنا غصہ اتارتے ہوئے انہیں شہید کر دیا۔ حتیٰ کہ دو شیر خوار بچوں کو پنگھوڑوں میں ہی شہید کر دیا گیا۔

☆انہوں نے تمام مسلمان اور مجاہد بھائیوں کو یہ یقین دلاتے ہوئے عہد کیا کہ دنیا بھر میں امریکہ کے خلاف مجاہدین کے حملوں کا سلسلہ اللہ کے حکم سے جاری و ساری رہے گا۔مزید برآں انہوں نے اعلان کیا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور تباہی کے بدلے تباہی! ساتھ میں یہ عزم بھی پختہ کیا کہ جب تک ہماری رگوں میں خون دوڑ رہا ہے ہم باذن اللہ کسی مسلمان کو جھکنے نہیں دیں گے۔

☆مجاہدین نے صحافیوں،اسلامی حقوق کے کارکنوں اور دنیا کے آزاد انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ امریکی مظالم سے پردہ اٹھائیں اور انہیں لوگوں تک پہنچائیں تاکہ دوبارہ رات کی تاریکیوں میں ان کے لیے ظلم و دہشت کی انتہا کرنا آسان نہ رہے۔

☆امریکہ کو مخاطب کرتے ہوئے خبردار کیا کہ تمہارے مظالم صرف مسلمانوں کا غصہ بڑھانے کا کام دیتے ہیں۔ان سانحات سے تمہارے خلاف لڑائی میں مجاہدین کے حوصلے زیادہ پختہ ہوتے ہیں اور جنگ وہ ہوتی ہے جو تم عن قریب دیکھو گے وہ نہیں جو تم سنتے ہو!

منجانب: القاعدۃ الجہاد فی جزیرۃ العرب (انصار الشریعہ فی یمن)

مزید کچھ کارروائیوں کی خبریں جو ادارہ تک پہنچ پائیں' درج ذیل ہیں۔ باقی کارروائیاں عموماً ذرائع ابلاغ تک نہیں پہنچ پاتیں۔

۱۷ جنوری: مجاہدین نے گھات حملہ کر کے ولایہ ابین اور دوسرے علاقوں میں بھرتی کے ذمہ دار حوثی افسر کو قتل کر دیا،اس کا ایک ساتھی بھی زخمی ہوگیا۔

ولایہ ابین میں مجاہدین نے لودار کے ایک پہاڑ عقود کے سیکورٹی زون میں سیکیورٹی فورسز کے عسکری مواقع پر مارٹر-۱۲۰ کی مدد سے شیلنگ کی جس میں متعدد جانی نقصانات کی اطلاع ہے۔

ولایہ ابین میں ہی لودار کے علاقے میں سیکیورٹی فورسز کی گاڑی کو حملے میں تباہ کر دیا جس میں دو فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوگئے۔

صومالیہ و کینیا:

۳جنوری: گیدو ریجن کے لوق نامی شہر کے نواح میں حرکت شباب المجاہدین نے حکومتی ملیشیا پر گھات حملہ کیا جس میں ۱۳اہل کار ہلاک ہو جب کہ موٹر سائیکل سمیت متعدد اسلحہ مالِ غنیمت میں حاصل ہوا۔

۴جنوری: موغادیشو میں اقوامِ ملحدہ کے ہیڈ کوارٹر پر بم حملہ، متعدد جانی و مالی نقصانات کی اطلاع

۴جنوری: زیریں شبیلے صوبہ کے بلو مریر شہر میں بم حملے میں افریقی فورسز کا آئل ٹینکر تباہ جب کہ کئی فوجی ہلاک ہو گئے۔

۴جنوری: زیریں شبیلے میں ہی میر تقوے نامی علاقے کی ایک چیک پوائنٹ پر بم حملے میں ایک اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔

۶جنوری: دارالحکومت مقدیشو کے مضافاتی علاقے المادا میں حکومتی بیرکس پر مجاہدین کا حملہ، ۱۴اہل کار ہلاک جب کہ بیرکس کو مجاہدین نے مکمل جلا دیا۔

۶جنوری: گیدو ریجن کے بسار قصبے میں افریقی فورسز کی پیدل پیٹرول فورسز پر مجاہدین کے بم حملے میں کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

۷جنوری: کسمایو شہر کے یونتوی علاقے میں مجاہدین کے بم حملے میں افریقی فورسز کی بکتر بند گاڑی اپنے تمام سواروں سمیت جل کر تباہ ہو گئی۔

۷جنوری: دارالحکومت مقدیشو کے ہوڈان ضلع کے تاربُکا جنکشن کی آرمی بیرکس میں گرنیڈ حملوں میں متعدد صومالی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

۸جنوری: بورکھابہ شہر میں مجاہدین نے حملہ کر کے کئی صومالی فوجی اہل کاروں کو قتل کر دیا جب کہ ان کا اسلحہ غنیمت میں حاصل کیا۔

۱۰جنوری: گلغدود ریجن کے گلھریری شہر میں مجاہدین کے سامنے دو صومالی فوجی اہل کار تسلیم ہو گئے۔

۱۱جنوری: مشرقی کینیا کے مندیرا شہر میں مجاہدین نے کینین فورسز کے ٹینک کیریئر کو بم حملے کا نشانہ بنایا جس میں ٹینک کیریئر تباہ جب کہ کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

۱۲جنوری: وسطی شبیلے ریجن میں جوہر شہر کے قریب مجاہدین کے کمین حملے میں ۲ صومالی فوجی ہلاک جب کہ ۵ زخمی ہو گئے۔

۱۲جنوری: وسطی شبیلے ہی کے مہادی ضلع میں رات کے وقت ملٹری بیرکس پر مجاہدین کے حملے میں کافی جانی نقصانات کی اطلاعات ہیں۔

۱۳جنوری: گلغدود ریجن میں ایک اور قبیلے مرورسادی نے حرکت الشباب المجاہدین (القاعدہ فی شرق افریقہ) کی بیعت کا اعلان کر دیا۔

۱۴جنوری: صومالی و کینیائی سرحد پر تامسی نامی علاقے میں مجاہدین نے بم حملہ کر کے کینیائی فورسز کی بکتر بند گاڑی کو اس کے تمام سواروں سمیت تباہ کر دیا، متعدد زخمی بھی ہوئے۔

۱۵جنوری: جنوبی صومالیہ کے شہر قوریولے کے قریب مجاہدین نے افریقی صلیبی افواج کے ملٹری بیس پر رات کے وقت حملہ کیا جس میں بڑی تعداد میں فوجی ہلاک اور کئی زخمی بھی ہوئے، شدید جھڑپوں کے بعد مجاہدین نے قویورلے شہر کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔

۱۵جنوری: زیریں شبیلے صوبے کے علاقے لیگو میں صلیبی فوجیوں کے مجمع پر وقفے وقفے سے دو بم حملوں میں ۱۰ یوگنڈن فوجیوں سمیت کئی صومالی فوجی ہلاک جب کہ ایک افسر سمیت متعدد زخمی ہو گئے۔

۱۵جنوری: صوبہ گیدو میں صومالیہ و کینیا کے بارڈر کے قریب ناس-طارق نامی علاقے میں کینیائی پیٹرول فورسز پر مجاہدین کے بم حملے میں ۶ کینائی فوجی ہلاک متعدد زخمی ہو گئے۔

۱۶جنوری: اَف-عرور نامی گاؤں میں پنٹ لینڈ فورسز کے ملٹری بیس پر مجاہدین کے حملے میں ۴فوجی ہلاک جب کہ ۶ زخمی ہو گئے۔

۱۷جنوری: مقدیشو کے دھار کینلے ضلع میں مجاہدین نے ہدفی کارروائی میں ایک صومالی اہل کار کو قتل کر دیا۔

۲۷جنوری:

غزوہ الشیخ محمد ذوالیدین

۲۹ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۷جنوری ۲۰۱۷ کو مجاہدین الشباب کی ''ابو صالح النبہانی'' بریگیڈ نے ولایہ جوبا کے علاقے ''کلبیو'' میں کینیائی صلیبی افواج کے ملٹری کیمپ پر شدید حملہ کیا جس میں ۶۷ سے زائد فوجی ہلاک جب کہ کئی فوجی گاڑیاں اور کافی اسلحہ غنیمت میں بھی حاصل ہوا۔

مالی:

۱۸جنوری ۲۰۱۷

مالی فوج اور ان کے مقامی ملیشیاء کے ۸۰ جنگجوؤں کی ہلاکت

المرابطون بریگیڈ سے تعلق رکھنے والے ایک شہسوار نے گاؤ شہر میں فرانسیسی قوتوں کے زیر نگرانی چلنے والے ایک ہیڈ کوارٹر کو زمین کے برابر کر دیا۔

تفصیلات کے مطابق القاعدہ فی مغربِ اسلامی کے مجاہدین نے مالی کے ملٹری کیمپ پر استشہادی کار بم سے حملہ کیا جس میں مالی کے ۸۰ فوجی ہلاک جب کہ درجنوں زخمی ہو گئے۔ یہ فدائی حملہ عبدالہادی الفلانی تقبلہ اللہ نے سرانجام دیا۔ یہ حملہ درحقیقت مالی کے علاقے گاؤ میں جوائنٹ آپریشنل میکانزم بیس پر ہوا جس میں اقوامِ ملحدہ کے تحت نام نہاد امن فوجی بھی تعینات ہیں جو علاقے میں پیٹرولنگ کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

امریکہ اور انسانی حقوق

محمد آصف

امریکیوں نے آٹھ سالہ نوارالعولقی کو قتل کر دیا تو اس پر حیرت کیسی ؟ کہ اس قوم کے افسانے سے بوئے خوں ہی تو آتی ہے۔ہاں ایک عام آدمی گا ہے الجھ ضرور جاتا ہے کہ ایک پاکستانی بیٹی ملالہ کے لیے تڑپ اٹھنے والا امریکہ خود دوسروں کی بیٹیوں اور بچوں کو کیسے قتل کر سکتا ہے۔

امریکہ کی تاریخ کا ایک سرسری سا جائزہ اس الجھن کو دور کر دیتا ہے. امریکہ نے ابھی تو ''کنونشن آن دی رائٹس آف چائل'' یعنی بچوں کے حقوق کے کنونشن کی توثیق نہیں کی۔ دل چسپ بات یہ کہ اس کنونشن کے سات آرٹیکلز خود امریکہ نے لکھے تھے جن میں سے تین براہِ راست امریکی آئین میں سے لیے گئے اور خود صدر ریگن نے تجویز کیے تھے۔ (بحوالہ، نینسی۔ای۔واکر، کیتھرین بروکس، لارنس ایس راٹسمین، Children Rights in the United States: In Search of National Policy،(ایس اے جی ای)۱۹۹، صفحہ ۴۰)

افغانستان کو اس نے امن کے نام پر برباد کر دیا۔یہی نہیں بلکہ آدمی حیرت اور صدمے سے دوچار ہو جاتا ہے جب وہ یہ خبر سنتا ہے کہ افغانستان میں امریکی فوجی مرنے والے معصوم شہریوں کے اعضا کاٹ کر ''یادگار'' کے طور پر محفوظ کر لیتے ہیں اور فخر سے دوستوں کو دکھاتے ہیں۔ جرمن روزنامے ''در سپیگل''(Der Speigal)اور امریکی میگزین ''رولنگ سٹون''(Rolling Stone)نے ایسی تصاویر بھی شائع کیں جن میں امریکی فوجی مقتول افغانوں کی لاشوں کے پاس فاتح کے طور پر کھڑے ہیں جن کے سر کاٹے جا چکے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ان سروں کی یہ فوجی ٹرافیاں بناتے ہیں۔ جیسے شکاری کبھی ہرن شکار کر کے ٹرافیاں بناتے تھے۔(بحوالہ، ایشین ٹریبون، یشین ٹریبون، US War Crimes In Afhanistan: Severed Human Heads Brandished ۲۵اپریل ۲۰۱۱ء)

ایشین ٹریبیون (Asian Tribune) کی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ افغانستان میں تعنیات ''ففتھ سٹرائکر بریگیڈ'' کے ''تھرڈ پلاٹون'' کی ''براوو کمپنی'' کے ایک فوجی کارپورل جرمی مارلوک (Jermy Marlock) نے ایک پندرہ سالہ نہتے افغان لڑکے گل مدین کو قتل کرنے کے بعد اس کی انگلی یادگار کے طور پر اپنے پاس محفوظ کر لی (بحوالہ، ایشین ٹریبیون، ۲۵ اپریل ۲۰۱۱ء)

جنگی جنون جتنا بھی بڑھ جائے، یہ وہ جرم ہے جس کا کوئی انسان تصور تک نہیں کر سکتا لیکن امریکہ کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے یہ امریکی فوجی پہلی بار اس گھناونے جرم کے مرتکب نہیں ہو رہے بلکہ وہ اس سے قبل جاپانیوں کو بھی اسی ''حسنِ سلوک'' کا نشانہ بنا چکے ہیں۔

وحشت و بربریت کے ان مظاہر کا تعلق اگر محض امریکی فوج کے نچلی سطح کے اہل کاروں تک محدود ہوتا تب بھی ایک ناقابل برداشت اور شرم ناک اقدام تھا لیکن ہمیں یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ امریکی کانگریس کے اراکین تک مرنے والوں کے اعضا ایک دوسرے کو تحفے میں پیش کرتے رہے۔امریکہ کی ''سدرن الینائس یونیورسٹی''(Southern Illinois) کے شعبہ تاریخ کے پروفیسر جیمز جے ویگارٹنر کا کہنا ہے کہ ایک رکن کانگریس نے امریکی صدر فرینکلن روزویلٹ کو ایک(Letter opener) تحفے میں دیا جو ایک مقتول جاپانی فوجی کے بازو کی ہڈی سے بنایا گیا تھا(بحوالہ، جیمز، جے۔ویگارٹنر، Trophies of War: US Troops and the Mutilation of Japanese war Dead''یونیورسٹی کیلیفورنیا پریس جرنل''۱۹۹۲صفحہ ۶۵)

ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکی فوجی جاپانی فوجیوں کے سر کاٹ کر پکاتے اور کھاتے بھی رہے۔اور یہ رپورٹ بھی کسی دوسرے حریف ملک کی نہیں بلکہ امریکہ کی اپنی یونیورسٹی آف السٹر (University of ULSTER) کے پرفیسر سمن ہارے سن (Simon Harrison,)کی ہے(بحوالہ، ہاری سن سمن، Skull Trophies of the Pacific War جرنل آف دی رائل انتھروپولوجیکل انسٹی ٹیوٹ، یونیورسٹی آف السٹر۔۲۰۰۸ء، صفحہ ۸۲۷)

یہ برائی اتنی عام ہو گئی تھی کہ امریکی شاعر ونفیلڈ ٹاونلے سکاٹ جس اخبار میں ملازمت کرتا تھا اس اخبار کے دفتر میں بھی ایک جاپانی فوجی کے سر کی بنی ہوئی ٹرافی آویزاں کر دی گئی۔ سکاٹ نے اس پر ایک نظم بھی لکھی:

The US Soldier with the Japanese Skulll(دی یو ایس سولجر ود دی جاپانیز سکل)۔(بحوالہ، ہاری سن سمن، Skull Trophies of the Pacific War جرنل آف دی رائل انتھروپولوجیکل انسٹی ٹیوٹ، یونیورسٹی آف السٹر۔۲۰۰۸ء، صفحہ ۸۲۲)

ہاورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے سینئر ریسرچ فیلو معروف برطانوی مورخ نیال فرگوسن (Nail Ferguson) جن کا ٹائم میگزین نے ۲۰۰۴ء میں دنیا کے ۱۰۰ موثر ترین آدمیوں میں شمار کیا تھا اور جو امریکی صدارتی امیدوار جان میک کین کے مشیر بھی رہ چکے ہیں، اس بربریت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''دشمن کی کھوپڑیوں سے ابال کر کھال اتار کر یادگار کے طور پر رکھنے کا عمل ایک عام چیز تھی۔کان، ہڈیاں اور دانت تک اکٹھے کیے گئے''(بحوالہ، نیال فرگوسن ، The War of the World: Historys

Age of Hatred پینگوئن بکس، لندن صفحہ ۵۴۶ :ISBN (978-0-14-101382-4

یہ بربریت اس قدر عام تھی کہ سمن ہاری سن کے مطابق ۱۹۸۴ء میں جب جاپانی فوجیوں کی باقیات واپس کی گئیں تو ۶۰ فی صد لاشوں کے سر تن سے جدا ہو چکے تھے (بحوالہ، ہاری سن سمن، Skull Trophies of the Pacific War جرنل آف دی رائل انتھروپولوجیکل انسٹی ٹیوٹ، یونیورسٹی آف السٹر۔۲۰۰۸ء، صفحہ ۸۲۸)

امریکہ کے معروف پروفیسر جیمز۔جے۔ویگارٹنر کا کہنا ہے کہ چونکہ امریکی معاشرہ جاپانیوں کو جانور سمجھتا تھا اس لیے ان کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں کے ساتھ اگر وہی سلوک کیا گیا جو جانوروں کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں کے ساتھ ہوتا ہے تو اس میں حیرت کیسی؟(بحوالہ: جیمز۔جے۔ویگارٹنر، Trophies of War: US Troops and the Mutilation of Japanese war Dead یونیورسٹی کیلیفورنیا پریس جرنل، ۱۹۹۲ صفحہ ۵۴۴)

ہمیں یہ جان کر دکھ بھی ہوتا ہے اور حیرت بھی کہ امریکی فوجی تفنن طبع کے طور پر قتل کرتے ہیں اور اس پر کوئی ندامت محسوس نہیں کرتے بلکہ فخریہ اور اعلانیہ طور پر اس کا اظہار کرتے پائے جاتے ہیں۔ یہ عہد قدیم کی کوئی وحشی قوم نہیں بلکہ دور جدید کی وہ قوم ہے جسے اپنی تہذیب پر فخر ہے اور جو خود کو حقوق انسانی کا علمبردار تصور کرتی ہے۔

امریکی صحافی اینڈریوٹا ٹلگمین (Andrew Tilghman) کا کہنا ہے کہ بغداد کے نواح میں ایک فوجی کیمپ میں ایک فوجی نوجوان سے جب انہوں نے سوال کیا کہ یہاں آکر کیا محسوس کر رہے ہو تو اس کا جواب تھا کہ اسے مزہ آرہا ہے، یہ ایک ایڈونچر ہے۔اور یہ کہ وہ عراق آیا ہی اس لیے ہے کہ اسے بڑی خواہش تھی کہ وہ لوگوں کو قتل کرسکے (بحوالہ: ینڈریوٹا ٹلگمین، I Came Over Here Because I Wanted To Kill People دی واشنگٹن پوسٹ، 30 جولائی 20066۔)

گذشتہ سطور میں جس امریکی فوجی جرمی مارلوک کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے ایک بے گناہ اور نہتے ۱۵ سالہ افغان نوجوان لڑکے گل مدین کو قتل کرکے یادگار کے طور پر اس کی انگلی کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کرلی اسی کیبارے میں دی گارجین (The Guardian) کی رپورٹ میں ایک اور خوفناک انکشاف کیا گیا ہے کہ اس نے یہ قتل تفریح کے طور پر کیا تھا تاکہ مزہ لیا جاسکے۔رپورٹ کے مطابق: ''بعدازاں اسی روز مالوک نے ہولمز کو بتایا کہ یہ قتل تفریح کے طور پر کیا گیا''۔(بحوالہ: کرس مک گریل، US Soldiers Killed Afghan Civilians for Sport Collected Fingers as Trophies دی گارجین، ۹ دسمبر ۲۰۱۰ء)

یہ ۱۹۹۶ء کی بات ہے۔وہ امریکی کے ٹی وی پروگرام ۶۰ منٹ میں مدعو تھی۔میزبان نے سوال کیا: ''عراق پر امریکی پابندیوں سے پانچ لاکھ سے زیادہ بچے مرچکے ہیں، کیا اتنی بھاری قیمت دی جانی چاہیے؟''۔اعلیٰ مغربی تہذیب کی علمبردار عورت کا جواب تھا: ''جی ہاں! یہ ایک مناسب قیمت ہے، دی جانی چاہیے''۔

ملنگوں کا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ عالم مدہوشی میں وہ صرف مجاوری کرتے ہیں حقائق سے انہیں تنجیر کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ان ملنگوں کے رویے دیکھ کر کیتھرین گراہم یاد آجاتی ہے۔کیتھرین واشنگٹن پوسٹ کی مالک تھیں۔۱۹۸۸ء میں اس نے سی آئی اے میں نئے بھرتی ہونے والے جوانوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

> ''ہم بڑی گندی اور خطرناک دنیا میں رہتے ہیں۔کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ عام آدمی کو نہ تو ان کو جاننے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کو یہ اجازت دینی چاہیے کہ وہ انہیں جان سکے''۔(بحوالہ ولیم بلم، کلنگ ہوپ، صفحہ ۱۲۱)

چنانچہ اب تلخ حقیقت یہ ہے کہ الا ماشاءاللہ دنیائے دانش کیتھرین کے فکری فرزندوں سے بھری پڑی ہے جو صدق دل سے سمجھتے ہیں کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ عام آدمی کو نہ تو ان کو جاننے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کو یہ اجازت دینی چاہیے کہ وہ انہیں جان سکے۔

آپ فرانس کے سابق ڈپٹی سپیکر اور سینیٹر راجر گراؤڈی کی کتاب ''دی فاؤنڈنگ متھز آف اسرائیلی پالیسی'' پڑھیں آپ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے کہ کس طرح راجر نے جب عام لوگوں کو ان 'کچھ چیزوں' کا بتانا چاہا تو مغربی میڈیا نے اس کا بائیکاٹ کردیا۔ہمارے ملنگ ڈگڈگی بجاتے ہیں کہ مغربی تہذیب آزادی رائے کی بڑی قائل ہے۔جھوٹ کے یہ لشکری اتنے بے باک ہو چکے ہیں کہ نام چامسکی جیسا آدمی چیخ اٹھتا ہے:

> ''حقائق بہت کڑوے ہیں۔صرف یہی نہیں کہ تعلیم یافتہ اور معقول لوگوں کو سچائی سے دور کردیا گیا ہے بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بدترین حالات کہ ذمہ داری مظلوموں پر ڈال دی گئی ہے''۔

دنیا کو لہو میں نہلانے کے بعد اس مغربی تہذیب کو اخلاقی برتری کا تاثر دینے کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے وہ ملالہ جیسے واقعات کو اُچھالتی ہے تو کہ اس کی انسانیت دوستی کی سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔یہ مہم اتنی جان دار ہوتی ہے کہ گاہے گماں گزرتا ہے ہیروشیما اور ناگاساکی میں تو کوئی بیٹیاں نہیں رہتی تھیں کہ جنہیں پل بھر میں بخارات بنا کے اُڑا دیا گیا۔وزیرستان کی بیٹیوں کو رات سوتے میں ڈرون ان کے کھلونوں سمیت بکھیر دے تو یہ کیتھرین کے 'فرزندان صحافت' کے لیے کوئی خبر نہیں ہوتی۔عراق میں ہماری بیٹیوں کی عزت لوٹ کر امریکی فوجی لاش کو تیزاب کے ڈرم میں ڈال دیں تو 'انکل اوباما' اس خاندان کو توجنرل اسمبلی سے خطاب کی دعوت نہیں دیتے!!!

انسانیت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہر بیٹی کو ملالہ سمجھا جائے اور ہر بیٹی کے زخموں پر مرہم رکھا جائے لیکن مغربی تہذیب صرف اس کے سر ہاتھ رکھتی ہے جو تصادم تہذیب میں مغرب کے مقدمے کو تقویت پہنچائے۔ یہ انسانیت نہیں بیوپار ہے۔ انسانیت دوستی کے نام پر ایک آدھ ڈرامہ کر کے مغرب اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ 'بوئے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانے سے'۔ کالم میں اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ تفصیل سے بیان کر دیا جائے تاہم حقیقت یہ ہے کہ مغرب جب بھی کسی قوم سے لڑائی کے میدان میں اترا اس نے انسانیت کو طلاق بائن دے دی۔ جب جرمن قوم سے معاملہ درپیش تھا تو اس کے سر پر وہی خون سوار تھا جو آج کل مسلمانوں کے حوالے سے اس کے سر پر سوار ہے۔ چرچل نے پال ریناڈ کو خط میں لکھا:

''ہم جرمنی کو قحط کا شکار کر دیں گے، ہم اس کے شہروں کو تباہ کر دیں گے اور اس کے جنگلوں کو آگ لگا دیں گے''(بحوالہ: راجر گراوڈی، دی فاؤنڈ متھز، صفحہ: ۴۳)

برطانوی وزیر لارڈ وینسیٹرٹ نے ائر فورس کے جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''صرف مردہ جرمن ہی اچھے جرمن ہیں۔ بس بم برساتے جاؤ''۔

(بحوالہ: راجر گراوڈی، دی فاؤنڈ متھز، صفحہ ۴۳)

نیویارکر میگزین کے ایڈیٹر کلفٹن فاڈیمن نے لکھا:

''جرمنوں کو سمجھانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے''۔

(بحوالہ: راجر گراوڈی، دی فاؤنڈنگ متھز، صفحہ: ۴۲)

امریکی دانش ور تھیوڈور کف مین نے اپنی کتاب ''جرمنی مسٹ پیرش'' میں صفحہ ۷ پر لکھا:

''جرمنوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ جنگ کے بعد بیس ہزار ڈاکٹروں کو متحرک ہو جانا چاہیے۔ ہر ڈاکٹر روزانہ ۲۵ جرمنوں کو بانجھ کرے۔ اس طرح تین ماہ میں کوئی ایسا جرمن نہیں بچے گا جو نسل کو آگے بڑھا سکے۔ یعنی ۶۰ سالوں میں جرمن نسل کا مکمل صفایا ہو جائے گا''۔

(اب اگر مغربی امداد سے چلنے والے طبّی پروگرامز کو قبائل اور کے پی کے میں شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو اس نفسیاتی گرہ کا ذمہ دار کون ہے؟ کیتھرین کے فرزندان صحافت غور فرمائیں گے؟)

امریکہ کی تاریخ خونی تاریخ ہے۔ اس تاریخ میں اس نے صرف رعونت اور فسطائیت سے کام لیا ہے۔ بین الاقوامی قوانین اور ضابطے کبھی اس کی روہ میں حائل نہیں ہو سکے۔ امریکہ کے سابق سیکرٹری آف سٹیٹ ڈین ایچی سن ریاست کے رہنما اصول کو یوں بیان کرتے ہیں:

''امریکہ بین الاقوامی قانون کا پابند نہیں۔ انٹرنیشنل لاء جائے جہنم میں۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اس کے ماہرین کیا کہتے ہیں''(بحوالہ: بل ڈلن، یو ایس اے روگ سٹیٹ، ۱۲۷ کتوبر ۲۰۰۲ء۔ دی ٹراؤزر رولرز)۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی سالانہ رپورٹ میں لکھا:

''کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب کسی مرد عورت اور بچے کو قتل نہ کیا جائے، تشدد کا نشانہ نہ بنایا جائے یا اسے غائب نہ کر دیا جائے اور امریکہ اس ظلم میں شریک نہ ہو''(بحوالہ نام چامسکی، روگ سٹیٹس، باب: ۱۰)

دنیا میں سب سے زیادہ قتل و غارت کرنے والا امریکہ ملالہ جیسے چند واقعات کی آڑ میں اپنی تہذیبی برتری ثابت کر کے خود کو انسان دوست قوت کے طور پر متعارف کراتا نظر آتا ہے تو رچرڈ ریویز یاد آتا ہے جس نے کہا تھا:

''ہم امریکی اپنی رہ نمائی کے حوالے سے بے ہودہ اور واہیات باتیں علی الاعلان کرتے ہیں''۔

اسی سفاک رویے کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے ولیم بلم لکھتے ہیں:

Neither is that US foreign policy is cruel because American leaders are cruel. It is that our leaders are cruel because only those willing to be inordirnately cruel and semorseless can hold positions of leadership in the foreign policy establishment

''بات یہ نہیں ہے کہ امریکہ کی خارجہ پالیسی اس لیے بے رحم ہے کہ اس کی قیادت بے رحم ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ہمارے رہنما اس لیے بے رحم ہیں کیونکہ فارن پالیسی اسٹیبلشمنٹ میں صرف انہی کو عہدہ مل سکتا ہے جو بے رحم، ظالم، بے شرم اور ڈھیٹ ہوں''(بحوالہ: ولیم بلم، کلنگ ہوپس، یو ایس ملٹری اینڈ سی آئی اے انٹروینشنز سنس ورلڈ وار ٹو، کامن کیج پریس، صفحہ ۸۳)

اس صورت حال میں گاہے نام چامسکی یاد آتا ہے جس نے کہا

'' حقیقت واقعی تلخ ہے۔ نہ صرف یہ کہ پڑھے لکھے اور معقول لوگ ننگی سچائیوں سے مامون و محفوظ بنا دیے گئے ہیں بلکہ طرفہ تماشا یہ کہ ایسے لوگ بدترین حالات کی ذمہ داری حالات کے شکار مظلوموں کی طرف منتقل کرنے دیتے ہیں''۔

☆☆☆☆☆

دل بدلتے ہیں!

محمد عکاشہ وقاص

جون ۲۰۰۳ء میں ایک ۱۹ سالہ امریکی فوجی ٹیری ہولڈ بروکس کو گوانتاناموبے کی بدنام زمانہ جیل میں سیکورٹی فرائض سرانجام دینے کے لیے چنا گیا... ہولڈ بروکس کو تربیتی مراحل کے دوران میں بتایا گیا کہ گوانتاناموبے کے قیدی انتہائی بدترین ہیں، یہ انسان نہیں ہیں بلکہ دہشت گرد ہیں، درندے ہیں اور انسانوں سے نفرت کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ... لہٰذا ان کے لیے ہمدردی یا رحم دلی کے جذبات رکھنا تو درکنار بلکہ ان کے ساتھ انتہائی سفاکانہ طریقے سے پیش آنا ہے۔ گوانتاناموبے پہنچ کر ہولڈ بروکس کو مسلمان قیدیوں کی ایمانی غیرت، عزیمت اور بلند حوصلوں نے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اس نے بہت غور سے مسلمان قیدیوں کا مشاہدہ کیا۔ اس نے دیکھا کہ یہ مجاہدین قیدی کیسے اللہ سے مناجات کر رہے ہیں... اس نے دیکھا کہ وہ کیسے اتنے تکلیف دہ حالات کے اندر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں... کس طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور نماز سے پہلے صفائی وطہارت کا اہتمام کرتے ہیں اور کیسے خشوع وخضوع سے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس نے دیکھا کہ وہ کیسے گالیوں کو اور بار بار تکالیف دیے جانے کو ہنس کر برداشت کر جاتے ہیں... یہ سب کچھ اس کے لیے واقعتاً حیران کن تھا... بالآخر اس سے رہا نہ گیا اور اس نے قیدیوں سے دریافت کیا وہ اتنے بدترین حالات میں اپنے آپ کو کیسے ایمان کے ساتھ چمٹائے رکھتے ہیں... وہ کیسے یہ ساری بدسلوکیاں برداشت کر جاتے ہیں؟ تو امت کے ان بیٹوں نے اسے بتایا کہ یہ تو اللہ رب العزت کی طرف سے ان کا امتحان اور آزمائش ہے... اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو آزمانا چاہتے ہیں کہ ہم کتنے ثابت قدم رہتے ہیں... بلاشبہ یہ آزمائشیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر ہی آتی ہیں... ہولڈ بروکس کے تجسس میں اضافہ ہوتا گیا... وہ جیسے جیسے قیدیوں کو دیکھتا ویسے ویسے حیران ہوتا جاتا... وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جاننا چاہتا تھا... قیدیوں کو تفتیشی کمرے تک لے جانے اور واپس لے آنے اور کھانے کی تقسیم کے دوران میں وہ قیدیوں سے بات کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا... اور پھر الحمدللہ ' گوانتاناموبے میں اپنی تعیناتی کے ٹھیک چھ ماہ بعد یعنی ۳۰ دسمبر ۲۰۰۳ء کو ہولڈ بروکس ' مصطفی عبداللہ بن گئے... انہوں نے اسلام قبول کیا اور اب وہ بطور اینٹی گوانتاناموبے ایکٹویسٹ کام کر رہے ہیں... اللہ تعالیٰ مصطفی عبداللہ کی عمر میں برکت میں ڈالیں اور ایمان پر استقامت سے دیں...

مصطفی عبداللہ ہوں یا ایوان ریڈلے... عقل والوں کے لیے بے شمار نشانیاں بکھری پڑی ہیں... اہل حق کو پہچاننا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے... اس حقیقت کو اہل ایمان کے مبنی بر حق موقف کو چاہے دشمن لاکھ پردوں میں چھپانا چاہیں... البتہ دل ہی اندھے ہو جائیں تو الگ بات ہے...

یہ قیدی امت کے وہ ابطال ہیں جنہوں نے اپنا آج اس امت کے کل پر قربان کر دیا... اور ان جھوٹے بہانہ باز مکاروں، منافقوں مرتدوں اور امت مسلمہ کے غداروں کے چہروں کو بے نقاب کر گئے جو کبھی "قومی سلامتی" اور کبھی "حب الوطنی" کی چادر اوڑھتے ہیں... اور چند ٹکوں کی خاطر امت کے ان حقیقی محافظوں کو کفار کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہیں!

☆☆☆☆☆

بقیہ: شام میں نئے طالبان کا ظہور

مزاحمتی گروہوں کو ربانی، سیاف اور حکمت یار سے عبرت لینی چاہیے۔ مقامی حکومتوں سے افغان عوام کی قیمت پر ان شخصیات کے سیاسی داؤ پیچ اور عیاریوں نے انہیں کچھ نہ دیا۔ مقامی حکومتیں جنہوں نے دغابازی کے ذریعے جہادِ افغانستان کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کی وہ بھی انہی کی طرح ناکام ہی رہیں۔ افغانستان ' جہاد کا گہوارہ بنا رہا جس میں طالبان اور القاعدہ مجاہدین ابھرے جو آج بھی طواغیت کی ناک خاک آلود کر رہے ہیں۔

مسلمان شام کے مستقبل کے حوالے سے قطعی طور پر مایوس نہیں ہوں گے اور نہ ہی امت ' مسلمانانِ شام کا ساتھ کبھی چھوڑے گی۔ اللہ عزوجل اپنے دین کی حفاظت ہم سے اچھی کرنا جانتے ہیں اور وہ اپنے بندوں سے بھی ہم سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ تاہم دکھ اس بات کا ہوتا ہے کہ مسلمان بار بار ایک ہی طرح کی غلطیاں دہرانے پر بضد ہیں۔ آج ترکی کی شام میں اثراندازی ' کس قدر حیران کن حد تک سوویت یونین کے خلاف جہاد میں پاکستان کے مکارانہ کردار سے مماثلت رکھتی ہے۔ بالکل اسی طرح امریکہ کا اس وقت کی افغان اسلامی تنظیموں سے مشکوک کردار آج کی شامی اسلامی تنظیموں سے کتنی مشابہت رکھتا ہے۔ اسی طرح اس وقت کی افغان اسلامی جماعتوں سے جو خطائیں سرزد ہوئی آج کی شامی اسلامی جماعتیں بھی انہیں دہرانے میں بضد ہیں۔ علما اور جہادی قائدین اگر مختلف مفاسد کے پیشِ نظر بیش تر غلطیوں پر خاموش رہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ خاموش رہیں گے۔ طالبان کی کامیابی کی وجہ یہی ہے کہ وہ (ہر قسم کے بیرونی دباؤ اور اثر سے) آزاد اور خود مختار رہے مگر ساتھ ہی ساتھ اُنہوں نے علمائے حقہ سے پختہ وابستگی رکھتے ہوئے شریعت اور شرعی مصالح و مفاسد کے پیشِ نظر اپنی پالیسی کو ترتیب دیتے ہوئے افغان مسلمانوں کے مفادات کو اولین ترجیح دی۔ آج شامی مزاحمتی مجموعات کو جس طرح افغانستان کی سابق اسلامی تنظیموں کی غلطیوں سے سبق لینے کی ضرورت ہے اسی طرح انہیں طالبان مجاہدین کی کامیابیوں سے بھی سیکھنا ہوگا۔

☆☆☆☆☆

نیا امریکی صدر اور امارت اسلامیہ افغانستان

سید نور اللہ شاہ

ٹرمپ کی آمد اور فیصلہ کن جنگ کی تیاری:

امریکی صدارتی منصب پر ٹرمپ کی آمد کے ساتھ ہی، مسلمانوں کے معاملے میں امریکہ ب نے منافقت کا لبادہ اتار پھینکا ہے۔ جہاں دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف مختلف اقدامات کا سلسلہ جاری ہے وہیں افغانستان میں بھی حق و باطل کے معرکے میں مجاہدین کی مسلسل فتوحات کے پیشِ نظر 'افغان کٹھ پتلی حکومت کو صلیبی امریکہ مزید کمک بھجوانے کو تیار ہو گیا ہے۔ امریکہ اپنے ساتھی ملکوں کو بھی افغان جنگ میں مزید فوجی جھونکنے پر رضامند کرنے کی کوششوں میں ہے۔ انہی کوششوں کے اثرات ہیں کہ اٹلی اپنے دو سو فوجی فراہ میں تعینات کیے البتہ یہ اور بات ہے کہ چند مارٹر حملوں سے ڈر کر یہ اطالوی فوجی چند دن بعد ہی واپس بھاگ گئے۔

مجاہدین کی فتوحات کا امریکی اعتراف:

امریکی پینٹا گون کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق کچھ ہی عرصے میں افغان فورسز سے ملک کا مزید ۱۵ فی صد حصہ طالبان نے حاصل کر لیا ہے۔ نومبر ۲۰۱۵ء میں افغان حکومت ملک کے ۴۰۷ اضلاع میں تقریباً ۷۲ فیصد علاقے پر کنٹرول یا اثر رکھتی تھی جب کہ اب وہ کنٹرول ۱۵ فی صد مزید کم ہو گیا ہے۔ امریکیوں کے مطابق طالبان مجاہدین اور افغان کٹھ پتلی حکومت کی ملک پر کنٹرول کی کشمکش میں طالبان کا پلڑا بھاری ہو چکا ہے۔ یعنی خود ان کے کہے کے مطابق ملک کا آدھے سے زیادہ علاقہ طالبان کے زیرِانتظام ہے۔ امریکہ نے تو بہت دیر میں انکشاف کیا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ اس سے کہیں زیادہ کنٹرول مجاہدین چند برس قبل ہی حاصل کر چکے ہیں۔ ملک کے بیشتر دیہاتی علاقے تو برسوں سے مجاہدین کے زیرِ نگرانی چل رہے ہیں۔ مزید برآں ۴۱ سے زائد اضلاع کے مرکزی مقامات بھی مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔ وسیع علاقے کے تعلیمی، فلاحی و انتظامی معاملات بھی مجاہدین کے ہاتھوں سر انجام ہو رہے ہیں۔ اب تو یہ بھی اطلاعات ہیں کہ قندوز وغیرہ میں بجلی کے بل بھی مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ وصول کر رہے ہیں۔ امریکہ کی شکست کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ افغانستان سے متعلق ہر امریکی منصوبہ بری طرح پٹ چکا ہے، یہاں تک کہ ناکام ترین کٹھ پتلی حکومت بھی اپنی گنتی کے چند دن گن رہی ہے۔

ٹرمپ کو ذبیح اللہ مجاہد (ترجمان امارت اسلامیہ) کی تنبیہ:

نئے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے صدارت سنبھالنے کے موقع پر امارتِ اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے ٹرمپ کو ایک کھلا خط لکھا ہے جس میں واضح الفاظ میں افغان جنگ کے حقائق، اس میں مجاہدین کی برتری اور امریکی اتحاد کی شکست کو بیان کیا گیا۔ افغان عوام کے مصائب کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس کے مقابل امریکی عوام کی اس جنگ سے بے دلی کو بھی اجاگر کیا۔ مزید برآں جارحیت جاری رکھنے پر بین السطور 'اوقات یاد دلانے کی دھمکی بھی دی گئی۔ ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے ٹرمپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

> ''اگر تمہارا مقصد افغانستان کا دائمی قبضہ ،افغان عوام کو محکوم کرنا، ان پر جبری حاکمیت منوانا اور اس ملک کی سرزمین، فضا وغیرہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مفادات کا حصول ہو، تو تمہیں سابقہ تجربات سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ سمجھ جاؤ! کہ ایسے خوابوں کی شرمندہ تعبیر ہون کا کوئی امکان نہیں ہے''۔

یاد رہے کہ ٹرمپ نے عہدہ سنبھالنے کے دو دن بعد افغانستان میں موجود امریکی فوجیوں سے ویڈیو لنک پر خطاب کرتے ہوئے افغان جنگ کو جاری رکھنے کا اعلان کیا تھا اور امریکی فوجیوں کو پیغام دیا کہ

> ''ہم ہزار فی صد آپ کے ساتھ ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کے لیے جو کرنا پڑا ہم کریں گے''۔

اس سے قبل ۲۷ دسمبر کو سوویت یونین کے افغانستان پر حملے کے ۳۷ برس مکمل ہونے پر بھی مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے اپنے اعلامیہ میں کہا کہ

> ''امریکہ کو سوویت یونین کے انجام سے سبق لینا چاہیے ورنہ افغان عوام تو اپنی تمام تر کمزوری اور دشمن کی بے پناہ قوت کے باوجود بھی سوویت یونین کے سامنے نہیں جھکے''۔

امریکہ کو حتمی جواب:

آمدہ موسمِ گرما میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین افغانستان میں امریکہ اور اس کے حواریوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کی تیاری کر لی ہے۔ مجاہدین نے ملک بھر میں اپنے آپریشنز کی مکمل منصوبہ بندی کر لی ہے۔ مرکزی شوریٰ کی ہدایت پر امیر المومنین ملا ھبۃ اللہ اخند زادہ حفظہ اللہ کے دونوں نائبین کمان دان شیخ سراج الدین حقانی حفظہ اللہ اور محترم ملا یعقوب حفظہ اللہ نئے آنے والے دنوں کے لیے اپنی عسکری پالیسی ترتیب دے چکے ہیں۔ اس عسکری حکمتِ عملی کے تحت سیکڑوں بلکہ بعض اطلاعات کے مطابق ۲ ہزار کے لگ بھگ فدائی مجاہدین طالبان کے تربیتی مراکز سے تربیت پا کر اپنی تشکیلات کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ہزاروں مجاہدین نے مختلف جدید تربیتی مشقیں حاصل کر کے کارروائیوں میں باقاعدہ حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔

یہ سب در حقیقت ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے امریکہ کی افغان پالیسی جاری رکھنے بلکہ اس میں پہلے سے زیادہ شدت لانے کے فیصلوں کی وجہ سے کیا جا رہا ہے۔ امریکہ کی نئی انتظامیہ نے پہلے ہفتے میں ہی ۱۵۰۰ نئے امریکی فوجیوں کی افغانستان میں تعیناتی کا عندیہ دیا ہے جب

کہ ۳۰۰ فوجی پہلے سے تعیناتی کا حکم لے چکے ہیں۔ان نئے فوجیوں کی آمد کے ساتھ ہی افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد دس ہزار سے بڑھ جائے گی۔ مجاہدین کو علم ہے کہ امریکہ رواں سال نئے آپریشنز کا ارادہ رکھتا ہے۔ ذرائع کے مطابق اگر امریکہ مزید فوجیوں کی تعیناتی جاری رکھے گا تو مجاہدین کی جانب سے نفیرِ عام کا اعلان بھی ہو سکتا ہے، جس کے بعد امریکہ کی مکمل بے دخلی کے لیے مہاجر مجاہدین کے ساتھ مل کر بھرپور جنگ لڑی جائے گی۔مزید امریکی آپریشنز کی صورت میں اس کو کاؤنٹر کرنے کے لیے شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ کے صاحب زادے حمزہ بن لادن حفظہ اللہ جو خراسان میں ہی مصروفِ جہاد ہیں انہیں بھی امریکہ مخالف جہاد میں امارت کی طرف سے اضافی ذمہ داریاں سونپی جاسکتی ہیں۔ مجاہدین ذرائع کے مطابق امریکہ کو روس کی طرح کا جواب دینے کا وقت آن پہنچا ہے۔اس ارادے کے ساتھ ہی مجاہدین نے امریکہ کی مکمل بے دخلی تک ہر قسم کے مذاکرات کا دروازہ بند کر دیا ہے کیونکہ بقول مجاہدین اب فیصلہ میز پر نہیں بلکہ میدان میں ہو گا!

نئی عسکری حکمتِ عملی کا آغاز:

نئے آپریشنز کا آغاز صوبہ ہلمند سے ہوا ہے جہاں سنگین اور اس کے مضافات میں اب تک کی موسم سرما کی لڑائیوں میں سے شدید ترین لڑائی چل رہی ہے۔ مجاہدین ذرائع کے مطابق امارتِ اسلامیہ 'موسم بہار میں ہلمند صوبہ کے مکمل یا بیش تر علاقے پر اپنا کنٹرول حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔واضح رہے کہ چند ہفتے قبل ہلمند میں مزید ۳۰۰امریکی میرینز کی تعیناتی کی بھی خبر آئی تھی۔ سرد موسم کے باوجود مجاہدین نے کئی چیک پوسٹوں اور فوجی اڈوں پر حملے کر کے انہیں فتح کر لیا، کئی جگہوں پر فوجی محصور ہیں۔تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ضلع سنگین کے بازار نامی علاقے میں امریکی اور کٹھ پتلی افواج ایک رات سے محصور ہیں اور ان کی کمک کے لیے آنے والے فوجی دستے بھی شدید آرٹلری شیلنگ میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔اسی وجہ سے درجنوں فوجی صرف ایک رات میں جہنم واصل ہوئے، ٹینکوں اور فوجی گاڑیوں کی تباہی اور دیگر عسکری نقصانات علیحدہ ہیں۔ جنوری میں ہی کابل میں این ڈی ایس کی بس پر فدائی حملے میں این ڈی ایس سربراہ سمیت ۳۰ اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ اسی جگہ پر دوسرے فدائی حملے میں ۴۲ کے قریب فوجی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے کابل وہلمند کے حملوں کو بہار کی آمد سے پہلے بڑے آپریشنز کی ابتدائی جھلک قرار دیتے ہوئے امریکہ کو متنبہ کیا کہ وہ اپنے ارادوں سے باز رہے۔

جاری آپریشنز اور عوام کی مشکلات:

افغان کٹھ پتلی حکومت نے ملک کے کئی علاقوں میں نئے آپریشنز شروع کیے جن کی وجہ سے عوام دربدری کا شکار ہیں۔ان آپریشنز بالخصوص آپریشن شفق دوئم اور غبار ہفت کی وجہ سے صرف کاپیسا کے ضلع تگاب میں ساڑھے چار سو سے زائد خاندانوں نے نقل مکانی کی اور اب سخت سرد موسم میں جنگل بیابان میں پناہ لینے پر مجبور ہیں جب کہ ان کے پاس ادویات اور خوراک کی شدید کمی ہے۔ایسے ہر انسانی المیے کے بعد منافقانہ طرز عمل اپناتے ہوئے کابل انتظامیہ اور اس کا زر خرید میڈیا' مجاہدین کی کارروائیوں کو ہی عامۃ الناس کی نقل مکانی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ دیگر علاقوں جیسا کہ فاریاب وغیرہ میں جاری آپریشنز سے وہاں کے عامۃ الناس کو پہنچنے والے نقصانات اس کے علاوہ ہیں۔اس کے علاوہ ان آپریشنز کے دوران مجاہدین کو بدنام کرنے کی غرض سے کابل انتظامیہ کی ماتحت ملیشیا مسلح کاروائیوں کے ذریعے پلوں، سکولوں، صحت کے مراکز و دیگر عوامی مقامات پر حملوں، ان کی تباہی و دیگر جانی و مالی نقصانات کا باعث بن رہے ہیں۔

سویلین آبادی کا غیر محسوس قتلِ عام:

مجاہدین کی فتوحات کو روکنے کے لیے صلیبی باؤلے ہو چکے ہیں اور نت نئے آپریشنز اور کارروائیاں کر رہے ہیں۔یقیناً انہی آپریشنز کا نتیجہ ہے کہ پچھلے سال صرف اگست تک ۳۱ ہزار سے زائد عام افراد جاں بحق ہوئے جن میں سے ایک تہائی تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں بتائے گئے۔ رپورٹ کے مطابق عام بے گناہ افراد کی شہادتوں کی وجہ امریکی اور اتحادی فضائیہ کی غیر محتاط بم باری، چھاپوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کا غیر محتاط استعمال، رات کے وقت امریکی سپیشل فورسز کی کارروائیوں اور جدید ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال ہے۔ صلیبی اور مقامی افواج کے ان حملوں کے نتیجے میں ہزاروں زخمی شہری ہسپتالوں میں زیرِ علاج ہیں۔اسی طرح بچوں کی شہادتوں کا سبب بننے والے کھلونا بموں کا استعمال بھی اہم ہے جو کہ صرف طاغوتی افواج ہی کا مجرمانہ فعل ہے۔ عامۃ الناس کی قتل و غارت گری میں امریکی مشغولیت کا اندازہ اس خبر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف ۲۰۱۶ء میں افغانستان میں امریکہ نے ۱۳۳۷ بم گرائے جب کہ تمام مسلم خطوں میں گرائے جانے والے بموں کی تعداد ۲۶ ہزار سے زائد ہے۔

پاکستان کے جہاد مخالف کردار کا امریکی اعتراف:

۲۷ جنوری ۲۰۱۷ء بروز جمعہ کو افغانستان میں تعینات فور سٹار امریکی جنرل نے افغان جنگ میں مجاہدین کی شکست کے لیے پاکستان کی شمولیت کو ضروری قرار دیا اور مزید کہا کہ " فاٹا میں پاکستانی آپریشنز دہشت گردی کے خلاف اہم ترین حربہ ثابت ہوئے ہیں"۔افغانستان میں امریکی اور نیٹو فورسز کے مشترکہ کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل جان ولیم نکلسن نے امریکی سینیٹ آرمڈ سروس کمیٹی کو بتایا کہ

> "فاٹا میں پاکستان کے جاری ملٹری آپریشنز نے مجاہدین کی پاکستانی قبائلی علاقے کو افغانستان کے لیے امریکہ مخالف مزاحمتی مرکز کے طور پر استعمال کرنے کی صلاحیت کو کم کرنے میں بہت مدد دی ہے۔ افغان مجاہدین خاص طور پر جنود الحقانی نے پاکستانی قبائلی علاقوں کو پناہ گاہ کے طور پر استعمال کیا جسے پاکستان نے عسکری آپریشنز کے ذریعے ختم کر دیا"۔

جنرل نکلسن نے نیشنل ایکشن پلان کی طرف اشارہ دیتے ہوئے کہا کہ

> ''اب شہری علاقوں میں اسلامی مزاحمت کاروں کے حامیوں اور مددگاروں کے خلاف سخت کارروائی کرنا ضروری ہے تاکہ افغانستان میں مجاہدین کو شکست دینے میں کامیابی حاصل کی جاسکے''۔

مجاہدین بارہا اس بات کا تکرار کرتے آئے ہیں کہ پاکستان اور افغانستان میں قائم نظام' امریکہ کے خلاف جہاد میں ایک ہی محاذ ہیں۔ دونوں ممالک کی اسٹیبلشمنٹ اور حکومتیں امریکی اشاروں پر ناچنے والی اور ان کی افواج اس جنگ میں صلیبیوں کی فرنٹ لائن اتحادی ہیں۔ شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار یہ دونوں ممالک مجاہدین کو نقصان پہنچانے والی سب سے موثر قوت رہی ہیں۔ اگر اس خطے میں اس کے زر خرید غلام اس کی خدمت کو موجود نہ ہوتے تو اکیلا امریکہ کب کا یہاں سے بھاگ چکا ہوتا۔ جب امریکہ کی اس جنگ کی فتح کا راستہ پاکستان کے ہو کر گزرتا ہے تو مجاہدین کی فتح کے لیے بھی اس محاذ پر توجہ ضروری ہے۔ جہادِ افغانستان کی کامیابی پاکستان میں امریکی منصوبوں کی تباہی میں مضمر ہے۔

''یہ ہماری جنگ ہے'' اور ''سب سے پہلے پاکستان'' وغیرہ کے نعرے لگانے والوں کو بھی معلوم ہے کہ وہ کس کے لیے لڑ رہے ہیں اور جن اللہ والوں پر یہ جنگ مسلط کی گئی وہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ کن کے اشاروں پر یہ سب ''کرم نوازیاں'' کی جارہی ہیں۔ مسئلہ فقط یہی ہے کہ یہ حقیقت صرف پاکستانی عوام کی نظروں سے اوجھل رکھی جارہی ہے۔ نام کی تحریکی و دینی قیادت بھی چپ سادھے تماشہ دیکھ رہی ہے جب کہ امریکہ اپنے ہارڈ کور دشمنوں کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ اس کا اصل ہدف اسلام اور مسلمان ہی ہیں مگر اس سے پہلے اگلے مورچوں پر موجود مزاحم مومنین' چاہے وہ نظریاتی جنگ لڑ رہے ہوں یا عسکری' انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کروانا ضروری ہے تاکہ آگے کا سارا میدان انہی کے ہاتھ میں رہے۔ اس مقصد کے لیے ان مزاحم غربا کو اسلامی معاشرے میں بدنام کرنا اور اسلامی معاشرے میں موجود صالح طبقات جو ان کی زبانی و مالی امداد کے لیے پر عزم ہیں، ان سے ہر قیمت پر دور کرنا ضروری ٹھہرتا ہے۔

امریکہ شکست کے دہانے پر:

بالعموم تمام مسلم خطوں میں جاری امریکی جارحیت اور بالخصوص افغان جنگ کے نتائج ہی کی وجہ سے آج امریکہ افراتفری کی حالت کا شکار ہے۔ امریکی معیشت اس حد تک دگرگوں ہے کہ ٹرمپ کو ''سب سے پہلے امریکہ'' کا نعرہ لگا کر اقتدار میں آنا پڑا اور اب اس کے حالیہ اقدامات و مستقبل کے تمام منصوبہ جات سب امریکی معیشت کو سہارا دینے کی کوششیں ہیں۔ اس وجہ سے سابقہ امریکی حکومت کی تمام ''فیاضیوں'' کو آڑے ہاتھوں لیا جارہا ہے۔ کبھی عربوں سے ان کی سیکورٹی کے بدلے پیسہ مانگا جارہا ہے تو کبھی ڈیڑھ سو بلین ڈالر کی ایران امریکہ ڈیل پر اعتراض ہو رہا ہے، کہیں ملکی معیشت پر بوجھ سمجھ کر غیر ملکی تارکین وطن کو نکالا جارہا ہے اور کہیں نئے آنے والوں پر پابندی، یہاں تک کہ امریکہ کی میکسیکو کے ساتھ سرحد پر دیوار تعمیر کرانے کا خرچہ بھی میکسیکو سے وصول کیا جارہا ہے۔ یہ سب امریکی معیشت کے ڈوبنے کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور یقیناً ان سب حرکتوں سے سپر پاور کا چہرہ کھل کر سامنے آچکا ہے۔ یہ مسلم خطوں میں جاری امریکہ مخالف جہاد ہی ہے کہ جس کی بدولت دوسرے ملکوں کو سہارے دینے والے امریکہ کو آج اپنے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ امریکہ مسلم خطوں میں جاری عسکری منصوبہ جات کا خرچہ کب تک اٹھاتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ان ہزیمتوں سے چھٹکارا پانے کی خواہش میں امریکی انتظامیہ اسلام مخالف اقدامات میں زیادہ شدت لائے مگر اب ان کی کشتی ہچکولے کھا رہی ہے۔ اندرونی و بیرانی طوفان امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں جس کی وجہ سے اب امریکی انتظامیہ کو بھی مستقبل قریب میں سوویت یونین کی طرح کی شکست نظر آرہی ہے۔ مجاہدین کو خوش خبری ہو کہ یہ سب عالمی جہاد کی بدولت ہی ممکن ہو پایا ہے۔

پیام بنام انصار و مجاہدینِ خراسان:

آخر میں امت کی امانت سمجھتے ہوئے خطہِ خراسان کے مجاہدین کو مخاطب ہوتے ہوئے کہنا چاہوں گا کہ آج تمام مسلمانوں کی نظریں آپ پر ہیں کیونکہ آپ کے شہدا اور غازیوں کی قربانیوں کی ہی بدولت امتِ مسلمہ نے سوویت یونین کے عفریت سے نجات پائی اور آج فرعونِ عصر امریکہ کے خلاف مزاحمت کا جھنڈا بھی آپ ہی نے اٹھایا ہے تو عہدِ حاضر کے ان تاتاریوں کے فتنے کو مکمل طور پر نیست و نابوس کرنے کے لیے بھی تمام امت کی امیدیں آپ ہی سے وابستہ ہیں۔ آج جب کہ امریکہ تمام عالمِ اسلام کے لیے بالعموم اور مسلم نشاۃ ثانیہ کی تحاریک کے لیے بالخصوص پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے، جیسا کہ شام میں امریکہ کے حوالے سے تمام تر غیر جانب داری کے باوجود امریکہ شامی مجاہدین کو بھی زک پہنچانے سے باز نہیں آرہا۔ تازہ اطلاعات کے مطابق صرف جنوری کے مہینے میں ۱۵۰ سے زیادہ مجاہدین شہید ہو چکے ہیں اور مزید فضائی آپریشن جاری ہیں۔ ایسے حالات میں جب شامی مسلمان اتنے دشمنوں میں گھرے ہونے کی وجہ سے امریکہ کو جواب دینے سے قاصر ہیں تو ہمارے خطے کے مجاہدین و انصار کو ان کا غم محسوس کرتے ہوئے اور تمام امتِ مسلمہ کی راحت رسانی کے لیے اس دشمن نمبرون امریکہ کو حتمی شکست دینا لازم ہے۔ اس لیے اے مجاہدینِ خراسان اور ان کے معزز انصار! شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ کے قول ''سب سے پہلے امریکہ'' پر عمل کرتے ہوئے اس دشمنِ اول کی گرتی دیوار کو ایک دھکا اور دو!

☆☆☆☆☆

شیخ انور العولقی رحمہ اللہ کے ہمراہ گزرے ایام!

شیخ حارث النظاری شہید رحمہ اللہ

جاہلوں کا گمان ہے کہ آپ مر گئے جب کہ آپ کی کشتی تو اللہ کی راہ میں تیرتے تیرتے منزل پر پہنچ گئی۔

یہی کافی ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر ہو گا تو آپ کے عزیمت و شجاعت کے ساتھ کیے جانے والے اعمال کا بھی ذکر ہو گا۔

نائن الیون کے مبارک حملوں سے کئی سال پہلے میری شیخ انور بن نصیر العولقی رحمہ اللہ کے ساتھ پہلی ملاقات ہوئی۔ یہ ایک اسلامی کانفرنس تھی جس میں کئی ایک داعی، مبلغ اور اسلامی بیداری کے حوالے سے سر گرم نوجوان اکھٹے ہو گئے تھے۔ شیخ انور کی باتیں اللہ تعالیٰ کے راستے کی جانب دعوت دینے کی اہمیت اور اس کے طریقہ کار سے متعلق تھیں۔ شیخ کا اندازِ بیاں کسی کتابی یا درسی انداز جیسا نہ تھا بلکہ ایسا لگتا تھا جیسے وہ حکمت کے ساتھ عملی طور پر دعوت میں وقت لگانے کے بعد اپنا تجربہ بیان کر رہے ہیں۔ پس اسی خوبی نے سننے والوں کے دل جیت لیے اور انہیں اس شخصیت کے سحر میں مبتلا کر دیا۔ رفتہ رفتہ میری ان کے ساتھ دوستی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ ہم دونوں پڑوسی تھے اور ساتھ ساتھ ایک ہی مسجد (مسجد الانصار) میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ کبھی میں اور کبھی وہ خطبہ جمعہ بھی دیا کرتے تھے۔ بعد میں ان کے گھر کے سامنے 'مسجد المومنین' تعمیر ہوئی تو وہ نماز پڑھنے اور خطبہ دینے ادھر ہی جانے لگے۔ وہ مجھے ادھر درس اور بیان وغیرہ کے لیے مدعو کیا کرتے تھے۔

رسوخ فی العلم: شیخ انور خوب جانتے تھے کہ علم (دینی اور دنیاوی) کا اصل معیار قرآن و سنت ہے پس انہوں نے قرآن اور سنت سے مضبوط تعلق قائم کر لیا تھا۔ ان کو علمائے شوافع کی جانب سے روایات نقل کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ انہوں نے کئی ایک اہم شافعی علما سے فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی تھی اور انہی سے شیخ کو فقہی مسائل میں فتوی دینے کی اجازت بھی مل گئی تھی۔ پس شیخ انور کا علم مستند ذرائع کے ساتھ بہترین علما کی وساطت سے منسلک تھا۔ میں نے خود بھی ان کے ہمراہ تحصیل علم کا سفر طے کیا اور مختلف علوم حاصل کیے جن میں فقہ کا علم سر فہرست ہو گا۔ ان کو کتابیں پڑھنے اور اپنی اصلاح کرنے سے بہت سے زیادہ محبت تھی۔ ان کی پسندیدہ کتابوں میں امام ابن القیم رحمہ اللہ کی 'مدارج السالکین' اور 'زاد المعاد' شامل تھیں جن پر وہ اکثر غور و فکر کیا کرتے تھے۔ وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "مجموعۃ الفتاویٰ"، امام سرخسی کی کتاب "شرح السیار" اور ابن نحاس کی کتاب "مشارع الأشواق إلى مصارع العشاق" بھی اپنے مطالعہ بھی رکھتے۔ شیخ انور تاریخ کو پڑھنے اور دیکھنے میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ ابن کثیر کی لکھی گئی تاریخ کی کتاب البدایۃ والنہایۃ (تاریخ ابن کثیر) اور محمود شاکر کی کتاب "التاریخ الاسلامی" کو اکثر پڑھتے تھے۔ اس کے ساتھ وہ الصلابی کی تاریخ کی کتابوں سے بھی استفادہ کرتے تھے اور ان پر اپنے تاثرات بھی رقم کرتے۔ انہوں نے تاریخ کی بہت ساری انگریزی کتابیں بھی پڑھ رکھی تھیں خصوصاً صلیبی جنگوں کے متعلق۔ وہ جنگی معرکوں، قتل اور زخمی ہونے والوں، نتائج اور رہنماؤں کے ناموں وغیرہ کے سلسلے میں اسلامی اور انگریزی تاریخ دونوں کتابوں کو ساتھ ساتھ دیکھتے تھے۔ شیخ انور کا دل کبھی مطالعہ سے بھرتا نہیں تھا۔ وہ اتنا مطالعہ کرتے تھے کہ صرف نماز پڑھنے اور تھکاوٹ اتارنے کے لیے ہی اپنے دفتر سے باہر نکلا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ انہوں نے "العمدۃ" کی پوری کتاب ایک دن میں پڑھ لی۔ شیخ نے جو علم حاصل کیا تو اس کا پورا پورا حق بھی ادا کر دیا۔ وہ جانتے تھے کہ علم تو عمل کے لیے ہے۔ پس اللہ نے ان کو ان تمام علم والوں پر سبقت دے دی جن کا علم ان کے گردن کے کالر سے آگے نہیں بڑھ پاتا (کہ وہ اس پر عمل ہی نہیں کرتے)۔

ایمان اور علم سے اللہ اپنے بندوں کے درجات بلند فرماتے ہیں جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (المجادلۃ: ۱۱)

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا۔ اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے"۔

یہ مختصر سی معلومات تھیں جو مجھے شیخ کے حصول علم کی پیاس اور دینی مطالعے سے متعلق تھیں۔ جن چیزوں کا میں ذکر نہیں کر سکتا وہ ان سے کہیں زیادہ ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر سکا ہوں۔ یہی بات ان کے وسیع علم اور عمیق مطالعے کو ظاہر کرتی ہے۔

دعوت اور حکمت: شیخ انور ایک مقبول داعی تھے۔ عوامی بیانات کے حوالے (یعنی آسانی سے سمجھ میں آنے والے) سے ان کے انگریزی دروس، عربی دروس کی بہ نسبت زیادہ مفید ہیں جب کہ خواص (علما) کے لیے ان کے عربی دروس بہت ہی اعلیٰ ہیں۔ علما، طلبائے دین اور داعی حضرات پر وہ خصوصی توجہ دیتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی سمجھ اور رائے کو اہمیت حاصل ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اگر ٹھیک ہو جائے تو پوری قوم ٹھیک ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی دعوت کا زیادہ حصہ علما، طلبا، داعی حضرات اور بااثر حضرات سے براہ راست ملاقاتوں پر مشتمل تھا۔ شیخ ہر ہفتے کو درس دیتے تھے جس میں درجنوں طالب علم شرکت کرتے تھے۔ کئی مرتبہ تو ان کی تعداد سو سے بھی تجاوز کرتی تھی۔ ہم مغرب میں ان کی انگریزی دعوت کا موازنہ تو جزیرۃ العرب والے دعوت سے کر ہی نہیں سکتے تھے۔ شیخ انور رحمہ اللہ، انگریزی زبان کے ایک بہترین مبلغ تھے۔

فرض کی پکار: ۱۱ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد ہر طرف یہی بحث و مباحثہ جاری تھا کہ کس نے یہ حملے کروائے ہیں؟ اسلامی دنیا پر اس کے کیا اثرات ہوں گے اور ان کارروائیوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ شیخ انور کی جانب سے اس متعلق سوالات اور شرعی حیثیت پوچھنے والوں کو جواب دینے کا انداز مجھے بہت ہی محبوب تھا۔ میں یہاں ان کے کچھ الفاظ نقل کرتا ہوں جو مجھے یاد ہیں:

”یہ واقعات اب پیش آ چکے ہیں اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے اپنے دشمنوں کا تعین کر لیا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کیا جا چکا ہے اور ہم پر فرض ہے کہ آج ہم اس بابت شرعی حکم دریافت کریں۔ کفار نے اسلامی سرزمینوں پر قبضہ کیا ہوا ہے، مسلمان عوام اور رہ نماؤں کو قتل کر رہے ہیں، وہ مسلمانوں اور ان کی خاندانوں کو نشانہ بنا رہے ہیں اور ان کو دربدری پر مجبور کر رہے ہیں، مجاہدین، علما اور مبلغین کو گرفتار کر رہے ہیں، صاحب ثروت مسلمانوں کی مال و دولت کو پابندیوں وغیرہ کے ذریعے سے لوٹا جا رہا ہے۔ یہی سب آج ہو رہا ہے۔ تو اس بابت شریعت کا کیا حکم ہو گا؟“

”وہ شرعی احکامات جن پر آج کل کے مسلمانوں کچھ توجہ نہیں دیتے، ان میں سب سے اہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد و قتال کا ہے اور یہی حکم پھر وہ اس بات پر نافذ نہیں کر سکتے کہ کیا آج مجاہدین امریکہ کو ہدف بنا کر ٹھیک کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ مسلمانوں کے معاملات سے متعلق مسائل کے بارے میں آج عمل کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ ان پر بحث مباحثہ کرنے کی۔ جی ہاں! عمل اور کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمانوں کے دفاع اور ملحد و ظالم حملہ آوروں کو روکنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے والے مرتدین کے خلاف مسلح جہاد کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التوبۃ: ۳۸-۳۹)

”مومنو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلو تو تم (کاہلی کے سبب سے) زمین پر گرے جاتے ہو؟ یعنی گھروں سے نکلنا نہیں چاہتے کیا تم آخرت کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں۔ اگر تم نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا (جو خدا کے پورے فرماں بردار ہوں گے) اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔ اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے“۔

شدید آزمائش اور ثابت قدمی: زندگی میں حق کی گواہی اور شریعت پر چلنے کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ قیمت قربانی ہے۔ ہر داعی کو ایک آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے دعوے کی سچائی کو ثابت کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (العنکبوت: ۲-۶)

”کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی؟ اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے انکو بھی آزمایا تھا (اور انکو بھی آزمائیں گے) سو خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔ کیا وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے؟ جو یہ خیال کرتے ہیں برا ہے۔ جو شخص خدا کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو خدا کا (مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے محنت کرتا ہے اور خدا تو سارے جہان سے بے پرواہ ہے“۔

قید و بند کی آزمائش ایسی ہے کہ ہر داعی کو اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں نے ایک مرتبہ شیخ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ اسلامی منصوبے (رفاہ عامہ کے کام وغیرہ) چلانے والوں کی بہ نسبت اسلام کی دعوت دینے والوں کی بڑی تعداد جیلوں میں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ اس کی بڑی وجہ داعیوں کا مکمل پبلک ہونا یا کسی درجہ میں پبلک ہونا ہے کیونکہ وہ صاف وہی بات بتاتے ہیں جو ظالموں کو ناگوار گزرتی ہے۔ قید کی آزمائش اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس کا اس بات سے کچھ تعلق نہیں ہوتا کہ کون کتنی احتیاط کر رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کے مقدر میں قید لکھی ہے تو اُس کی حد سے زیادہ احتیاطی تدابیر اس کے کچھ کام نہ آ سکیں گی۔ اور اگر کوئی قید ہو جائے تو ایک مسلمان کو فوراً اللہ پاک کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ:

”اے لڑکے! میں تجھے چند باتوں کی تعلیم دیتا ہوں: تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر، اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر، ہمیشہ اسے اپنے سامنے پائے گا، جب بھی کچھ مانگنا ہو، اللہ تعالیٰ سے مانگ، اور جب بھی مدد طلب کرنی ہو، اللہ تعالیٰ سے طلب کر، اچھی طرح جان لے اگر ساری امت جمع ہو کر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے کے سوا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور اگر ساری امت اکٹھی ہو کر تیرا کوئی نقصان

کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کے نوشتۂ تقدیر کے سوا کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتی،
قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔(ترمذی)

اور پھر اللہ کی مرضی آگئی اور شیخ کو قید کا سامنا کرنا پڑا جس طرح پہلے انبیاء و رسل اور صالحین ایسی آزمائش سے گزرے تھے۔اور یہ بھی اللہ ہی کی مرضی و منشا تھی کہ جس طرح میں ان کے ساتھ دعوت میں ساتھ ساتھ تھا اسی طرح قید میں بھی ان کے ساتھ تھا۔شیخ کی گرفتاری کے کئی ماہ بعد استخباراتی ایجنٹوں نے مجھے بھی گرفتار کر لیا اور تاریک قید خانوں میں لے گئے۔وہاں صنعا کے استخباراتی ایجنسیوں کی جیل میں میں ایک مرتبہ پھر شیخ کے ساتھ جڑ گیا مگر شیخ کی قید کا زیادہ تر وقت قید تنہائی میں گزرا۔

جیل حکام شیخ کو ہم سے ملنے کی اجازت ہر گز نہ دیتے تھے مگر میں ایک حیلہ اور مخصوص تر ایک مخصوص ترکیب کے ساتھ میں اکثر محافظوں کی چکمادے کر وقتاً فوقتاً شیخ سے ملتا رہتا تھا۔جب بھی میں ان سے ملا تو میں نے انہیں باہر کی نسبت زیادہ ثابت قدم پایا۔مجھے ان سے چہرے، گفتگو اور رویے میں کسی بھی قسم کی پریشانی یا بوریت محسوس نہ ہوئی۔یہ وہی شخصیت تھے وُہی جن کو میں پہلے سے جانتا تھا۔ایک شخصیت جو شفیق مسکراہٹ، پر سکون نفس کی حامل تھی،ایسا نفس جو اللہ کی مشیت پر راضی تھا۔بلاشبہ میں نے انہیں ایسا ہی پایا۔بہادری کی خصوصیت ان میں نمایاں تھی۔جس کا ذکر وہ اکثر ان الفاظ میں کیا کرتے تھے کہ وہ کبھی بھی حوصلہ نہیں ہاریں گے اور نہ جھکیں گے،چاہے ان کی قید کتنی ہی بڑھ کیوں نہ جائے۔وہ مضبوط ارادوں کے مالک تھے۔وہ اپنی الفاظ پر قائم رہے یہاں تک کہ دیگر لوگ بے پناہ سختیوں اور سخت آلام کے سبب اپنے موقف میں نرمی کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔قید تنہائی میں انہوں نے اپنا وقت عبادت اور مطالعے میں تقسیم کر رکھا تھا۔اس دوران وہ علم تفسیر، فقہ، فتاویٰ اور تاریخ کے وسیع علمی سمندر میں غوطہ زن رہے۔

بے گناہی: امریکی حکومت شیخ انور سے تفتیش کرنا چاہتی تھی سو انہوں نے ایک تفتیشی ٹیم بھیجی۔لیکن شیخ نے یہ شرط رکھی کہ تفتیش عربی زبان میں ہو گی اور تفتیش سے پہلے انہوں نے طبّی معائنہ کروانے کا بھی مطالبہ کیا۔اس کے جواب میں یمنی استخباراتی ادارے نے کہا کہ وہ تفتیش کا پہلا دورہ کروالیں تو اس کے بعد جیل انتظامیہ ان کا طبّی معائنہ کروائے گا۔شیخ انور نے اس بات کو مسترد کر دیا اور ڈاکٹر کی موجودگی پر اصرار کیا، پس امریکی کچھ نہ کر سکے اور انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ شیخ کا طبّی معائنہ ہو گیا۔بعد میں شیخ نے مجھے بتایا کہ ان کے اس مطالبے کی وجہ ان کے دانت میں درد تھا لیکن یہی مطالبہ بعد میں فائدہ مند بھی رہا الحمدللہ۔تفتیش سے پہلے ان کو "آداب تفتیش" سے متعلق لیکچر بھی دیا گیا لیکن وہ تفتیشی کمرے میں خود کو ملزم محسوس کرتے اور شرمندہ ہونے کی بجائے فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے۔وہاں وہ سب سے نمایاں نشست پر بیٹھے اور جاتے ہی (خود اعتمادی اور بے فکری سے) اُن پھلوں کو کھانے لگے جنہیں یمنی ایجنٹوں نے اپنے امریکی مہمانوں کے لیے وہاں رکھا تھا۔اس کے بعد شیخ رحمہ اللہ نے پیالی میں اپنے لیے چائے بھی بھری۔میں نے شیخ سے تفتیش کی نوعیت کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگا کہ امریکیوں کی تمام تر تفتیش کا مقصد کوئی ایسا نکتہ تلاش کرنا تھا جس سے وہ مجھے امریکی عدالت میں لے جائیں۔لیکن ان کو کچھ بھی نہ ملا اور وہ ناکام و نامراد واپس لوٹ گئے۔

اللہ کی جانب سے رحمت: صرف اللہ پاک ہی کی نصرت و فضل سے شیخ انور کو جیل سے رہائی ملی۔شیخ انور کے بعد میری بھی رہائی عمل میں آئی الحمدللہ۔رہائی کے بعد میں شیخ انور سے ملا اور ہم دونوں نے اس نئے ماحول میں دعوت کو جاری رکھنے کے طریقہ کار کے حوالے سے گفتگو کی۔شیخ بالکل ویسے ہی تھے جیسے قید سے پہلے تھے۔ان کے عقیدے اور اصولوں میں کچھ فرق نہ آیا تھا۔درحقیقت اب ان کے اندر قربانی کا مزید جذبہ، بہادری و شجاعت اور پختہ ثابت قدمی در آئی تھی۔شیخ انور نے داعیوں اور طالب علموں کے لیے اپنے دروس کا سلسلہ جاری رکھا۔معروف علما اور امرا کے ساتھ انہوں نے بے شمار ملاقاتیں کیں۔ایک مرتبہ وہ کچھ کاغذ لے کر میرے پاس تشریف لائے جن پر وہ مخصوص سترہ سوال لکھے تھے جن کے ذریعے سے جمہوریت پسند مسلمان' دیگر مسلمانوں کے درمیان شکوک و شبہات پھیلاتے اور پھر ان کو گمراہ کرتے ہیں۔میں نے اللہ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا جواب "یمن کے طاغوت اور اس کے جمہوری نظام سے برأت" کے عنوان سے لکھا۔بعد میں مَیں نے اس کی ایک نقل شیخ کو بھی دے دی۔

سختی کے بعد ہی راحت ملتی ہے: ہم دونوں پر اب پہلے سے کہیں زیادہ نظر رکھی جا رہی تھی۔ان حالات میں ہمارے لیے اب صنعاء میں رہنا اور دعوتی کام کو جاری رکھنا ممکن نہیں رہا تھا۔اس لیے شیخ انور نے دوسری جگہ منتقل ہونا مناسب سمجھا جو دارالحکومت صنعاء سے کم خطرناک تھی۔انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ جا رہے ہیں اور اگر حالت بہتر ہوئے تو کچھ عرصہ بعد واپس آجائیں گے۔یوں میں تنہا رہ گیا اور کچھ مہینے بعد مجھے انسداد دہشت گردی کے محکمے نے گرفتار کر لیا کیونکہ ان کے پاس موجود "شدت پسندوں" کی فہرست میں میرا نام تھا اور اس فہرست میں سب سے اوپر شیخ انور کا نام بھی تھا۔ان کے پاس ہمارے خلاف کچھ بھی ثبوت اور الزام نہ تھا۔میری گرفتاری کا مقصد بھی ان کا شیخ انوار کے بارے میں تفتیش کرنا ہی۔اللہ کے فضل سے پھر مجھے رہا کر دیا گیا لیکن دعوتی کام کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔رہائی کے کچھ ہفتے بعد میں شیخ سے ملا۔ان سے ملنے اور مشاورت کے بعد اسلام کے لیے میری دعوت دینے کے جذبے اور خواہش نے انتہائی قوت پکڑی اور میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی صنعاء سے نکل کر اسلام کی خدمت کرنے کے لیے کسی محفوظ جگہ رہائش اختیار کر لوں۔میں نے شیخ انور کے سامنے بھی اس بات کا اظہار کیا۔کچھ مہینے بعد حالات میرے لیے سازگار ہوئے تو میں نے صنعاء سے نکلنے کے لیے تیاری کر لی لیکن اس دوران مجھے پھر گرفتار کر لیا گیا اور سیاسی قید میں رکھا گیا۔انہی دنوں شیخ انور کا بھی مسلسل پیچھا کیا جا رہا تھا۔

خبروں کے چینل ان کے بارے میں باتیں کر رہے تھے اور وہ امریکہ کے ''گرفتار یا قتل'' والی فہرست میں شامل ہو گئے تھے۔ آخر کار قید کی سختی ختم ہوئی اور اللہ کی نصرت سے میں رہا ہو گیا اور شیخ انور کے ساتھ مل گیا۔

شیخ انور، اللہ کے راستے میں: ایک لمبے خطرناک سفر اور مہم جوئی کے بعد میں بالآخر شیخ انور کے ساتھ مل ہی گیا۔ ہم نے ایک ایسی جگہ رہائش اختیار کر لی جس کے بارے میں اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ اچھی جگہ تھی۔ وہاں کے لوگ اتنے سخی اور مہربان تھے کہ اکثر مجھے گمان ہوتا کہ وہ ہمارے لیے ہمارے خاندان والوں سے بھی زیادہ مخلص ہیں۔ ایک، سرور کن خوشی نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں اپنے رحم اور فضل سے رہائش، کھانا پینا اور سب کچھ فراہم کیا۔ میں نے ذرہ بھر بھی محسوس نہیں کیا کہ شیخ انور تھوڑے سے بھی تبدیل ہو گئے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں ہر قسم کے ماحول میں خود کو مکمل طور پر ڈھال لینے کی ان کی صلاحیت پر حیران تھا۔ جب کبھی سخت حالات آئے، میں نے انہیں کبھی بھی پریشانی کی حالت میں نہیں دیکھا۔ میں آگے ان حالات کا بھی تذکرہ کروں گا۔

قتل کی ناکام کوشش: ایک خاموش رات کو جب میں اپنے بستر پر پڑا تھا تو میں نے ایک زبردست دھماکے کی آواز سنی۔ باوجود کافی فاصلے کے، زمین ہل گئی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ امریکی ڈرون نے حملہ کیا تھا۔ جب صبح سورج طلوع ہوا اور روشنی پھیلنے لگی تو ہم نے بھی شیخ انور کو دیکھا۔ وہ ایک دل کش مسکراہٹ کے ساتھ ہم سے ملے تب ہمیں معلوم ہوا کہ انہیں ہی نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ انہوں نے اس کارروائی کی کچھ تفصیل یوں بتائی:

> ''دوران سفر ہم نے قریب ہی ایک دھماکے کی شدت کو محسوس کیا جسے سے گاڑی کے شیشے ٹوٹ گئے۔ ہم نے ایک بڑی روشنی بھی دیکھی اور ہمیں لگا کہ ہم پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا ہے اور فائرنگ ہو رہی ہے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ایک راکٹ ہم پر داغا گیا ہے۔ میں نے ڈرائیور بھائی سے گاڑی کی رفتار بڑھانے کو کہا تا کہ اس خطرناک علاقے سے جلد نکل سکیں اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ ڈرائیور سمیت کسی کو بھی چوٹ نہیں لگی تھی۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ کیسے اس نے اپنے فضل سے ہمیں ایک ایسے دھماکے سے محفوظ رکھا جس نے گاڑی کے شیشے توڑ دیے اور ہمارے گرد دھویں کے بادل چھا گئے۔ ہمیں کوئی ضرر نہ پہنچا، یہاں تک کہ ہمارے پاس گاڑی میں گیسولین کا ایک بھرا ہوا بیرل بھی تھا۔ اس واقعے سے میرا یہ یقین اور بھی پختہ ہو گیا کہ اپنا مقرر کردہ رزق کو پورا کیے بغیر اور مقررہ وقت سے پہلے کوئی بھی انسان نہیں مر سکتا''۔

انہوں نے مجھ سے کہا:

> ''ہم نے پھر دھماکے کی وجہ جاننے کی کوشش کی اور ہم نے جب اوپر دیکھا تو امریکی ڈرونز کو پایا۔ میں نے ڈرائیور بھائی سے کہا کہ کسی گھر کے قریب سے گاڑی نہ گزارے کہ ہماری وجہ سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچے۔ بھائی نے گاڑی پھر ایک وادی کی طرف موڑی جہاں کچھ درخت تھے۔ ہم گاڑی سے نکلے اور مختلف سمتوں میں پھیل گئے۔ امریکی ڈرون طیارے ہمارے سروں پر منڈلا رہے تھے اور پھر انہوں نے ہماری گاڑی کو دوبارہ نشانہ بنایا جس سے وہ تباہ ہو گئی۔ ہمارے آس پاس کے علاقے پر بمباری جاری تھی۔ مجھے ایک بھائی نے ایک جانب موجود کئی پہاڑی چوٹیوں کی طرف بڑھ جانے کا کہا۔ وہاں پر میں نے فجر تک آرام کیا اور پھر فجر کے بعد بھائی مجھے یہاں آپ کے پاس لائے''۔

میں نے شیخ سے پوچھا کہ جب بمباری بمباری جاری تھی تو آپ کو کیسے نیند آ گئے؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو انہیں بھی نہیں پتہ بس انہیں نیند آ گئی اور وہ سو گئے۔ ہم جاننا چاہتے تھے کہ ان پر کتنے راکٹ داغے گئے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ قریباً دس یا گیارہ۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کوئی بھائی زخمی یا شہید تو نہیں ہوا۔ بعد میں پتہ چلا کہ بمباری کی وجہ سے ۲ بھائی شہید ہوئے اور ایک بھائی زخمی ہو گیا تھا۔ میں نے بعد میں تنہائی میں شیخ سے پوچھا کہ بمباری کے دوران انہوں نے کیسا محسوس کیا کیونکہ ان کے ساتھ یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا:

> ''میں اسے اس سے کہیں زیادہ آسان پایا جتنا ہم اس بارے میں سوچتے تھے۔ (ایسے مواقع پر) خوف آپ پر طاری ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ آپ پر سکینت نازل کر دیتے ہیں''۔

انہوں نے مزید کہا کہ:

> ''اس مرتبہ گیارہ راکٹس اپنے ہدف پر نہ لگے مگر شاید اگلی مرتبہ پہلا راکٹ ہی اپنا کام کر لے''۔

شیخ انور ہمارے پاس چند دن اور رہے اور پھر چلے گئے۔ میں نے انہیں محفوظ سفر کے لیے الوداع کہا لیکن مجھ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ ہم دونوں میں سے کون جا رہا ہے!

اگلے ڈرون حملے کے بارے میں شیخ کی پیشن گوئی درست ثابت ہوئی۔ اس مرتبہ راکٹ اپنے ہدف پر لگا۔ میری تمنا ہے کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا کہ مجھے بھی یہ عظیم کامیابی ملتی۔

مصدر: انسپائر میگزین، شمارہ نمبر ۹

☆☆☆☆☆

سفر بڑا طویل ہے... ہر ایک نقشِ پا کے بعد برف کی فصیل ہے...

عمر صلاح الدین

حضرت قاری سیف اللہ اختر رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم مجاہد، جن کی ساری زندگی جہاد جیسے عظیم فریضے کی ادائیگی میں گزری... وہ اللہ کا ایسا مخلص بندہ تھا کہ جس میں نام ونمود کی خواہش مفقود تھی... زندگی کا بہت بڑا حصہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے گزرا اور ایک لمبا عرصہ جیل کی اندھیری کوٹھری میں پابند سلاسل رہے جس کی وجہ سے ان کی جلد بھی خراب ہوگئی، مگر ان کی استقامت میں کوئی کمی نہیں آئی... حضرت قاری صاحب کس قدر متقی اور اللہ کے محبوب بندے تھے اس کے لیے الفاظ نہیں... جب تمام تنظیمیں منہج کا سودا کرچکی تھیں... جب قائدین کو پاکستانی شہروں کے پوش علاقوں میں وسیع وعریض مراکز بنانے کے اجازت نامے تک ارسال ہوچکے تھے... جب جہاد فنڈ کرنے کے لیے خفیہ اداروں سے مخصوص پرمٹ بھی مل چکے تھے... جب کشمیر میں جہاد کے لیے کڑی شرائط لاگو کی جاچکی تھیں... تب ایک بندہ خدا مست نے منہج بیچنے سے انکار کردیا...

کشمیر افغانستان انڈیا اور تاجکستان تک میں عظیم الشان کارروائیاں سرانجام دینے والے قاری سیف اللہ اختر کو گم نامی میں پایا گیا... اپنے ساتھ چھوڑ کر چلے گئے... معاونین نے تعاون سے انکار کردیا... کشمیر ہندوستان اور تاجکستان کے نیٹ ورک بھی ہاتھ سے نکل گئے... اللہ کی قسم! اس سے کئی گنا کم تر مصائب میں بڑے بڑے برج اُلٹتے دیکھے... مگر مجال ہے جو سیف اللہ کے پائے ثبات میں لغزش دیکھی ہو...

زمانہ طالب علمی سے ہی مولانا ارشاد شہید رحمہ اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ، رب کعبہ کی قسم اس سن عمری میں بھی نا بدلا... جب پاکستان میں قائم نظام طاغوت کا فہم معدودے چند لوگوں کو حاصل تھا، اُس وقت مرتد پاکستانی نظام کے خلاف ''خلافت آپریشن'' نامی عظیم بغاوت کی اور سنت یوسفی علیہ السلام پر جا عمل پیرا ہوئے... مرتدین نے گرفتاری کے بعد سخت اذیتوں سے گزارا... بڑھاپے کی تکالیف کے ساتھ اللہ نے اپنے دوست کو بیماریوں کی آزمائش سے بھی پرکھا... مگر اس نے شاخ گل پھر بھی نہ چھوڑی... چھوڑتا بھی کیونکر! کیونکہ بقول کسی محب کے ''اللہ نے اس کا خمیر ہی جہادی اٹھایا تھا''...

پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ اللہ نے اسے سرزمین خراسان میں ویسا ہی سابقہ عروج بخشا... اس کی گم نام جماعت کے محاذ و مقر باوجود گم نامی کے شکروں اور بازوں سے بھرپور ہو گئے... مگر قاری صاحب کی چال ڈھال لباس اور مزاج پھر بھی نہ بدلے... جب لاہور و کراچی کی سڑکوں پر لاکھوں کے اجتماع کرنے والی جہادی تنظیموں کے امرا مہنگی ترین بلٹ پروف لینڈ کروزروں کے کانوائے کے ساتھ محوِ سفر تھے، واللہ تب ہی دسیوں ملکوں کی قیمتی فوجوں پر اللہ کا عذاب بن کر برسنے والا، اللہ کا یہ بندہ کسی ٹوٹی بس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا محوِ تسبیح نظر آتا تھا... اللہ کا یہ بندہ محاذوں پر کفر کو ہر دم زِک پہنچانے کے لیے سرگرم رہتا، تو دوسری جانب دعوت وتبلیغ کے فریضے کو بھی پوری طرح نبھاتا اور تبلیغی جماعت کے ساتھ مستقل طور پر جڑے رہنے کی ترغیب دیتا... اسی طرح تزکیہ قلب اور منازلِ سلوک طے کرنے واسطے، اللہ والوں کی مجالس میں بھی سراپا عجز وانکساری بن کر شریک ہوتا... قاری صاحب، حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز بھی تھے...

مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ اللہ نے جب گم نامی ہی میں قاری صاحب کے مجموعے حرکۃ الجہاد الاسلامی'' کو عظیم ترقی وافرادی قوت سے نوازا تھا تو ''نمبر ون'' نے آپ سے ڈیل کرنے کی بہت کوشش کی... حتیٰ کہ فقط ریکارڈ میں ہی آجانے پر بڑی بڑی پیش کشیں کی گئیں مگر مومن کی فراست کہ ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا... قاری صاحب کی طرف سے واضح اور صریح انکار تھا... پھر چشم فلک نے قاری صاحب کے نحیف اور کمزور جسم پر ایک اور قیامت گرتے دیکھی، جب کچلاک میں آپ کے مرکز پر مرتدین نے انتہائی بزدلانہ و بلاجواز حملہ کرتے ہوئے اساتذہ و متدربین سمیت ایک سو سے زائد ساتھیوں کو گرفتار کرلیا... دشمنی فقط قاری صاحب کی ذات سے تھی کہ کم از کم ریکارڈ میں تو آجائیں... مگر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے معاون و مشیر نے اپنے پیش رووں کے قدم دیکھتے ہوئے سفر جاری رکھا... اس نازک موقع پر اگر آپ ساتھیوں کی خاطر کچھ نرمی اختیار کربھی لیتے یقیناً اس میں کوئی قباحت یا برائی نہ ہوتی مگر المتوکل علی اللہ الاکبر کے مصداق نحیف کمر اور کمزور جسم کو اللہ کے سہارے پر ہی رکھا... چونکہ اللہ تو صرف اپنے سچے دوستوں کی دوستی کو آزماتا ہے، جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی ہوتا رہا، ویسے ہی اللہ کا یہ ولی اس امتحان سے بھی سرخرو ہوکر نکلا کہ اللہ نے سب ساتھی بھی آزاد کروادیے اور محاذ تو میرے رب نے آباد رکھے ہی ہوئے تھے... غربت کی یہ حد کہ والدہ کے جنازے پر دنیا بھر کا کفر آپ کی ٹوہ لینے آپہنچا... ضعیف العمری نے یہاں تک وار کیا کہ ایک مدت عصا کی مدد سے چلنا پڑا... مگر بوڑھے نے اپنی عمر کا یہ حصہ بھی چین اور آرام سے گزارنا گوارا نہ کیا بلکہ اپنی امت پر وار دیا... یہی فرق ہے بقول چاچا جورا شہید رحمہ اللہ ہم جیسے میڈ ان چائنہ مجاہدین اور ان اصلی مجاہدین میں کہ ہم کچھ ہی دن مجاہدین کے ساتھ گزار لیں تو شاید ''فیلنگ بورڈ'' کا 'سٹیٹس' اپ لوڈ کرنے سے بھی نہ چوکیں... مگر ایک وہ ہیں کہ ایک لمبی اور طویل مگر مبارک اور پاکیزہ زندگی، شرارتی لڑکپن اور چڑھتی جوانی، عقل و دانش سے بھرپور پکی عمر اور اس کے بعد چین اور آرام کا طلب گار ستادینے والا بڑھاپا... سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وامت پر واردیا...

اور پھر کمال شفقت اور عظیم نعمت سے نوازتے ہوئے اللہ نے اپنے دوست کو عظیم اور تھکا دینے والی تکلیفوں اور ذمہ داریوں سے رخصت دے کر ہمیشہ کی عیش وعشرت کی جانب بڑھادیا... پانے والے نے اپنا سب سے قیمتی، مرغوب اور پسندیدہ انعام حاصل کرلیا...

(بقیہ صفحہ ۸۲ پر)

ابو بکر قدوسی نے لکھا:

ممکن ہے میری بات بری لگے، یہ بھی کہ رد عمل حد سے گذر رہا ہے لیکن کئی سال کے بعد چور، مجرم اور بھینسا پکڑے گئے...اور کچھ ہی دن میں چھوٹ گئے...کچھ ہی روز میں دوبارہ ایکشن میں ہوں گے...بدترین گالیاں مذہب اور اہل مذہب کا مقدر ہوں گی سوال یہ ہے کہ مذہبی جماعتوں کے وجود کا کیا جواز باقی ہے؟

اگر ان کے کسی امیر کی شان میں گستاخی ہوتی ہے تو یہ پاتال تک معاف نہیں کرتے...او ظالمو! رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے نام پر تم جماعتیں چلاتے ہو، مذہب کی روٹیاں کھاتے ہو، تم لوگوں کا کیا رول ہے؟ کوئی اب یہ نہ کہے کہ فلاں نے احتجاجی بیان دیا تھا...میرا الزام یہ ہے کہ جو جو بھی کسی حکومتی عہدے پر ہے یا کسی مقام پر ہے، اس نے وہاں رہ کے کچھ نہیں کیا...درجن درجن بندے تمہارے دفاع کے لیے میڈیا سیل بنائے مصروف عمل رہے ہیں، بس ایک مذہب ہی لاوارث ہوا...اور کارکنان! یہ جو آپ اپنے پوپ حضرات بارے ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، ذرا اس کسوٹی پر اپنے آپ کو بھی جانچیں...فیل ہو جائیں گے حضور!

سرور الدین نے لکھا:

آپ بے ستر ہو چکے ہیں۔اب بس کریں!!!

بلوچستان میں انڈیا کی مداخلت کے ثبوت امریکہ کے حوالے کر دیے...اس لیے انتہا پسندی کی تعلیم دینے والے مدارس بند کر دیں گے۔

ہم نے ایک لاکھ آٹھ ہزار نو سو چوالیس امریکیوں کو ویزے جاری کیے...اس لیے سود کو حرام کہنے والوں پر دہشت گردی کے دفعات لگا دیں۔

دہشت گردوں کو افغانستان سے گائیڈ کیا جاتا ہے...اس لیے خلافت کے لفظ پر پابندی لگا دی۔

ریمنڈ یوس نیٹ ورک، بلیک واٹر، سی آئی اے اور ایف بی آئی کے لوگ کالے شیشوں والی گاڑیوں دندنا رہے ہیں...اس لیے یونی ورسٹی اور فوجی علاقوں میں تبلیغی جماعت کے داخلے پر پابندی۔ آپ نے خود واضح کر دیا کہ آپ کی دہشت گردی کے خلاف جنگ فراڈ ہے! آپ اسلام پر حملہ آور ہیں! ایکشن پلان تیسری صلیبی جنگ کا حصہ ہے!

ثاقب جمیل خان نے لکھا:

کہانی؛ سپر پاور امریکہ اور ایک امریکی عالمِ دین کی...

امریکہ میں پیدا ہونے والا یہ عالم شیخ انور العولقی ایک یمنی سیاست دان و سکالر کا بیٹا تھا۔ امریکہ اور یمن میں عصری و دینی تعلیم کے حصول کے بعد امریکہ کے اسلامک سینٹر میں امامت و دعوتِ الی اللہ کے فرائض سرانجام دینے لگا۔ یہ عالم چونکہ حق سچ بیان کرنے میں کسی کی پرواہ نہ کرتا اس لیے سپر پاور کی ناراضی شروع ہو گئی، پہلے بے بنیاد مقدمات پھر دو تین مرتبہ قید و بند، اس وجہ سے بالآخر وہ یمن کے قبائلی علاقے تک جا پہنچا مگر انٹرنیٹ پر انگلش میں دعوتی لیکچرز کی اشاعت بھی جاری رکھی۔ واضح رہے کہ مذکورہ عالمِ دین کے لیکچرز اور کتابیں انگریزی زبان بولنے، سمجھنے والے مسلم نوجوانوں میں آج بھی سب سے زیادہ مقبول ہیں۔ سپر پاور نے اس آواز کو خاموش کرنے کی چاہت میں ڈرون کے ذریعے برق و آہن کی بارش کر کے عالم کو قتل کر دیا۔ مگر غصہ ابھی بھی ٹھنڈا نہ ہوا، دو ہفتے بعد اس کا ۱۶ سالہ بیٹا بھی ایسی ہی کارروائی کا نشانہ بن کر دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔

ان واقعات کو ۶ سال سے زائد کا عرصہ گزر جاتا ہے اور سپر پاور کی صدارت ایک منافق سیاہ فام سے ایک متعصب سفید فام تاجر کے ہاتھ منتقل ہو جاتی ہے۔ مگر کہانی ابھی بھی ختم نہیں ہوتی کیونکہ سپر پاور کسی بھی صورت میں اپنے دشمن کی باقیات چھوڑنے کی روادار نہیں۔

۲۹ جنوری ۲۰۱۷ء کی رات یمن کے ایک قبائلی علاقے میں سات سمندر پار بسی امن پسند اور مہذب قوم کے فوجی ہیلی کاپٹروں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس سے پہلے کہ دیہاتی لوگ کچھ سمجھتے قیامت برپا کر دی جاتی ہے اور ۸ بچوں اور ۱۰ عورتوں سمیت ۳۰ قبائلی افراد لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ اس واقعے کا بھی اس یمنی عالم سے خصوصی واسطہ ہے کیونکہ اس حملے کے نتیجے میں اس شہید عالم کی ۸ سالہ بچی (نوار العولقی) بھی شہید ہو کر جنات الخلد میں اپنے بابا کے پاس جا پہنچی۔ بہر حال ایسے ہر واقعے کے بعد میڈیا کا الو سیدھا رکھنے کو چند ڈالر اور باقی دنیا کا منہ بند رکھنے کے لیے ''دہشت گردی'' کی اصطلاح ہی کافی ٹھہرتی ہے۔

احباب سے معذرت کہ کبھی کبھی جذبات کے زیرِ اثر زبان اور ہاتھوں میں تھامے کی بورڈ سے چند الفاظ ایسے بھی نکل جاتے ہیں جن پر بندے کا کوئی بس نہیں چلتا اور یہ بھی انہیں میں سے ہیں، آپ ایک نظر یا بغیر نظر ڈالے گزر سکتے ہیں۔

مولانا صہیب نسیم نے لکھا:

جو لوگ ابھی بہت بوڑھے نہیں ہوئے اور قدرے جوانی ان کی باقی ہے، انہیں یاد ہو گا کہ مغرب سے آتی ترقی و روشنی کو دل و جان سے اپنانے سے قبل ہمارا بھی ایک معاشرہ ہوا کرتا تھا گو کہ وہ پورا اسلامی نا تھا تاہم کچھ رمق اس میں غیرت حمیت کی باقی تھی اور ہمارے کردار و گفتار سے چھلکتی تھی۔ سود خور کو حرام خور باور کیا جاتا تھا، رشوت کے مال سے دولت اکٹھی کرنے والا بری نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا، کھلے بندوں دین کا تمسخر اڑانا آسان نا تھا، سو یہ بغضِ باطن شیطان کے پیروکار اونچے طبقہ کے لوگ اپنی نجی محافل میں نکال لیتے تھے عوامی مقامات پہ ایسا کرنا وہ اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف جانتے تھے۔ لوگ اپنے گناہ پہ فخر نہیں کرتے تھے۔

پھر جہاں سروج غروب ہو جاتا ہے وہاں سے مذہب بے زاری میں لپٹی اور نفسانیت سے لتھڑی یہ تہذیب اور سوچ اٹھی اور اس نے اپنے پر فتن سحر میں ارضِ دنیا کو یوں جکڑا کہ کرہ پہ بسی کوئی قوم اب اس کے شکنجے سے باہر نہیں ہے۔ چاہو تو خود کو مسلمان کہہ لو یا دل کرے تو عیسایوں والا نام رکھ لو مگر سوچ اور عمل اب اکثریت کا لادینیت ہی سے عبارت ہے۔

تمہید کی طوالت اس لیے ضروری تھی کہ آج اس ہمہ گیر اور ہمہ جہت طوفانِ بربادی نے صورت حال یہ بنادی ہے کہ دینی شعائر کا مذاق کھلے بندوں اڑایا جاتا ہے، لفاظیت کا سہارا لے کر ادبی انداز بیان اپنا کر ایک اٹھتا ہے لکھتا ہے کہ فلاں صاحب کو دیکھو! ایسے تھے کہ داڑھی منڈے کو دیکھتے تو منہ پھیر لیتے تھے! نیچے تبصروں کی بھرمار آجاتی ہے کہ ہاں ہاں! یہ بھلا کون سا دین ہوا اور یہ ملا ایسے اور ویسے! اور لب لباب سب باتوں کا کہ بھلا کسی کو کیا حق اور کسی کی کیا مجال کہ ہماری نجی زندگی میں دخیل ہو؟ ہمارے کسی عمل پہ معترض ہو؟

سیکڑوں لائیک ایسی تحاریر کو ملتے ہیں اور بظاہر تو مقصود کسی فرد کی جانب سے سنت رسول کے ترک پہ اپنے غصہ کے یوں اظہار کو معیوب گردانتا دکھلائی دیتا ہے مگر پوری بحث اور بیانیہ اب یہ ہے کہ کسی بڑے اور کسی پیشوا کو بھی اب یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی منکر اور برائی سے دوسروں کو روکتا پھرے کہ ایسا کرنا فرد کی نجی زندگی میں کھلی اور بے جا مداخلت ہے کہ جس سے بڑھ کر قابلِ تعزیر چیز شاید اس نئی روشنی کی تہذیب میں کچھ اور ہے ہی نہیں... خواہش نفس کہ جسے قابو کرنا اور جس کی پیروی سے بچنا خلاصہ ہے دین الٰہی کا، اب اسی کو خدا مانا گیا ہے کہ جو من چاہے کر گزرو اور مجال نہیں کسی کی کہ روک ٹوک کر سکے اور جو راہ میں آئے اسے روندے چلے جاؤ!

حیف در حیف ایسی جہالت پہ! اور صد افسوس کہ اب دین اس ملت میں اجنبی ہو رہا ہے، سنت پہ عمل تو کجا اب تو اس کے عاملین کو برا جانا جاتا ہے اور کھلے بندوں اس معاشرہ میں شعائر دینیہ کا تمسخر اڑایا جاتا ہے اور یہ رویہ اب عوامی سا بنتا جارہا ہے۔

کھلی بے حیائی جب ایلیٹ کلاس کے عشرت کدوں سے نکل کر وبائی شکل اختیار کر لے تو یہ معاشرہ کے انحطاط اور بربادی کے سفر میں آخری پڑاؤ ہوتا ہے۔ ناصح کو کوس کر نصیحت کا گلہ گھوٹنے والے عاقبت نااندیش دیکھتے سنتے ہوں تو دیوار کا لکھا پڑھ لیں اور منادی کی صدا سن لیں کہ جب من حیث القوم ہم گناہ پہ تفاخر کرنے لگ جائیں، ناصح کو برا بھلا کہنے لگیں اور خواہش کی پیروی کو منہج اور طریقہ کے طور اپنا لیں تو پھر رب کا قہر ہی ان بداعمالیوں کا جواب ہوتا ہے۔

خدارا! دین کو اپنی گلی محلوں اور محفلوں میں اجنبی ہونے سے بچائیے۔ گناہ سے بچیے، ہمت نا ہوتی ہو تو کم از کم دل سے ہی برا جانیے اور نیت رکھیے کہ جو نہی توفیق ملی فوراً توبہ تائب ہونا ہے اور ناصح کی بات چاہے آپ کو بری لگے یا اس کا طریقہ درست نا معلوم ہوتا ہو بہر طور دھیان رکھیے کہ کہیں اس کی تنقیص کرتے آپ کسی حکم خداوندی کا انکار یا استہزاء تو نہیں کر رہے؟ کہ یہ عمل، توفیق کو سلب کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔

مولائے عزوجل کتاب وسنت کو اس فتنوں کے دور میں ہمارے دلوں کی روشنی بنادے۔

مولانا نوفل ربانی نے لکھا:

وقت قیام ہے عمل نہیں تو عقیدہ ہی درست کر لیں!

لبرل ازم، الحاد ایک عقیدہ اور ایک مذہب ہے ایک دین ایک ضابطہ ریاست ہے ہماری ریاست بھلے نام کی اسلامی ہے پر کام کی لبرل ہے ریاست اپنے عقیدہ لبرل ازم میں بہت ہی ''سینسٹو'' اور انتہادرجے حساس ہے، ریاست کو اپنی ناموس اپنی حرمت اللہ، رسول، صحابہ' سے زیادہ عزیز ہے... میڈیا' ریاست کا ایک ٹول ہے اور کاروبار میں میڈیا کی جان ہے... چند اقدامات سے آپ اندازہ لگائیں... کچھ ازلی ملعون اٹھائے گئے!!!

لیکن کب؟؟؟؟

جب انہوں نے توہین رسالت کی؟؟؟؟

نہیں جناب!!!

جب انہوں نے توہین ریاست کی تو اس وقت ریاست نے ایکشن لیا، ورنہ گستاخیاں تو وہ عرصے سے کر رہے تھے اور بہت سارے اب بھی کر رہے ہیں لیکن کوئی پرواہ نہیں! عامر لیاقت بھی تب جاگا جب توہین ریاست ہوئی... ورنہ اس کے ڈوری ہلانے والوں کو اس کو خبریں دینے والوں کو بہت پہلے سے معلوم تھا کہ توہین ربوبیت ورسالت ہو رہی ہے لیکن اس کے منہ سے بھی جھاگ تب اڑی جب توہین ریاست ہوئی... البتہ کبھی کبھی ریاست مذہب کو اپنے فائدے کے لیے استعمال ضرور کرتی ہے جیسے کہ... جنید جمشید بھائی کے جنازے پر پوری ریاست جھنڈا لے کر کھڑی تھی...

کیوں؟؟؟؟

وہ مذہبی تھا؟؟؟

نہیں بھولے بادشاہو!!! وہ سیلبریٹی تھے اور سیلبریٹی بزنس دیتا ہے... لوگوں کے جذبات وابستہ تھے... اشتہارات ملنے تھے... ورنہ مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کے جنازے کو کور بیج دیتے لیکن وہ صرف دینداروں کے پیشوا تھے، ان کی صرف یہی پہچان تھی۔

بھائی لوگو!!! جاگنے کا وقت ہے... اضطراری کیفیت کو مستقل بنانے سے نسلیں تباہ ہوتی ہیں... ان کی درست سمت میں چلنے کی سکل تباہ ہوتی ہیں... وہ ذہنی مفلوج ہو جاتے ہیں... ایسی قومیں پیدا ہوتی ہیں، نوکری کرتی ہیں، کھاتی پیتی ہیں اور مر جاتی ہیں... زندہ قومیں اعلائے کلمہ اللہ کرتی ہیں نہ کہ اعلائے جمہوریتِ مغرب...

اس پوزیشن میں اگر نہیں ہیں کہ پاکستان میں آئینی تقاضے کے مطابق نفاذ اسلام کر سکیں تو کم از کم نیت تو کریں کہ اسلام کا نفاذ ہی ہماری منزل ہے عقیدہ تو یہی رکھیں نظر تو بلند رکھیں

لیکن یہاں نفاذِ اسلام کے داعی، جمہوریت ہی کو سب کچھ مان کر چل پڑے ...۷۰ سال ہوگئے مزید ۷۰۰ سال میں بھی اسی جمہوری کلی کے گرد گھومتے رہیں گے...اور دفاعی پوزیشن مقدر ٹھہرے گی...ادھر سے دھڑلے سے مذہبی مکاتب، مدارس، مساجد بند کرنے کی دھمکیاں اور بلیک لسٹ کرنے کی فہرستیں جاری ہوں گی ... بانیان پاکستان کے اداروں کو بھی بلیک لسٹ کیا جارہا کیوں کہ وہ اسلامی مراکز ہیں آج مدارس کل مساجد بند ہوں گی...بند تو کسی کا باپ بھی نہ کرسکے لیکن وہ کوشش پوری کریں گے... لہٰذا نئی نسل کے ذہن کو صاف کریں، ان کو بتائیں تم کو اخرجت للناس اور لیظھرعلی الدین کلہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

زاہد صدیق مغل نے لکھا:

یہ اس قدر بے بہا ٹی وی چینلز پر چلنے والے اشتہاروں، ڈراموں، گانوں اور فلموں کے لیے "فن کاروں" کی کھیپ کہاں سے دستیاب ہورہی ہے، کبھی سوچا؟ یہ سب بچے اور بچیاں کوئی بگڑے ہوئے گھرانوں کے تھوڑی ہیں۔ بہتوں کی اصل کا سراغ لگائیں تو معلوم ہوگا کہ باپ دادا اچھے خاصے مذھبی ذھن رکھنے والے ہونگے۔ یہ فصل "جدید سکولوں" میں بوئی جاتی ہے اور یقین مانئے ٹیڑھی بنیاد پر قائم شدہ اس عمارت کو راہ راست پر لانا سب سے مشکل کام ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے قوی ایمان وہ ہے جو بچپن کی سماعت متواترہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ بڑے بڑے اسکول ہم سے ہماری نسلیں چھین رہے ہیں۔ کل کو یہی بچے اس ملک میں مستقبل کے پالیسی ساز ہونے والے ہیں۔

طارق حبیب نے لکھا:

ایرانی پاسداران انقلاب کے کمانڈر نے اعلان کیا ہے کہ ... وہ اب تک خطے کے ۲۰ لاکھ نوجوانوں کو مسلح جنگ کی تربیت دے چکے ہیں۔ جنرل محمد علی جعفری کے مطابق شام، عراق، لبنان، افغانستان اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے جوانوں کو یہ تربیت دی گئی ہے۔ یہ ۲۰ لاکھ مسلح نوجوان ایران کو پیش آنے والے کسی بھی چیلنج کا ایرانی سرحد کے باہر مقابلہ کریں گے اور دوسری جانب حالات بتارہے ہیں کہ "امام غائب" کے ظہور کا وقت قریب ہے، اس لیے یہی مسلح افراد اُس کا ہراول دستہ بھی ثابت ہوں گے!

مہتاب عزیز نے لکھا:

مجھے ایک سکالر دو گھنٹے سمجھاتے رہے کہ شام میں مصائب اور انسانی المیے کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جنھوں نے بشارالاسد کے خلاف ایک غیر ضروری بغاوت کی یا اس بغاوت کی حمایت کی۔ اس مسئلے اور المیے کا واحد حل حکومتی رٹ کی بحالی ہے۔ اس لیے ایران اور حزب اللہ وغیرہ حکومتی رٹ کی بحالی میں تعاون کررہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ عوام کی اکثریت یا حکمران کے اقلیتی فرقے سے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن حکومت کے خلاف بغاوت سے صرف مسائل اور انسانی المیے ہی جنم لیتے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کی بات تسلیم کرلیتا ہوں، لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بغاوت کے نقصانات جاننے کے باوجود ایران اور حزب اللہ، بحرین اور یمن میں اپنی حکومتوں کے خلاف بغاوت کرنے والوں کی امداد کیوں کررہے ہیں؟؟

سکالر صاحب ناراض ہوگئے، اور یہ کہہ کر مزید بات کرنے سے انکار کردیا کہ "جب تک تم فرقہ واریت دماغ سے نکال نہیں دیتے تب تک تم تک بات کرنا ہی فضول ہے"۔

فداءالرحمٰن نے لکھا:

امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ نے شریعت کا نفاذ جمہوریت کے کتنے ووٹ لے کر کیا تھا؟ اگر ایسا کچھ نہیں ہے اور نہ ہی ہوا، تو پھر وہ احباب جو ملا عمر رحمہ اللہ اور امارتِ اسلامیہ کی حمایت تو کرتے ہیں، وہ کس طرح "جمہوریت" کا مشرف باسلام کررہے ہیں؟ اور اس کی حمایت اس کو اسلام کی "اصل" قرار دیتے ہوئے کس بنیاد پر کررہے ہیں؟

پاکستان میں جمہوریت ایک "اضطراری کیفیت" میں اختیار کیا گیا لائحہ عمل تو ہوسکتا ہے، اسلام کی اصل ہرگز نہیں، اس لیے بنیاد اور اصل کی حمایت دورِ حاضر میں اشد ضروری ہے، اور اسلام پسند جمہوری جماعتوں کے ساتھ تعاون اخوت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بنیاد پر ہی ہے، نہ کہ ان کی "جمہوریت" کی حمایت کی بنیاد پر!

ہر علاقہ میں مصلحت اور مفسدہ کو دیکھتے ہوئے اسلامی قوتوں کو آگے کا لائحہ عمل اختیار کرنا ہوتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ایک علاقہ میں وقوع پذیر ہونے والے حالات کی تطبیق آپ دوسرے علاقہ پر ہو بہو نہیں کرسکتے، کیونکہ اطلاقات ہر علاقہ میں ہونے والے حالات کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں، جس کا فیصلہ علما کرتے ہیں، اور اگر ان میں اختلاف ہو جائے، تو پھر بھی بہر حال ان کی رائے غلط نہیں ہوتی، دونوں میں سے ایک رائے قرین الصواب ہی ہوتی ہے، اور غلط پر ہونے والا فریق بھی ثواب کا ہی مستحق ٹھہرتا ہے (ایک اجر کے)، نہ کہ ملامت کے!

☆☆☆☆☆

بقیہ: سفر بڑا طویل ہے...ہر ایک نقشِ پا کے بعد برف کی فصیل ہے

اللہ ہمیں اور ان کے متعلقین کو صبر اور نعم البدل سے نوازیں کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ روحانی بیٹا تقریباً ویسے ہی بڑھاپے کی عمر اور انہی کے راستے پر چلتے ہوئے پکتیکا افغانستان میں اپنے لشکر کو لیے کفار و مرتدین سے جا ٹکراتا ہے، جہاں میرے رب نے اس کی طویل تھکاوٹ کے عوض اسے چین و آرام سے بھرپور توحید ربانی کی شہادت پر مبنی ذائقہ دار سے نوازا...

نحسبہ کذالك واللہ حسیبہ ولا نزکی علی اللہ احدا

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ جون میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم دسمبر:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں فیض آباد، بلوچ، رحمت آباد اور گور آغلئ کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں سے مجاہدین کی جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ اور ایک اہل کار قتل، جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے ہوتی سیدان کے علاقے میں بم دھماکہ سے پولیس کی گاڑی تباہ اوراس میں سوار 2 اہل کار زخمی ہوگئے

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں سرخاب کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع ڈنڈ کے علاقے شریف کاریز میں قندہار ایئر بیس کے قریب وحشی امریکیوں کا ٹینک بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اوراس میں سوار امریکی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش کے علاقے ناوہ میں مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں ایک اہم مرکز اور سات چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 38 اہل کار قتل، 7 گرفتار ہوئے، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ اس حملے میں ایک ٹینک تباہ اور پولیس چیف کمانڈر نیاز وسمیت متعدد اہل کار زخمی ہوئے۔ 4 ہیوی مشن گنیں، 4 راکٹ لانچر، 6 کارمولی بندوقیں، 10 کلاشنکوفیں، 4 پستول، 3 ٹریکٹر اور 4 موٹر سائیکلوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان بھی غنیمت ہوا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ کے سنوغان کے علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲دسمبر:

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر کے مربوطہ حلقہ نمبر 4 کے علاقے کے حضرت جی بابا کے مقام پر پولیس اہل کاروں کی رینجر گاڑی ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے تباہ اوراس میں سوار 3 اہل کار موقع پر ہلاک، جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں گنج آباد کے علاقے میں واقع فوجی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک ٹینک تباہ، 2 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں نے نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے ایک مارٹر توپ، ایک رائفل اور ایک بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں اندڑ گاؤں کے علاقے میں واقع چوکی میں رابط مجاہدین نے وہاں تعینات اہل کاروں پر اندھادھند فائرنگ کی، جس سے 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، پانچ ہیوی مشن گنیں، 2 راکٹ لانچر، ایک مراٹر توپ، ایک بم آفگن، پانچ کارمولی، 2 وائرلیس سیٹیں، ایک نائٹ ویژن دوربین اور 10 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا، ایک رینجر گاڑی تباہ ہوئی۔

۳دسمبر:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع وزی زدران کے دیرخیل کے علاقے میں سپیشل فورس اہل کاروں کی رینجر گاڑی تباہ ہوئی اوراس میں سوار 5 صلیبی غلام لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں مجاہدین نے جارح امریکی فوجوں کے ڈرون جاسوس طیارے کو اینٹی ایئرکرافٹ گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا، جس کے نتیجے میں طیارہ مکمل تباہ

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں شالگاہ کے علاقے کے سلطان محمد خان قلعہ کے مقام پر واقع چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے اہم چوکی فتح، 4 ٹینک تباہ اوران میں سوار 15 اہل کار ہلاک وزخمی، کمانڈر سمیت 16 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے پانچ ہیوی مشن گنیں، 10 کارمولی، 2 راکٹ لانچر اور ایک مارٹر توپ سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

۴دسمبر:

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں شار آباد اور سنوغان کے مقام پر آپریشن کرنے والوں فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 8 ٹینک، ایک کاماز گاڑی تباہ اور متعدد اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں انٹیلی جنس سینٹر پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں گنج آباد کے علاقے کا کمانڈر شیر علی ایک رینجر گاڑی، 2 ہیوی مشن گنیں اور 2 کلاشنکوفوں سمیت مجاہدین سے آملا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں عبدالرحیم اور پائندہ کے علاقوں میں پولیس اور جنگ جوؤں کی چوکیوں پر حملہ کیا اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو نشانہ بنایا۔ جس کے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک جب کہ 6 زخمی ہونے کے علاوہ ایک فوجی ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ غزنی میں غزنی شہر کے ارزو کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی مرکز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 فوجی ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے اور 2 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ نورستان کے ضلع دوآب کے کورگل کے علاقے میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک تباہ اور 4 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

۵دسمبر:

☆صوبہ کابل میں کابل شہر میں پل چرخی فوجی مرکز کے قریب انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کی گاڑی مجاہدین کی نصب کردہ مقناطیسی بم کا نشانہ بنی، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار تمام اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں مانوں اور تمبکول کے درمیانی علاقے میں واقع فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے ایک چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن اور 6 کلاشن کوف غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز میں شیخان اور چھاؤنی کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ 2 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

۶دسمبر:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں رنگ کے علاقے میں فوجی کارروان پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں ناوہ پایں کے علاقے میں فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگ جوؤں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جس کے بعد لڑائی چھڑ گئی، جس سے 3 ٹینک تباہ، اور ظالم جنگ جو کمانڈر یوسف سمیت 12 اہل کار موقع پر ہلاک، جب کہ 7 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 2 فوجی ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں خواجہ انگور کے علاقے میں مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا۔ 2 فوجی ٹینک دھماکوں سے تباہ ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک اور 3 زخمی ہوئے ہیں

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں کٹھ پتلی فوجوں اور مقامی جنگ جوؤں سے جھڑپیں ہوئی جس سے 10 ٹینک تباہ اور 18 فوجی و پولیس اہل کار قتل، جب کہ متعدد زخمی ہوئے ہے۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع بہسود میں اخندزادہ صاحب اڈہ کے علاقے کنڈ غونڈی کے مقام پر جارح امریکی فوجی ٹینک پر ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 وحشی فوجی شدید زخمی ہوئے۔

۷دسمبر:

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں سنوغان کے علاقے میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے اہم یونٹ اور چوکی فتح، 2 ٹینک تباہ اور متعدد اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں جوئے شور کے علاقے میں مجاہدین اور پولیس اہل کاروں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی دو گھنٹے تک جاری رہی، جس کے نتیجے میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہونے کے علاوہ ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع گیزاب کے نیکوزوں اور چلیزوں کے علاقوں میں واقع جنگ جوؤں کے مراکز پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا۔ جس سے وسیع علاقہ فتح، 6 جنگ جو ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گنیں، ایک راکٹ، 4 کلاشنکوف اور ایک بندوق غنیمت کرلیا۔

۸دسمبر:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے مربوطہ علاقوں میں آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں مجاہدین کے حملوں اور بارودی سرنگوں کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت کے ترکی کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

۹دسمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں مجاہدین نے پائلوچ کے علاقے میں فوجی کارروان پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع لشکرگاہ کے مربوطہ علاقوں میں 17 پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ قندہار کے صدر مقام قندہار شہر میں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر میزائل حملے سے 2 ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر میں حلقہ نمبر 4 کے مربوطہ علاقے میں پولیس اہل کاروں پر ہونے والے بم دھماکہ سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۱۰دسمبر:

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترین کوٹ شہر کے علاقے تالان میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مورچوں ہر حملہ کیا، جس پر جوابی کارروائی کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ اور 15 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

۱۱دسمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں قندہار اڈے کے قریب کٹھ پتلی فوجوں پر حملے سے 2 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں کابل انتظامیہ کے 71 فوجی و پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ نورستان کے ضلع کامدیش میں پولیس چیک پوسٹ میں مجاہدین کی نصب کردہ بم کا دھماکہ ہوا۔ جس سے 2 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے اور چوکی بھی تباہ ہوئی۔

۱۲ دسمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع شینکئی کے پشئی بند کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ضلعی پولیس چیف سیف اللہ کی گاڑی تباہ اور اس میں سوار اس کے محافظ گران سمیت 2 اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ 3 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ نیمروز کے ضلع چخانسور میں مجاہدین نے چوکی پر حملہ کیا، جس سے 8 اہل کار قتل، جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع مقر کے ہستی کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز کمانڈر صفی اللہ سمیت 6 ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے اور ایک ٹینک بھی دھماکہ خیز مواد سے تباہ ہوا۔

☆ صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے روضہ کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے فوجی مرکز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی اللہ تعالی کی نصرت سے فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے ایک ہلاک جب کہ باقی فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کرلی۔

۱۳ دسمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع اتغر کے گارئی گاؤں کے علاقے میں جنگ جوؤں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں ٹینک تباہ اور اس میں سوار جنگ جو کمانڈر عطاءاللہ سمیت 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع شکردرہ کے قلعہ مراد کے علاقے میں وزارت داخلہ کے افسروں کی گاڑی پر ہونے والے دھماکہ سے گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی اور اس میں سوار کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے وزارت داخلہ کے چار اعلیٰ افسر ہلاک اور زخمی ہوئے

☆صوبہ کنڑ کے ضلع دانگام میں امیر باچا چوکی کے قریب ہونے والے بم دھماکہ سے فوجی کمانڈر کرنل ولی، اس کا نائب کمانڈر عبدالوہاب اور ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوا۔

۱۴ دسمبر:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت کے سہاک کے علاقے میں بم دھماکوں سے 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ نورستان کے ضلع نور گرام میں گورگل کے علاقے میں فوجی کارروان پر ہونے والے حملے میں 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 2 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

۱۵ دسمبر:

☆ صوبہ کابل کے صدر مقام کابل شہر میں یونس خیل کے علاقے میں دھماکہ سے اعلیٰ فوجی افسر کی گاڑی تباہ اور اس میں سوار کرنل صدیق تین محافظوں سمیت موقع پر ہلاک ہوا۔

۱۶ دسمبر:

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام لشکر گاہ میں تاوچہ کے علاقے میں واقع دفاعی چوکی پر حملہ کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

۱۷ دسمبر:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود میں مجاہدین نے جلال آباد شہر حلقہ نمبر 4 کے انٹیلی جنس سروس افسر محراب الدین کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں مار ڈالا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ کے فارم سہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شنک کہنہ کے لار سرخ اور خوشاوں گاؤں کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں، پولیس اہل کاروں اور جنگ جوؤں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے معروف جنگ جو کمانڈر صیفور اور اس کا محافظ موقع پر ہلاک، 3 مزید زخمی، جب کہ دیگر فرار ہوگئے۔

۱۹ دسمبر:

☆صوبہ کابل کے صدر مقام کابل شہر میں ارزان قیمت کے علاقے میں اعلیٰ فوجی عہدے دار کرنل مختار کو مجاہدین نے مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کردیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں فیض آباد دشت کے علاقے میں فوجی قافلے پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ اور پولیس چیف نعمت طوفان، کمانڈر اسد خان، 3 جنگ جو کمانڈرز حاجی مطلب، حاجی سلام اور جان سمیت 13 اہل کار زخمی، جب کہ 5 موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆ صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں عینک کے مقام پر کمانڈوز، کٹھ پتلی فوجوں، پولیس اہل کاروں اور جنگ جوؤں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ، کمانڈر غلام ولی شاکر سمیت متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے مربوطہ عینک کے علاقے کے نمروں کے مقام پر کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں سے مجاہدین جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ اور متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۰ دسمبر:

☆صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو کے قلعہ سر کے علاقے میں فوجی ٹینک دھماکہ خیز مواد سے تباہ اور اس میں اعلیٰ افسر سمیت 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆ صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے حلقہ نمبر 4 کے چار اطراف چارگل پٹرولیم، سور گودر، کمپنی اور بٹون کے علاقوں پر کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید

مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ایک فوجی رینجر گاڑی اور تین ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 14 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں سولئی کے علاقے میں کمانڈوز، کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، مجاہدین کی جوابی کارروائی کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ اور 12 اہل کار ہلاک ہو گئے، جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں عینک اور نمروں کے مقام پر نام نہاد کمانڈوز، کٹھ پتلی فوجوں، پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگ جوؤں نے امریکی طیاروں کی فضائی مدد کے ساتھ مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 8 ٹینک تباہ، کمانڈر سمیت 25 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے، جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔

۲۱دسمبر:

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں عربان، ملا سردار، بز قندہاری اور اور تبلاق کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جس کے بعد لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 20 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی کے سورئی تیزہ کے علاقے جلال آباد، کابل قومی شاہراہ پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ کے نوفلی کے علاقے میں مجاہدین نے 2 کمانڈوز اور ایک انٹیلی جنس سروس اہل کار کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں مار ڈالے۔

☆ صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں مانوں کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں ایک چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 ہلاک ہو گئے۔ 2 ہیوی مشن گن، اور 2 کارمولی سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر کے آغا غونڈ کے علاقے میں امریکی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بم دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار غاصبین ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں ماتکہ کے علاقے میں مجاہدین نے 3 فوجیوں کو لیزر گن سے نشانہ بنا کر مار ڈالا۔

۲۲دسمبر:

☆صوبہ کابل کے صدر مقام کابل شہر کے حلقہ نمبر 5 کے مربوطہ خوشحال خان کے علاقے میں واقع کابل انتظامیہ کے رکن پارلیمنٹ معلم میر ولی کے مہمان خانہ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس امارت اسلامیہ کے فدائین نے حملہ کیا۔ اس مبارک معرکہ میں 20 اعلیٰ فوجی اور سول حکام ہلاک جب کہ درجنوں زخمی ہوئے۔ ہلاک شدگان میں پارلیمنٹ شکایات سیل کا انچارج محمد حنیف حنیفی بھی شامل ہے

☆ صوبہ ہلمند کے عدالتی شعبہ کے ڈائریکٹر طیب اتل، کمانڈوز، فوجی اور پولیس اہل کار، جب کہ زخمیوں میں رکن پارلیمنٹ معلم میر ولی، روزگان سابق پولیس چیف کمانڈر اویس صمیمی وغیرہ شامل ہیں۔ فدائی حملے کے دوران مذکورہ مہمان خانے میں اعلی فوجی و سول حکام کا مجاہدین کے خلاف آپریشن کے متعلق اہم اجلاس جاری ہے، جسے سرفروشوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے تہس نہس کر دیا۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی کے ماہیپر کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے قندہار اڈہ کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ اور 15 اہل کار موقع پر ہلاک، جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، 6 امریکن بندوقیں، ایک بم آفگن، ایک راکٹ لانچر اور ایک پستول سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں زقوم چار راہی کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملے سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆ صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے گورتپہ اور تیلاوکی کے علاقوں میں تین کمانڈروں سمیت 11 پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کی مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

۲۳دسمبر:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع چھلگزئی میں کنجک کے علاقے میں مجاہدین کی کٹھ پتلی فوجوں سے جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ، 5 اہل کار قتل، جب کہ 7 مزید زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں پولیس اہل کاروں پر ہونے والے بم دھماکہ سے موٹر سائکل تباہ، اور ان پر سوار ایک پولس موقع پر ہلاک جب کہ دوسرا زخمی ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں گولن آغا غونڈ کے علاقے میں امریکی ٹینک مجاہدین کے نصب شدہ بم دھماکہ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا اور اس میں سوار غاصبین ہلاک ہوئے۔

۲۴دسمبر:

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں شماگاہ کے علاقے میں پولیس چوکیوں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں ایک چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر جمک سمیت 11 اہل کار ہلاک ہو گئے۔ جب کہ کمانڈر سلیمان سمیت 3 اہل کار زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، ایک بم آفگن، 8 کلاشنکوف اور ایک پستول سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں مانوں کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں کی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ

کی فضل سے 2 چوکیاں فتح، اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 7 اہل کار ہلاک ہوگئے جب کہ دیگر فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے 2 امریکن ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، پانچ کار مولی بندوقیں، ایک مارٹر توپ اور 3 بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کیا۔

۲۵ دسمبر:

☆صوبہ نیمروز کے ضلع دلارام کے مربوطہ علاقہ میں فوجی یونٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 اہل کار موقع پر ہلاک، جب کہ 5 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 2 امریکن ہیوی مشن گن، ایک رائفل گن اور مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں ہونے والے دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار کمانڈر عبیداللہ کاکا سمیت 4 اہل کار موقع پر ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شملزئی میں جنجیر کے علاقے کے نصراللہ خیل گاؤں کے مقام پر کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شملزئی میں فوجی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار ضلعی پولیس چیف امان اللہ اور اس کا محافظ زخمی ہوا۔

۲۶ دسمبر:

☆ صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ شہر کے شیشک نمبر ایک کے علاقے میں فدائی مجاہد نے بارود بھری فلڈر کار کے ذریعے اہم کمانڈر (حاجی گل) کے قافلے کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 7 ٹینک و رینجر گاڑیاں تباہ، 13 اہل کار موقع پر ہلاک ہوگئے، جب کہ کمانڈر عطاءاللہ سمیت 19 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئی میں شاہ حسن خیل کے علاقے میں کابل-قندہار شاہراہ پر مجاہدین نے انٹیلی جنس اہل کاروں پر حملہ کیا، جس سے کے نتیجے میں گاڑی تباہ، اور اس میں سوار ضلعی انٹیلی جنس چیف نجیب 2 محافظوں سمیت ہلاک ہوا۔

۲۷ دسمبر:

☆صوبہ قندہار کے ضلع معروف کے ضلعی مرکز پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گرے، جس کے نتیجے میں 3 رینجر گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

☆ صوبہ قندہار کے ضلع معروف میں خیرزئی کے علاقے میں جنگ جوؤں کی چوکی پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ، اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ نیمروز کے ضلع کنگ میں درویشوک کے علاقے میں واقع 2 چوکیوں میں تعینات 3 رابط مجاہدین نے وہاں تعینات اہل کاروں پر اندھادھند فائرنگ کی، جس سے دونوں چوکیاں فتح، کمانڈر شاہ محمد اور کمانڈر فیض محمد سمیت 12 اہل کار موقع پر ہلاک ہوگئے، جب کہ 5 اہل کار زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 4 ہیوی مشن گن، پانچ کلاشنکوف، 2 رکٹ لانچر، 2 بم آفگن اور پانچ وائرلیس سیٹوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

۲۸ دسمبر:

☆ صوبہ کابل کے صدر مقام کابل شہر کے حلقہ نمبر 6 کے دشت برچی کے علاقے میں کابل انتظامیہ کے نام نہاد رکن پارلیمنٹ فکور بہشتی کی گاڑی پر مجاہدین کی نصب کردہ بم سے ہوا۔ دھماکہ سے گاڑی تباہ اور رکن پارلیمنٹ سمیت پانچ اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۹ دسمبر:

☆صوبہ کابل کے ضلع بگرامی میں چرخاب کے علاقے میں انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کی رینجر گاڑی پر ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع قوش تپہ میں شیر خیل گاؤں کے باشندے نام نہاد قومی لشکر کے جنگ جو کمانڈر ظاہر نے 30 مسلح افراد کے ہمراہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ سرنڈر ہونے والے کمانڈر ایک فوجی گاڑی، 8 موٹر سائیکلیں، ایک مارٹر توپ، ایک 82 ایم ایم توپ، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، دو راکٹ لانچر، چار ہیوی مشین گنیں، 21 کلاشنکوفیں، ایک گاڑی گولہ بارود اور دیگر فوجی ساز وسامان مجاہدین کے حوالے کر دیا اور کمانڈر نے معمولی کی زندگی گزارنے کا وعدہ کیا۔

۳۱ دسمبر:

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ کے خواجہ اسماعیل اور خواجہ کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجیں آپریشن کے لیے داخل ہوئیں، جنہیں مجاہدین کی کمین گاہوں اور بارودی سرنگوں کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ فوجی اعلیٰ افسر جنرل رازق، 2 کمانڈر اور 5 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

تم ہی اب تہذیب سکھانے نکلے ہو انسانوں کو!!!

اس تلخ سچائی سے بہت کم لوگ واقف ہیں کہ انیسویں صدی میں فلوریڈا، لوزیانا اور دیگر امریکی ریاستوں میں سفید فام مرد مگرمچھ پکڑنے کے لیے سیاہ فام بچوں کو بطور چارہ استعمال کرتے تھے۔ ہوتا یہ تھا کہ وہ بچوں کو تالاب کے نزدیک چھوڑتے اور پھر کچھ دور چھپ کر بیٹھ جاتے۔ جب مگرمچھ پانی سے نکل کر بچوں کی سمت جھپٹتے، تو سفید فام شکاری ان پر گولیاں چلاتے مگر اکثر اوقات مگرمچھ ان بدقسمت بچوں کو مار ڈالتے...یوں وہ سید فام امریکیوں کی ہوس کی بھینٹ چڑھ جاتے۔ اسی ظالمانہ رواج کے بطن سے امریکی زبان میں ایک اصطلاح ''مگرمچھ چارہ'' (alligator-bait) نے جنم لیا۔ سفید فام' سیاہ فام بچوں کو حقارت سے ''مگرمچھ چارہ'' کہتے تھے اور آج بھی یہ اصطلاح مروج ہے۔ تاہم امریکی نسل یہ نہیں جانتی کہ اس نے کس غیر انسانی رواج سے جنم لیا۔

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۶ نومبر: پسنی میں فائرنگ سے ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۷ نومبر: ایف آر بنوں کے علاقے جانی خیل میں امن کمیٹی کے رکن اور ریٹائر صوبیدار ملک شاور گل کو ہدفی کارروائی میں ہلاک کر دیا گیا۔

۲۷ نومبر: پشاور میں تھانہ پہاڑی پورہ کے علاقے شینواری ٹاؤن میں فائرنگ کے نتیجے میں اے ایس آئی عصمت اللہ ہلاک جب کہ ۳ اہل کار زخمی ہوئے۔

۳۰ نومبر: باجوڑ کی تحصیل چارمنگ میں ایلال خیل کی بوختی پوسٹ پر ایک اہل کار کو سنائپر حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔

۳۰ نومبر: باجوڑ کی تحصیل چارمنگ میں ایلال خیل سپینہ کی سوکہ پوسٹ پر ایک اہل کار کو سنائپر حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔

۳ دسمبر: ضلع دیر کے علاقے جندول میں سورگلو سر پوسٹ پر مجاہدین نے دھاوا بول دیا اور پوسٹ پر تعینات فوجی اہل کاروں کو ہلاک اور زخمی کرنے کے ساتھ ساتھ دشمن کو بھاری مالی نقصان بھی پہنچایا۔

۸ دسمبر: باجوڑ کی تحصیل چارمنگ میں ہاشم تژوسر کے فوجی پوسٹ پر تعینات دو اہل کاروں کو سنائپر حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔

۱۰ دسمبر: پشاور میں ڈی ایس پی ریاض الاسلام کو ہدفی کارروائی میں قتل کر دیا گیا۔

۱۲ دسمبر: کوئٹہ کے علاقے نواں کلی میں فائرنگ سے ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۱۴ دسمبر: باجوڑ کی تحصیل چارمنگ میں ہاشم کوٹ سر کی فوجی چیک پوسٹ پر تعینات ۲ اہل کاروں کو سنائپر حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔

۱۲ دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل شب قدر میں تھانہ سروکلی کے علاقے ڈنڈوپل کے مقام پر ایف سی قافلے کو بارودی سرنگ دھماکہ کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں ایف سی صوبیدار نجیب علی کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۳ دسمبر: ضلع مستونگ میں پولیس وین پر گرنیڈ حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں متعدد پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

۲۵ دسمبر: پشاور میں ترناب فارم کے علاقہ میں پولیس چیک پوسٹ پر فائرنگ سے اے ایس آئی کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۶ دسمبر: ایف آر پشاور میں فوج کے لیے مخبری کرنے والے جاسوس کو قتل کر دیا گیا۔

۳۰ دسمبر: ڈی آئی خان کے علاقے کورائی میں امن کمیٹی کے سابق رکن کو قتل کر دیا گیا۔

۳۱ دسمبر: پشاور کے علاقے متھرا میں اے این پی رہنما رحیم برکزئی کی گاڑی پر فائرنگ کے نتیجے میں رحیم برکزئی ہلاک ہو گیا۔

یکم جنوری ۲۰۱۷ء: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقے ننگ بانڈہ میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں ایک اہل کار اور متعدد زخمی ہوئے۔

۲ جنوری: کوئٹہ کے مغربی بائی پاس کے قریب سیکورٹی فورسز کی گاڑی کے قریب دھماکہ کے نتیجے میں ۴ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور صوبیدار سمیت ۶ اہل کار زخمی ہو گئے۔

۲ جنوری: ضلع نصیر آباد کے علاقے چھتر میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ۴ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۴ جنوری: کوئٹہ کے علاقے جناح ٹاؤن میں فائرنگ کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۴ جنوری: ڈیرہ اسماعیل خان میں بنوں روڈ پر پولیس موبائل پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں ۷ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۰ جنوری: ایف آر پشاور میں آرمی کے ریٹائر صوبیدار اسلم کو مجاہدین نے ہدفی کارروائی میں ہلاک کر دیا۔ یاد رہے کہ صوبیدار اسلم بہت سے مجاہدین کی گرفتاری اور اُنہیں اذیتیں دینے میں پیش پیش رہا۔

۱۳ جنوری: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقہ لرخلوزو میں قبائلی رہنما ملک عبدالرؤف کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ملک عبدالرؤف ایک لیوی اہل کار سمیت زخمی ہو گیا۔

۱۴ جنوری: ضلع چمن میں فائرنگ سے ۲ پولیس اہل کار ہلاک ہو گئے۔

۱۷ جنوری: کوئٹہ کے علاقے جوائنٹ روڈ میں فائرنگ سے ایک پولیس اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۱۷ جنوری: کوئٹہ کے علاقے کلی دیبہ میں فائرنگ سے ایک پولیس اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۲۳ جنوری: پنجگور میں گچک کے مقام پر سیکورٹی فورسز کے قافلے پر حملے میں حوالدار سمیت ۷ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۳ جنوری: ضلع ٹانک کے علاقے مولازئی موڑ میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ۶ ایف سی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

☆☆☆☆☆

ایک لاپتہ قیدی کی فریاد!

اے اہلِ وطن تم کیا جانو ہم کیوں کر سوئے دار گئے
کیا درد ہمارے دل میں تھا، ہم کس پر جانیں وار گئے

اے قوم! تری خوشیوں کے لیے سب رنج والم ہم نے جھیلے
اک تیری حفاظت کی خاطر ہم چھوڑ کے سب گھر بار گئے

اے قوم! ہمیں انصاف ملے، ہم بھی تو خلافت کو دیکھیں
اس ایک تمنا کے بدلے مقتل میں سو سو بار گئے

اے قوم ہماری چیخوں سے کیوں تیرے کلیجے پھٹتے نہیں
کیا غیرتِ قاسم مردہ ہے؟ کیا جرأت کے کردار گئے؟

اے قوم! ہماری ماں بہنیں، بیوی بچے، بھائی والد
پامال ہوئے ان گلیوں میں، ذلت سے سرِ بازار گئے

اے قوم! کوئی تو بتلائے! ان روتی بلکتی ماؤں کو
کس جرم میں ان کے لختِ جگر زنداں میں جان سے ہار گئے

اے قوم! تجھے نہ لے ڈوبیں ماؤں کے ابلتے یہ آنسو
بچوں کے سسکتے وہ نالے، جو عرشِ بریں کے پار گئے

اے قوم! سکینت کے موسم تجھ کو نہ کبھی راس آئیں گے
گر ایسے فنا ہوتے پیہم اس بستی کے معمار گئے

حافظ ابن الامام

اُمت کی ذمہ داریاں

’’ضرورت اس امر کی ہے کہ:

☆ امت اس حقیقت کو جان لے کہ اسلام وکفر کے اس عالم گیر معرکے میں فتح اہلِ ایمان ہی کا مقدر ہے، اور صلیبی مغرب کی فیصلہ کن شکست کا وقت ان شاء اللہ بہت قریب آن لگا ہے۔

☆ امتِ مسلمہ یہ بات بھی سمجھ لے کہ عالمی صلیبی صہیونی اتحاد کو آج جس شکست کا سامنا ہے وہ اسی فریضۂ جہاد کے احیا کا نتیجہ ہے جس کے ذریعے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکینِ مکہ کی قوت توڑی تھی اور جس کے ذریعے آخرِ کار عیسیٰ علیہ السلام دجال و دجالی تہذیب کو فیصلہ کن شکست دیں گے۔ پس دین کو مضبوطی سے تھامنا اور انبیاء علیہم السلام والے اس راستے پر چلنا ہی امت کے لیے راہِ نجات ہے۔

☆ امت کو مغربی تہذیب سے مستعار لیے ہوئے تمام جمہوری راستوں کو واضح طور پر مسترد کرنا ہو گا ورنہ نہ صرف یہ کہ آخرت میں کچھ ہاتھ نہ آئے گا، بلکہ دنیا میں بھی مغربی تہذیب کی شکست کے ساتھ ہی یہ تمام مغربی نظام و افکار دم توڑ دیں گے، اور بالآخر ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

☆ کفر و اسلام کے اس عالمی معرکے نے مسلم امت پر مسلط حکمرانوں اور افواج کو بے نقاب کر دیا ہے اور یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ اسلامی سرزمینوں پر مسلط کفریہ نظام اور یہ نظام چلانے والے' سب کفر کے ساتھی ہیں۔ پس امت کو چاہیے کہ وہ ان دین دشمنوں کے چہرے اچھی طرح پہچان لے تاکہ کل کو اگر پانسہ پلٹتا دیکھ کر یہ غدار خیر خواہ کے روپ میں ہمارے پاس آئیں اور مذاکرات و سیاسی کھیل تماشوں میں الجھا کر جہاد کے ثمرات ضائع کرنا چاہیں تو انہیں جواب میں تلوار کے سوا کچھ نہ ملے۔ اللہ نے اسی تلوار کے ذریعے اسلام کو پہلی مرتبہ عزت بخشی تھی، یہی تلوار اب بھی اسے غلامی کے پھندوں سے مکمل نجات دلائے گی۔

☆ جہاد آج فرضِ عین ہے۔ اس فرض پر لبیک کہتے ہوئے امت کے باسعادت نوجوان اللہ کی راہ میں نکلے اور اللہ نے ان کی قلیل تعداد اور محدود وسائل میں اتنی برکت ڈالی کہ پورا عالمِ کفر آج ان کے نام ہی سے لرزہ براندام ہے۔ الحمدللہ یہ قافلۂ جہاد نصرتِ الٰہی کے سائے میں اپنی فطری رفتار سے سوئے منزل رواں دواں ہے۔ پس یہ امت کے ہر اس مخلص فرد کے لیے لمحۂ فکریہ ہے جس کے قدم ابھی تک گھروں سے نہیں نکلے کہ کہیں اس سے قافلہ چھوٹ نہ جائے!‘‘

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ